

مدارس عربیہ کے نصاب کے مطابق

دَرَسِ اَثَارِ السُّنَنِ

اُدو شِرح

اَثَارِ السُّنَنِ

تَقْرِیظ

حضرت مولانا ایاز حسین شاہ صاحب
دامت برکاتہم



تَصْنِیف

مُفَتِّی فِیضَانَ الرَّحْمَنِ کَمَال

اُستاذ مدرسہ عُلَافَۃِ رَاشِدِیْنَ رَحِمَہُمُ اللہُ

جَامِعِیۃُ عُلُوْمِ اِسْلَامِیۃ

عَلَامَہ بٹوری ٹاؤن رکراچی ۷



مُبَشِّر پبلیشرز

عَلَامَہ بٹوری ٹاؤن رکراچی

مدارس عربیہ کے نصاب کے مطابق
الواب الطہارۃ سے الواب صلاۃ الوتر تک

درس آثار السنن

شرح اردو

آثار السنن

تصنیف

مفتی فیضان الرحمن کمال

استاذ: مدرسہ خلفائے راشدین

شاخ: جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

مبشر پبلشرز

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

0321-2351381

☆ جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں ☆

نام کتاب : درس آثار السنن شرح اردو آثار السنن

مصنف : مفتی فیضان الرحمن کمال

کمپوزنگ : مبشر گرافکس اینڈ پبلشرز

طبع : اول

سن اشاعت : ۱۴۳۲ھ - ۲۰۱۱ء

تعداد : ایک ہزار

ناشر : مبشر پبلشرز

ملنے کے پتے

☆..... اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

☆..... مکتبہ امام محمد و مکتبہ لدھیانوی (دو دیگر سلام کتب مارکیٹ) علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

☆..... بیت الاشاعت، جامع مسجد روڈ، بہار کالونی، لیاری کراچی

☆..... مکتبہ نعمانیہ، کے ایریا، کورنگی، نزد دارالعلوم کراچی

☆..... مکتبہ فاروقیہ، جامعہ فاروقیہ کراچی

☆..... مکتبہ معہد عثمان بن عفان، لائنڈھی کراچی

☆..... مکتبہ الشیخ، معہد التلیل الاسلامی، بہادر آباد کراچی

☆..... قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، اردو بازار کراچی

☆..... ادارہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ، نزد جامعہ خیر المدارس ملتان

☆..... مدرسہ خلفائے راشدین نزد شیل پیٹرول پمپ، پرانا گولیمار کراچی۔

اس کے علاوہ دیگر بڑے کتب خانوں پر بھی دستیاب ہے۔

فہرست الکتاب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۸	۱۹	مقلوب و درج	۱۸
۲	آغاز سخن	۹	۲۰	بدعتی کی روایت	۱۸
۳	مقدمۃ العلم	۱۲	۲۱	شہاد اور محتاج	۱۹
۴	علم حدیث کی چند اہم اصطلاحات	۱۲	۲۲	جرح و تعدیل کے مراتب	۱۹
۵	حدیث، خبر اور اثر میں فرق	۱۲	۲۳	الفاظ تعدیل	۱۹
۶	متواتر اور خبر واحد	۱۲	۲۴	الفاظ جرح	۱۹
۷	مرفوع، موقوف اور مقلوب	۱۲	۲۵	کتاب حدیث کی اقسام	۲۰
۸	مشہور، عزیز اور غریب	۱۳	۲۶	طلب حدیث کے آداب	۲۲
۹	مقبول اور مردود اور ان کا حکم	۱۳	۲۷	حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمری	۲۳
۱۰	صحیح اور حسن	۱۳	۲۸	آثار السنن اور اس کا اسلوب	۲۵
۱۱	صحیح اور حسن کی قسمیں	۱۴	۲۹	المقدمۃ	۲۶
۱۲	حکم بحقیقہ حدیث، مانع و منسوخ	۱۴	۳۰	کتاب الطہارۃ	۲۸
۱۳	حدیث ضعیف	۱۵	۳۱	کتاب اور باب کی اصطلاح	۲۸
۱۴	معلق، مرسل، معطل، منقطع، مدلس	۱۵	۳۲	طہارت کے معنی اور اقسام	۲۹
۱۵	حدیث متصل اور منقطع	۱۶	۳۳	باب البیاء	۲۹
۱۶	راوی پر طعن کے دس اسباب	۱۶	۳۴	تحقیق کلمات و مفہوم حدیث	۳۳
۱۷	موضوع، متروک، منکر، معروف، معطل	۱۷	۳۵	فقہی مسائل اور مذاہب	۳۴
۱۸	شاذ، محفوظ، مضطرب، مصحف، محرف	۱۸	۳۶	مسئلہ اولیٰ	۳۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۷	مسئلہ دوم	۳۸	۵۷	باب آئینہ الکفار	۸۲
۳۸	مسئلہ سوم	۳۸	۵۸	باب آداب الخلاء	۸۳
۳۹	ابواب الخجاسات	۴۰	۵۹	باب ماجاء فی البول کما	۹۰
۴۰	باب سور الحجر	۴۰	۶۰	باب ماجاء فی البول المستعق	۹۲
۴۱	باب سور الکعب	۴۳	۶۱	باب موجبات القتل	۹۳
۴۲	مسئلہ اولی	۴۵	۶۲	باب مقعة القتل	۹۸
۴۳	مسئلہ دوم	۴۶	۶۳	باب حکم الحجب	۱۰۳
۴۴	باب نجاسة المنی	۴۷	۶۴	باب التحیض	۱۰۷
۴۵	باب ما یعارضه	۵۴	۶۵	باب الاستحاضة	۱۰۹
۴۶	باب فی فرك المنی	۵۵	۶۶	باب السواک	۱۱۲
۴۷	باب ماجاء فی المذی	۵۷	۶۷	باب التیمیة عند الوضوء	۱۱۶
۴۸	باب ماجاء فی البول	۶۱	۶۸	باب ماجاء فی صفۃ الوضوء	۱۱۷
۴۹	باب ماجاء فی بول الصبی	۶۴	۶۹	المجموع بین المضمرة وطلاء عتق	۱۱۷
۵۰	باب فی بول ملوئ کل لحمه	۶۸	۷۰	افصل بین المضمرة وطلاء عتق	۱۲۰
۵۱	باب فی نجاسة الروث	۷۰	۷۱	باب ما استفاد منه الفصل	۱۲۰
۵۲	باب فی أن ما لا یخس له سائلة	۷۲	۷۲	باب فی تطیل اللحية	۱۲۲
۵۳	باب نجاسة دم التحیض	۷۳	۷۳	باب تطیل الاصلح	۱۲۳
۵۴	باب الاذی یصیب العتق	۷۵	۷۴	باب فی مسح الاذین	۱۲۴
۵۵	باب ماجاء فی فضل طهور المرأة	۷۶	۷۵	باب التیمیة فی الوضوء	۱۲۶
۵۶	باب ماجاء فی تطهیر الدباغ	۷۹	۷۶	باب ما یقول بعد الفراغ	۱۲۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۷۷	باب المسح علی الخنمین	۱۲۷	۹۶	باب ماجاء فی صلاة العشاء	۱۷۴
۷۸	مسح علی الخنمین کی مشروعیت	۱۲۹	۹۷	باب ماجاء فی الغلیس	۱۷۷
۷۹	مسح علی الخنمین کی مدت	۱۳۱	۹۸	باب ماجاء فی الاسفار	۱۸۰
۸۰	مسح علی الخنمین کی کیفیت	۱۳۲	۹۹	آبواب للأذان	۱۸۵
۸۱	آبواب لواقض الوضوء	۱۳۳	۱۰۰	باب فی بدء الأذان	۱۸۶
۸۲	الوضوء من الخارج من السبیلین	۱۳۳	۱۰۱	مشروعیت اذان کی کیفیت	۱۸۸
۸۳	باب ماجاء فی النوم	۱۳۵	۱۰۲	باب ماجاء فی الترجیع	۱۹۰
۸۴	باب ماجاء فی الدم	۱۳۷	۱۰۳	باب ماجاء فی عدم الترجیع	۱۹۱
۸۵	باب الوضوء من القی	۱۳۹	۱۰۴	باب فی افراد الاقامة	۱۹۵
۸۶	باب الوضوء من الضحک	۱۴۰	۱۰۵	باب فی تنہی الاقامة	۱۹۷
۸۷	باب الوضوء بمس الذکر	۱۴۲	۱۰۶	المصلاة خیر من النوم	۲۰۲
۸۸	باب الوضوء مما مست النار	۱۴۵	۱۰۷	تحویل الوجہ بیناً و ثمالاً	۲۰۳
۸۹	باب الوضوء من المرأة	۱۴۸	۱۰۸	ما یقول عند سماع الأذان	۲۰۴
۹۰	باب التیمم	۱۵۱	۱۰۹	ما یقول بعد الأذان	۲۰۶
۹۱	کتاب الصلاة	۱۵۸	۱۱۰	أذان الفجر قبل طلوع	۲۰۷
۹۲	باب المواقیث	۱۵۹	۱۱۱	باب ماجاء فی أذان المسافر	۲۱۲
۹۳	باب ماجاء فی الظہر	۱۶۳	۱۱۲	ترک الأذان لمن صلی فی بیتہ	۲۱۳
۹۴	باب ماجاء فی العصر	۱۶۹	۱۱۳	باب استقبال القبلة	۲۱۳
۹۵	باب ماجاء فی صلاة المغرب	۱۷۲	۱۱۴	باب سترہ المصلی	۲۱۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۱۵	باب المساجد	۲۲۳	۱۳۵	ما استدل علی أن رفع.....	۲۸۰
۱۱۶	باب خروج النساء الی المساجد	۲۲۸	۱۳۶	رفع الیدین عند التیام.....	۲۸۱
۱۱۷	أکواب حفة الصلاة	۲۳۲	۱۳۷	باب رفع الیدین للسجود	۲۸۱
۱۱۸	باب افتتاح الصلاة بالکھیر	۲۳۲	۱۳۸	تک الیدین فی غیر الافتتاح	۲۸۴
۱۱۹	رفع الیدین عند تکبیرة الاحرام	۲۳۳	۱۳۹	الکھیر للکوع والجمود والرفع	۲۸۸
۱۲۰	باب وضع الیمنی علی الیسری	۲۳۷	۱۴۰	باب حیصات السجود	۲۹۰
۱۲۱	باب فی وضع الیدین علی الصدر	۲۳۸	۱۴۱	الاعتدال والطمأنینة.....	۲۹۱
۱۲۲	باب فی وضع الیدین فوق السرة	۲۴۰	۱۴۲	ما یقال فی الکوع والسجود	۲۹۶
۱۲۳	وضع الیدین تحت السرة	۲۴۰	۱۴۳	ما یقول اذا رفع رأسه.....	۲۹۷
۱۲۴	باب لما قرأ بعد تکبیرة الاحرام	۲۴۳	۱۴۴	وضع الیدین قبل الركعتین	۲۹۹
۱۲۵	اتخذوا ذکر آة بسم الله..... الخ	۲۴۷	۱۴۵	وضع الركعتین قبل الیدین	۳۰۰
۱۲۶	باب فی قراءة الفاتحة	۲۵۳	۱۴۶	باب حیصات السجود	۳۰۱
۱۲۷	باب فی القراءة خلف الامام	۲۵۵	۱۴۷	باب التیمی عن الاقواء	۳۰۴
۱۲۸	تک القراءة خلف الامام فی الجمرية	۲۶۱	۱۴۸	باب الجلس علی التیمین	۳۰۶
۱۲۹	تک القراءة خلف الامام مطلقاً	۲۶۳	۱۴۹	افتراض الرجل الیسری	۳۰۷
۱۳۰	باب تأمین الامام	۲۶۸	۱۵۰	باب ما یقال بین السجدةین	۳۰۸
۱۳۱	باب الجمر بالتأمین	۲۷۰	۱۵۱	جلسة الاستراحة بعد السجدةین	۳۰۹
۱۳۲	باب ترک الجمر بالتأمین	۲۷۲	۱۵۲	باب فی ترک جلسة الاستراحة	۳۱۰
۱۳۳	قراءة السودة بعد الفاتحة	۲۷۶	۱۵۳	باب افتتاح التیمية بالقراءة	۳۱۳
۱۳۴	رفع الیدین عند الکوع.....	۲۷۹	۱۵۴	باب ما جاء فی التورک	۳۱۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۵۵	باب ماجاء في عدم التورك	۳۱۵	۱۷۵	باب المدة العبد	۳۵۰
۱۵۶	باب ماجاء في التشهد	۳۱۷	۱۷۶	باب ماجاء في المدة الجالس	۳۵۱
۱۵۷	تشهد ابن مسعود في وجوه ترجيح	۳۱۹	۱۷۷	مسألة المنقرض خلف المغفل	۳۵۵
۱۵۸	باب الاشارة بالسبابة	۳۲۰	۱۷۸	مسألة المتوضي خلف النعم	۳۵۶
۱۵۹	باب الصلاة على النبي ﷺ	۳۲۲	۱۷۹	كرهية تكرار الجملة في مسجد	۳۵۷
۱۶۰	باب ماجاء في التسليم	۳۲۵	۱۸۰	جواز تكرار الجملة في مسجد	۳۵۸
۱۶۱	باب الانحراف بعد السلام	۳۲۷	۱۸۱	مسألة المنقرض وخلف القف	۳۶۰
۱۶۲	باب في الذكر بعد الصلاة	۳۲۸	۱۸۲	أبواب الصلاة في الصلاة	۳۶۲
۱۶۳	ما جاء في الدعاء بعد المكتوبة	۳۳۱	۱۸۳	النهي عن تسوية التراب	۳۶۲
۱۶۴	باب رفع اليدين في الدعاء	۳۳۱	۱۸۴	باب في النهي عن التخصر	۳۶۳
۱۶۵	باب في صلاة الجماعة	۳۳۲	۱۸۵	باب النهي عن الالتفات	۳۶۳
۱۶۶	تطبيق بين المذاهب	۳۳۶	۱۸۶	باب قل لأوسدين في الصلاة	۳۶۵
۱۶۷	باب ترك الجماعة لعذر	۳۳۷	۱۸۷	باب في النهي عن السدل	۳۶۵
۱۶۸	باب تسوية المصنوف	۳۳۹	۱۸۹	من صلى وراءه معقوص	۳۶۶
۱۶۹	باب اتمام القف لأول	۳۴۲	۱۹۰	باب التسميع والتصفيق	۳۶۷
۱۷۰	باب موقف الامام والمأموم	۳۴۲	۱۹۱	باب النهي عن الكلام	۳۶۹
۱۷۱	باب قيام الامام بين الاثنين	۳۴۳	۱۹۲	كلام ساسي كلام من عن	۳۷۳
۱۷۲	باب من ألقى بالامنة	۳۴۵	۱۹۳	ما استدلى على جواز رد السلام	۳۷۶
۱۷۳	باب المدة التواء	۳۴۷	۱۹۴	نسخ رد السلام بالاشارة	۳۷۹
۱۷۴	باب المدة لأعني	۳۴۹	۱۹۵	باب الفتح على الامام	۳۸۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۹۶	باب فی الحدیث فی الصلاة	۳۸۰	۲۰۳	باب الوتر خمس أو اکثر	۳۹۳
۱۹۷	باب فی التحنن	۳۸۳	۲۰۴	باب الوتر برکۃ	۴۰۰
۱۹۸	باب فی الصلاة بحضرة الطعام	۳۸۴	۲۰۵	باب الوتر ثلاث رکعات	۴۰۶
۱۹۹	باب ما علی الامام	۳۸۵	۲۰۶	من قال ان الوتر ثلاث	
۲۰۰	باب ما علی المؤمن من الاحتیاج	۳۸۷		انما یصلی بقیہ واحد	۴۱۳
۲۰۱	اکواب صلاة الوتر	۳۹۰	۲۰۷	مراجع ومصادر	۴۱۵
۲۰۲	ما استدل علی وجوب الوتر	۳۹۰	۲۰۸	دیگر تالیفات	۴۱۶

انتساب

اپنے مخلص والدین اور
مرکزِ علم و ادب

”جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی“

کے مشفق اساتذہ، بالخصوص اساتذہ حدیث

کی طرف اس بضاعتِ مزاجہ کو منسوب کرنے کی

سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کی آغوشِ تربیت میں

پل کر میں اس علمی کاوش کے قابل ہوا۔

فیضان الرحمن کمال عفا اللہ عنہ



آغاز سخن

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، وبعد!

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں کرم و احسان اور والدین و اساتذہ کرام کی عکسانہ دعاؤں و جہات کا اثر ہے کہ مجھ ناکارہ کو اس علم حدیث کے موضوع پر پہلی بار کچھ خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس پر بارگاہِ الہی میں بار بار شکر گزار ہوں۔

یوں تو اہل سنت والجماعت کے چاروں فقہی مسالک برحق ہیں اور مقتدیانِ مسالک عند اللہ و عند الناس نام مقبولیت کے جس مقام پر فائز ہیں اور امت کے ایک بڑے طبقے کو جو ان اکابرین پر بطور تقلید اعتماد ہے وہ ائمہ میں انفس ہے، پھر خصوصیت کے ساتھ امام اعظم ابو حنیفہ جن کو واحد ائمہ اربعہ میں تابعیت کا شرف بھی حاصل ہے آپ کی فتاہت اور تمام علوم قرآن و سنت پر دسترس کو ہمیشہ معتدل مزاج اصحاب علم نے سراہا ہے اور چوٹی کے محدثین، فقہاء، عابدین، ارباب دانش آپ کے مقلد رہے ہیں مگر بد شکونی قسمت سے کچھ لوگوں کو شروع ہی سے ان سے خارج رہی ہے اور وہ باوجود تمام تر تجت کے فقہ حنفی کے اکثر مسائل کو خصوصاً شریعت سے محاذی قرار دینے اور فقہاء احناف کو صراطِ مستقیم سے منحرف و کھلانے کے لئے سرگرداں رہے ہیں۔

یعنی بات ہے کہ ان لوگوں کا انجام وہی ہوتا تھا جو پہاڑ سے اپنا سر نگرانے والے کا ہوتا ہے۔ تاہم جب ان لائف ب لوگوں کی جانب سے بے سرو پا پڑو پیکٹھ سے عوام الناس کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہوا تو تاندین و ماہرین کی ایک بڑی جماعت نے فقہ حنفی کے بانی اور دستور اسلامی کے پہلے باضابطہ مؤذن امام اعظم ابو حنیفہ کو آپ کے اصحاب و تلامذہ کی سوانح حیات قرآن و سنت و علوم دین میں مہارت اور خدمات کو مستقل تصانیف کے ذریعے اجاگر کیا جن میں علمائے احناف کے علاوہ غیر مسلک والے مؤرخین مثلاً علامہ جلال الدین سیوطی شافعی (صاحب جمیع البصیرہ)، ملکن عبدالبر مالکی (صاحب الانعام) اور سیوطی ابن الجوزی حنفی (صاحب لاجلہ) کو غیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

دوسری جانب وابستگان فقہ حنفی محدث و فقیہ حضرات کا ایک طبقہ مسلک کے مسائل کے وہ مآخذ جو قرآن و سنت جو بوقت اجتہاد امام ابو حنیفہؒ و اصحاب کے پیش نظر رہے تھے، مستقل تصنیف کے ذریعے بیان کرنے لگے، ان تصانیف میں ”المجمع بین النہد والکتاب“ لابی محمد النبیؒ متوفی ۶۸۶ھ، ”اعلاء السنن“ مؤلفہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور ”حدی الامام الی احادیث الاحکام“ قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح شروحات حدیث میں بھی متعدد کتب فقہ حنفی کی ترجمانی کرنے والی تحریر کی گئیں مثلاً ”عمدة القاری“ تلمیذ رابعیؒ، ”نصب الراية“ علامہ الزیلعیؒ اور ”معارف السنن“ لمحدث العصر الامام محمد یوسف المہوریؒ۔

غیر منقسم ہندوستان میں فقہ غیر مقلدیت و تحریک لاندہیت کے سد باب اور فقہ حنفی کے دفاع میں جس کتاب کو ایک گونہ اولیت حاصل رہی ہے وہ ہماری یہ کتاب یعنی ”آثار السنن“ ہے۔ علامہ ظہیر احسن المعروف بہ شوق نیوٹی نے بڑی جانتگانی سے کتاب و سنت کے گوشہ گوشہ سے مسائل فقہ حنفی کے ثبوت پر ناقابل تردید دلائل جمع کر دیے ہیں، کاش کہ آپ کی یہ تصنیف تکمیل کو پہنچتی مگر بایں قدر بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمت عظمیٰ اور فقہ حنفی کے لئے ”قیاس کن زگلستان من بہار مرا“ کا مصداق ہے۔

کتاب کی قدروقیمت اور اہمیت کا احساس کرتے ہوئے بہت سارے مدارس کے تعلیمی نصاب میں اس کو شامل کر دیا گیا البتہ اکثر جگہ کتاب کا معتد بہ حصہ پڑھانے پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔ مصنفؒ نے اپنی اس تالیف میں جس طرح باریک بینی اور گہرائی کے ساتھ احادیث پیش کی ہیں اور فریق مخالف کے دلائل پر جس دلائل انداز میں کلام کیا ہے اس کے پیش نظر عرصہ سے کتاب کی شروحات کا سلسلہ جاری ہے مگر اب تک کی غیر مطبوع شروحات میں غیر ضروری طوالت یا اختصار غل یا ناکافی وضاحت کی بناء پر ایک ایسی معتدل شرح کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس میں احادیث پر اعراب، عبارت کا آسان ترجمہ بشریح کلمات، مباحث کا خلاصہ، مختلف مکاتب فکر کی کتابوں سے ان کے فقہی مسلک کا ٹھوس بیان، فریق مخالف کے دلائل کا واضح ذکر و فقہ حنفی کی وجوہ ترجیح، مصنفؒ کی غرض بالخصوص ”قال النعموی“ کی وضاحت، اور بظاہر متعارض حدیثوں کے درمیان تطبیق جیسے

امور کا اہتمام کیا گیا ہو، نیز دورانِ بحث ذکر ہونے والے اصولِ حدیث کی تفصیل بھی موجود ہو۔
 فلہذا اپنے مشفق اساتذہ کرام کے اس جانب توجہ دلانے اور احباب کے بے حد اصرار پر بندہ ناچیز نے اللہ رب العزت سے استعارہ کرنے کے بعد مذکورہ بالا نکات کے مطابق علمِ حدیث کی ایک گونہ خدمت اور اپنی سعادت سمجھتے ہوئے کتاب ہذا کی شرح لکھنا شروع کی، جو بحمد اللہ تھوڑے ہی وقت میں مکمل ہو گئی۔ چونکہ شرح کا انداز درسی رکھا گیا، اس لئے نام بھی ”درس آثار السنن“ تجویز ہوا۔ ابتداء میں ”مقدمۃ العلم“ کے عنوان طلباء کی رہنمائی کے لئے فنِ اصولِ حدیث کے چیدہ چیدہ ضروری اصطلاحات بھی ذکر کئے گئے ہیں، جس کا مطالعہ امید ہے کہ نہ صرف ”آثار السنن“ بلکہ حسامی کے ”باب السنۃ“ کے سمجھنے میں بھی مدد و معاون ثابت ہوگا۔ فقہی مباحث اور اولہ کے بیان میں جس بحث کے تحت ایک کتاب سے استفادہ کیا گیا وہاں اسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے اور جہاں کسی ایک سے زائد کتب سے مراجعت کی گئی تو وہاں کسی خاص کتاب کا حوالہ دینے کے بجائے ”درس آثار السنن“ کے آخر میں مراجع و مصادر کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

میں اس موقعہ اپنے تمام اساتذہ کرام کا شکر گزار ہوں بالخصوص استاذِ محترم حضرت مولانا یاز حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کا تہذیب سے مشکور کہ انہوں نے ابتداء بندہ کو آثار السنن کا شغف دلایا اور اس کی تدریس کا موقعہ عنایت فرمایا اور وقتاً فوقتاً مفید مشوروں سے نوازا۔ یوں ہی میں اپنے تمام معاون دوستوں بالخصوص مولوی حافظ محمد اویس صدیقی اور مولوی سعد حسین شاہ کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے تصحیح و نظر ثانی کے مراحل میں بندہ کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بندہ کی اس حقیر سی کاوش کو قبول فرمائیں اور علماء و طلباء سب

کے لیے بے حد نافع بنا کر بندہ، بندہ کے والدین اور تمام اساتذہ، بالخصوص استاذِ حدیث آثار السنن مولانا عطاء الرحمن صاحب دامت برکاتہم کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین

فیضان الرحمن کمال

مقدمۃ العلم

علم حدیث کی چند اہم اصطلاحات

حدیث، خبر اور اثر میں فرق:

حدیث اور خبر کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ دونوں مترادف ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ حدیث کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال وغیرہ پر ہوتا ہے اور خبر عام ہے احادیث نبوی ﷺ اور اخبار سلاطین و ملوک پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

حدیث اور اثر میں فرق یہ ہے کہ حدیث کا اطلاق عموماً اقوال و افعال نبوی ﷺ پر ہوتا ہے جبکہ اثر عموماً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال پر بولا جاتا ہے۔

حدیث کی اقسام

حدیث دو قسم پر ہے۔ (۱) خبر متواتر (۲) خبر واحد۔

۱..... خبر متواتر: وہ حدیث ہے جس کے روایت کرنے والے ہر زمانہ میں اس قدر کثیر ہوں کہ ان سب کے جھوٹ گمڑنے پر اتفاق کو عقل سلیم محال سمجھے۔

۲..... خبر واحد: وہ حدیث ہے جس کے راوی اس قدر کثیر نہ ہوں۔

خبر واحد کی مختلف اعتباروں سے تقسیم کی جاتی ہے۔

خبر واحد کی پہلی تقسیم

خبر واحد اپنے منتقلی کے اعتبار سے تین قسم پر ہے۔

(۱) مرفوع (۲) موقوف (۳) مقطوع

۱..... مرفوع: وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے قول یا فعل یا تقریر (یعنی صحابہ کرامؓ کوئی کام کرتے ہوئے دیکھ کر اس کام پر تکبیر نہ فرمانا) کا ذکر ہو۔

۲.....موقوف: وہ حدیث ہے جس میں صحابی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

۳.....مقلوع: وہ حدیث ہے جس میں تابعی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

خبر واحد کی دوسری تقسیم

خبر واحد راویوں کی تعداد کے اعتبار سے بھی تین قسم پر ہے۔

(۱) مشہور (۲) عزیز (۳) غریب

۱- مشہور: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر زمانے میں تین سے کم کہیں نہ ہوں۔

۲- عزیز: وہ حدیث ہے جس کا راوی ہر زمانے میں دو سے کم کہیں نہ ہوں۔

۳- غریب: وہ حدیث ہے جس کا راوی کہیں نہ کہیں ایک ہو۔

خبر واحد کی تیسری تقسیم

خبر واحد (خواہ مشہور ہو یا عزیز یا غریب) قوت اور ضعف کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔

(۱) مقبول۔ (۲) مردود۔

۱.....مقبول: وہ حدیث ہے جس کے راوی کا سچا ہونا غالب ہو۔

۲.....مردود: وہ حدیث ہے جس کے راوی کا سچا ہونا غالب نہ ہو۔

حکم: حدیث مقبول سے استدلال کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے اور حدیث مردود سے نہ استدلال کر سکتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرنا واجب ہے جب تک کہ راویوں کے حالات سے مکمل طور پر بحث نہ کر لی جائے۔

حدیث مقبول کی پہلی تقسیم

حدیث مقبول اپنے مراتب کے اعتبار سے بنیادی طور پر دو قسم پر ہے۔ (۱) صحیح۔ (۲) حسن۔

صحیح کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل (مسٹر) اور حدیث کو ضبط (یاد اور محفوظ) کرنے والے ہوں اور اس کی سند اپنے قائل تک متصل ہو (یعنی کوئی راوی حذف نہ

ہوا ہو) معطل اور شاذ ہونے سے محفوظ ہو۔

حسن کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کے راوی میں صرف ضبط ناقص ہو، باقی سب شرائط حدیث صحیح کی اس میں موجود ہوں۔

صحیح اور حسن دو قسموں پر منقسم ہے۔ (۱) لذاتہ۔ (۲) ظہیرہ۔

صحیح لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل (ثقة یعنی نہایت مستتر) ہوں اور حدیث شریف کو سند کے ساتھ خوب اچھی طرح محفوظ کرنے والے ہوں اور سند بھی متصل ہو۔

صحیح ظہیرہ: وہ حدیث ہے جو دراصل حسن لذاتہ ہے مگر اس کی سندیں اس قدر کثیر ہیں کہ ان سے راوی کے حفظ میں جو کمی تھی اس کی تلافی ہو گئی۔

حسن لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کا کوئی راوی خفیف الضبط ہو (یادداشت کمزور ہو)۔

حسن ظہیرہ: وہ حدیث ہے جس کے کسی راوی میں ثقاہت (بمردہ کے قابل ہونا) کی تمام منکات یا بعض نہ پائی جاتی ہوں۔ مگر سندیں کثیر ہونے سے اس نقصان کی تلافی ہو گئی ہو۔

حدیث مقبول کی دوسری تقسیم

احادیث کے مضمون میں بظاہر تعارض واقع ہونے کے اعتبار سے حدیث مقبول کی

سات قسمیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں: (۱) محکم۔ (۲) مختلف الحدیث۔ (۳) ناخ۔ (۴) منسوخ۔ (۵) رائج۔ (۶) مرجوح۔ (۷) متوقف فیہ۔

۱- محکم کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی مخالف کوئی حدیث نہ ہو۔

۲- مختلف الحدیث: وہ متعارض حدیثیں ہیں جو صحت میں برابر ہوں اور ان کا جمع کرنا ممکن ہو۔

۳- ناخ اور ۴- منسوخ کی تعریف: وہ متعارض حدیثیں ہیں جو صحت میں برابر ہوں اور ان میں جمع بھی ممکن نہ ہو۔ مگر تاریخ سے ایک کا مقدم اور دوسری کا مؤخر ہونا ثابت ہو جائے۔ تو مقدم کو منسوخ اور مؤخر کو ناخ کہیں گے۔

۵- رائج اور ۶- مرجوح کی تعریف: وہ متعارض حدیثیں ہیں جو صحت میں برابر ہوں اور ان

میں جمع بھی ممکن نہ ہو اور ان میں تقدم دنا خرمی ثابت نہ ہو مگر کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ممکن ہو تو جس حدیث کو کل کے لئے ترجیح دیں گے وہ رائج کہلائے گی اور دوسری مرجوح ہوگی۔
 ۷۔ متوقف فیہ کی تعریف :- وہ متعارض حدیثیں ہیں جو صحت میں برابر ہوں مگر نہ ان میں جمع ممکن ہو اور نہ تقدم دنا خرمی ثابت ہو۔ اور نہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ممکن ہو تو جب تک ان حدیثوں میں سے کسی ایک پر عمل کی کوئی صورت ظاہر نہ ہو تو وقف کیا جائے گا۔

حدیث ضعیف

”ضعیف“ وہ حدیث ہے جس کے راوی میں حدیث صحیح و حسن کی شرائط نہ پائی جائیں۔
 حکم :- حدیث ضعیف کا ضعف بیان کے بغیر روایت کرنا درست ہے البتہ عقائد، فروع و واجب اس سے ثابت نہیں ہو سکتے اور استحباب ثابت کرنے کے لئے بھی تین شرطیں ہیں :-
 (۱) ضعف شدید نہ ہو۔ (۲) کسی شرعی قاعدہ کے خلاف نہ ہو۔
 (۳) عمل کرتے وقت اس کے مکمل طور پر ثابت ہونے کا گمان نہ رکھے بلکہ احتیاط سمجھ کر عمل کرے۔

حدیث مردود کی اقسام

حدیث کے غیر مقبول ہونے کا سبب یا تو سند کے اندر کسی راوی کا چھوٹ جانا ہوگا اور یا کسی راوی پر جرح و طعن۔

اگر اس کا سبب راوی کا سقوط ہو تو اس کی پانچ قسمیں مشہور ہیں۔

(۱) منقطع (۲) مرسل (۳) معطل (۴) منقطع (۵) مدلس۔

معلق کی تعریف :- وہ حدیث ہے جس کی سند کا ابتدائی حصہ حذف کر دیا گیا ہو۔

مرسل کی تعریف :- وہ حدیث ہے جس کی سند کا آخری حصہ نہ بیان کیا گیا ہو۔ اگر ثقہ راوی حدیث کو مرسل نقل کرے تو جہور کے نزدیک وہ حدیث مقبول ہے اور جو غیر ثقہ مرسل نقل کرے وہ عند الجہور غیر مقبول ہے۔

معطل کی تعریف :- وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان سے دو یا زیادہ راوی مسلسل حذف

ہو گئے ہوں۔

محقق کی تہریف :- وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان سے صرف ایک راوی حذف ہوا ہو
یا چند راوی حذف ہوئے ہوں مگر مسلسل نہیں بلکہ الگ الگ مقام پر حذف ہوئے ہوں۔
دوسرے کی تہریف :- وہ حدیث ہے جس کے راوی کی یہ عادت ہو کہ وہ اپنے شیخ یا شیخ کے شیخ کا
نام چھپا لیتا ہو۔

حدیث متصل اور حدیث مُسند

اگر حدیث کی سند میں کوئی راوی ساقط نہ ہو تو وہ حدیث متصل کہلائے گی اور جب ایسی
حدیث کی نسبت جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کی جانب ہو تو وہ حدیث مُسند کہلائے گی۔

راوی پر طعن کے دس اسباب

راوی پر طعن سے مراد ”راوی میں کوئی ایسی خرابی اور عیب ہونا ہے جو قبول حدیث
کے لئے مانع ہو“ اس کے دس اسباب ہیں جن کی وجہ سے حدیث غیر مقبول کے درجے بھی
عقل ہیں۔ وہ دس اسباب یہ ہیں:

(۱) کذب (۲) تہمت کذب (۳) فسق (۴) جہالت (۵) بدعت

(۶) غش ظلمی (۷) کثرت غفلت (۸) وہم (۹) مخالفت ثقات (۱۰) سوء حفظ

۱۔ کذب فی الحدیث :- یعنی رسول اللہ ﷺ کی طرف بالقصد کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا۔
بہت سخت عیب اور بہت بڑا گناہ ہے۔

۲۔ تہمت کذب :- یعنی جھوٹ کا الزام۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ راوی کے متعلق یہ بات تو
ثابت نہیں ہوئی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف قصداً کوئی جھوٹ بات منسوب کی ہے مگر
کچھ ایسے قرآن پائے جاتے ہیں جن سے کذب فی حدیث الرسول کی بدگمانی ہوتی ہے۔

۳۔ فسق :- یعنی بدوین ہونا۔ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے جو کسی قولی یا فعلی گناہ کبیرہ کا مرتکب
ہوتا ہے۔ مثلاً زنا، چوری وغیرہ کرتا ہے۔

- ۴.....چہالت: یعنی راوی کا حال معلوم نہ ہونا کہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ۔
- ۵.....بدعت: یعنی دین میں کوئی ایسی جہت (ایجاد) کرنا جس کی اصلیت قرآن کریم میں یا حدیث شریف یا قرون مشہور و لہا بالخیر (زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین) میں نہ پائی جاتی ہو۔
- ۶.....فحش غلطی: یعنی اغلاط کی بہتات۔ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے جس کی غلط بیانی، صحت بیانی سے زائد ہو۔
- ۷.....کثرت غفلت: یعنی بہت زیادہ غفلت۔ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے جو حدیث کے اتفاق یعنی خوب اچھی طرح محفوظ کرنے سے اکثر غفلت برتتا ہو۔
- ۸.....وہم: بھول کر غلطی کرنا یعنی سند میں یا متن میں تغیر و تبدل کر دینا۔ مثلاً حدیث مرسل یا منقطع کو مشعل کر دینا۔
- ۹.....سوم حفظ: یعنی یادداشت کی خرابی۔ یہ طعن اس راوی پر لگتا ہے جس کی غلط بیانی حافظہ کی وجہ سے، صحت بیانی سے زائد یا برابر ہو۔

باعتبار طعن فی الراوی حدیث غیر مقبول کی اقسام

- حدیث موضوع: یعنی گمزی ہوئی حدیث وہ ہے جس کے راوی پر حدیث نبوی ﷺ میں جھوٹ بولنے کا طعن موجود ہو۔
- حدیث متروک: یعنی چھوڑی ہوئی ساقط الاعتبار حدیث وہ ہے جس کا راوی مجہم بالکذب ہو یا وہ روایت تو بعد معلوم فی الدین کے مخالف ہو۔
- حدیث منکر: وہ حدیث ہے جو کسی ایسے راوی سے مروی ہو جو فحش غلطی یا کثرت غفلت یا فسق کے ساتھ مطعون ہے۔ اسی طرح وہ حدیث جس کا راوی باوجود ضعیف ہونے کے جماعت ثقافت کے مخالف روایت کرے۔
- حدیث معروف: وہ حدیث ہے جو منکر کے مقابل ہو۔
- حدیث معلل: وہ حدیث جس میں راوی نے وہم کی وجہ سے تغیر و تبدل کر دیا ہو، نیز وہ حدیث

بھی کہ جس میں کوئی ایسی پوشیدہ علت ہو جو صحت حدیث میں نقصان دیتی ہے، اس کو معلوم کرنا ماہر فن ہی کا کام ہے۔

حدیث شاذ: وہ حدیث جس کا راوی خود ثقہ ہو مگر ایک ایسی کثیر جماعت کے برخلاف روایت کرتا ہو جو اس سے زیادہ ثقہ ہیں۔

حدیث محفوظ: وہ حدیث جو شاذ کے مقابل ہو۔

حدیث مضطرب: وہ حدیث جس کی سند میں یا متن میں تغیر و تبدل کی وجہ سے ثقہ راوی سے اختلاف پیدا ہو گیا ہو اور دونوں روایتوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا یا دونوں کے درمیان تطبیق ممکن نہ ہو۔

مصطفیٰ مخرف: وہ حدیث جس میں سند اور متن کی صورت تو بدستور باقی رہے مگر ایک حرف یا چند حروف بدل جانے کی وجہ سے ثقہ راوی کی مخالفت ہو گئی ہو، پھر اگر حرف کا تبدل صرف نقطوں کے ذریعہ ہے (مثلاً طاء کو ظاء یا صاد کو ضاد نقل کرنا) تو وہ مصطفیٰ ہے اور اگر ایک حرف کی شکل دوسرے حرف سے بدل گئی ہو (مثلاً سین کو صاد یا ضاد کو ظاء روایت کرنا) تو وہ مخرف ہے۔

مقلوب: وہ حدیث جس کے راویوں کے ناموں میں یا متن حدیث میں الٹ پھیر ہو گئی ہو۔

مُدترج: وہ حدیث جس میں کوئی راوی اپنا کلام درج کرے اور فرق کرنا مشکل ہو۔

صحیحہ: اگر حدیث صحیح یا حسن کا راوی کوئی زائد مضمون بیان کرے اور وہ زیادتی اس سے زیادہ ثقہ راوی کے بیان کے خلاف ہو تو اس مضمون کو یا تو مستقل حدیث قرار دیں گے یا حدیث کا باقی ماندہ حصہ کہیں گے۔

بدعتی کی روایت

بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ اول: مستزہم کفر یعنی جس سے کفر لازم آتا ہو جیسے ختم نبوت

کا انکار۔ دوم: مستزہم فسق جیسے عام عقائد و خیالات فاسدہ۔

بدعتی کی روایت کا حکم: مستزہم کفر کی حدیث جمہور کے نزدیک مقبول نہیں ہے اور مستزہم فسق کی

حدیث اس وقت قبول ہے جب وہ حدیث اس کے منشا اور بدعت کی ترویج کے خلاف ہو اور

اس پر اس حدیث کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے روایت کا الزام بھی نہ ہو۔

شاہد اور متابع

اگر کسی درجہ میں خبر واحد سمجھے جانے والی حدیث کے ہم معنی یا ہم لفظ حدیث موجود ہو تو اس دوسری حدیث کو ”شاہد“ کہتے ہیں اور اگر ایسی خبر واحد کی سند ایک راوی کے بجائے دو یا دو سے زائد راوی نقل کریں تو پہلی حدیث ”متابع“ اور دوسری حدیث اس کی ”متابع“ کہلائے گی۔ صحابی کی تعریف: وہ شخص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بحالت ایمان ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ہو۔

تابعی کی تعریف: وہ شخص جنہوں نے بحالت ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ہو۔ جیسے امام اعظم ابوحنیفہؒ کہ حضرت انسؓ سے آپ کی ملاقات ثابت ہے۔

جرح و تعدیل کے مراتب

محدثین جب کسی راوی کی توثیق و تعدیل (قابل اعتبار قرار دینا) بیان کرتے ہیں یا کسی راوی پر جرح (تقصید و تضعیف) کرتے ہیں تو اس کے لئے مخصوص الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ان الفاظ میں کچھ نہایت اعلیٰ ہیں اور کچھ متوسط اور کچھ ادنیٰ۔ ذیل میں ان سب الفاظ کو اعلیٰ سے ادنیٰ تک معتبر ترتیب کے مطابق لکھتے ہیں:-

الفاظ تعدیل

- (۱) البت حجة (۲) البت حافظ (۳) لوثق الناس یعنی سب سے زیادہ معتبر (۴) الثقة متقن (۵) الثقة ثبت (۶) ثقة (۷) ثقة (۸) صدوق (۹) لا بأس به (۱۰) ليس به بأس (۱۱) محله الصدق (۱۲) جيد الحديث (۱۳) صالح الحديث (۱۴) شيخ (۱۵) شيخ وسط (۱۶) شيخ حسن الحديث (۱۷) صدوق ان شاء الله (۱۸) صحيح

الفاظ جرح

- (۱) أكذب الناس (۲) دجال كذاب (۳) اوضاع يضع الحديث (۴) متهم بالكذب

(۵) متفق علیٰ ترکہ (۶) متروک (۷) لیس بشقۃ (۸) اسکتوا عنه (۹) ذاہب الحدیث (۱۰) فیہ نظر (۱۱) ہالک (۱۲) اساقط (۱۳) واہ بمرۃ (۱۴) لیس بشیء (۱۵) ضعیف جدا (۱۶) ضعفہ (۱۷) ضعیف واہ (۱۸) یضعف (۱۹) فیہ ضعف (۲۰) قد ضعف (۲۱) لیس بالقوی (۲۲) لیس بحجۃ (۲۳) لیس بذاک (۲۴) یعرف وینکر (۲۵) فیہ مقال (۲۶) تکلم فیہ (۲۷) لین (۲۸) میء الحفظ (۲۹) لا یحتج بہ (۳۰) اختلف فیہ (۳۱) صدوق لکنہ مبتدع وغیرہ۔

کتب حدیث کی اقسام

حدیث کی کتابیں اپنی خاص ترتیب اور وضع کے اعتبار سے کئی قسموں پر ہیں:-

(۱) جامع: وہ کتاب جس میں تفسیر، عقائد، آداب، احکام، مناقب، سیرۃ، فتن، علامات قیامت، فقہی احکام اور مناقب وغیرہ ہر قسم کے مسائل کی حدیثیں جمع کی گئی ہوں جیسے: جامع بخاری۔
(۲) سنن: وہ کتاب ہے جس میں احادیث کو فقہی ترتیب سے جمع کیا جاتا ہے۔ ایسی کتاب کا خاص مقصد فقہاء کے دلائل کو جمع کرنا ہے جیسے: سنن ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، سنن دارقطنی، سنن بیہقی۔

(۳) مسند: وہ کتاب جس میں احادیث کو صحابہ کرام کے ناموں کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہو یعنی ہر صحابی کی تمام روایات ایک جگہ ذکر کر دی گئی ہوں، خواہ کسی بھی باب سے متعلق ہوں۔ یہ ترتیب کبھی صحابہ کرام کے مرتبوں کے اعتبار سے رکھی جاتی ہے اور کبھی حروف ہجا کے اعتبار سے اور کبھی پہلے یا بعد میں اسلام لانے کے اعتبار سے جیسے: مسند احمد، مسند دارمی، مسند بزار (جس کا اصل نام البحر الزخار ہے) اور مسند ابوداؤد طحاوی۔

(۴) معجم: وہ کتاب جس میں محدث اپنے شیوخ اور اساتذہ حدیث کے ناموں کی ترتیب سے احادیث کو جمع کرے اس طور پر کہ ہر شیخ کی روایات یکجا لی جائیں خواہ مختلف ابواب سے متعلق ہوں۔ جیسے: معجم ترمذی، معجم اللطیف (۱) معجم الصغیر، المعجم الاوسط، المعجم الکبیر۔

(۵) جزء: وہ کتاب جس میں صرف ایک مسئلہ سے متعلق تمام روایات یکجا کر دی گئی ہوں جیسے امام بخاریؒ کی جزء رفع الیدین، اور جزء القراءة، اور امام بیہقیؒ کی جزء القراءة۔

(۶) مفرد یا افراد: وہ کتاب جس میں صرف ایک محدث کی کل مرویات کا احاطہ کیا جائے جیسے کتاب لأفراد المقرطیؒ

(۷) غریب: وہ کتاب جس میں کسی محدث کی انفرادی احادیث کو جمع کیا جائے جن کو وہ مخصوص شیخ سے روایت کرے، جیسے غرائب امام مالکؒ۔

(۸) مستدرک: وہ کتاب جس میں کسی دوسری کتاب حدیث میں ملحوظات پر پورا ترنے والی ان احادیث کو جمع کیا گیا ہوں جو اس کے مصنف سے روائی ہوں جیسے امام حاکم نیشاپوریؒ کی مستدرک علی النسخین (یعنی صحیح بخاری و مسلم کے معیار کے مطابق احادیث کا مجموعہ)۔

(۹) مستخرج: وہ کتاب جس میں کسی دوسری کتاب حدیث کی حدیثوں کو مصنف کے واسطے کے بغیر اس کے شیوخ و اساتذہ سے نقل کیا جائے جیسے مستخرج اسماعیلی علی صحیح البخاری و مستخرج ابو حوانہ علی صحیح مسلم۔

(۱۰) تجرید: وہ کتاب جس میں کسی دوسری کتاب حدیث کی احادیث کو سند اور مکررات کے بغیر صرف صحابی کے واسطے سے نقل کیا جائے جیسے تجرید صحیح البخاری للو بیدیؒ و تجرید صحیح مسلم المقرطیؒ۔

(۱۱) تخریج: وہ کتاب جس میں کسی دوسری کتاب کی بے حوالہ حدیثوں کے لئے سند اور حوالہ پیش کیا جائے جیسے ہدایہ کی احادیث کی تخریج جو امام زبیلیؒ نے کی بنام ”نصب الراية“ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی ”الدرایہ“ اور الخفص الحمر فی تخریج أحادیث الیافعی الکبیر۔

(۱۲) کتب جمع: وہ کتابیں جن میں ایک سے زائد کتابوں کی احادیث کو سند اور مکررات کے حذف کے ساتھ جمع کیا جائے جیسے ”الترغیب والترہیب للمندیؒ“ اور مشکوٰۃ المصابیح۔

(۱۳) أطراف: وہ کتاب حدیث جس میں احادیث کا اول حصہ ذکر کر کے اس کی تمام سندوں یا مراجع کی نشاندہی کی جائے جیسے تحفہ لأشراف بمعرفۃ لأطراف للامام المرزئیؒ، اور معاصر محقق محمد سعید بیسوی آل زغول کی ”موسوعة أطراف الحديث النبوی الشریف“۔

(۱۳) فہارس یا مفہرس: وہ کتاب جس میں ایک یا ایک سے زیادہ کتابوں کی احادیث کی فہرست حروف ہجا کے اعتبار سے یکجا کر دی جائے جیسے فہرس الفہارس لعبدالحی الکتائی، اور معاصر محقق دکتور فواد عبدالباقی کی ”المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث النبوی ﷺ“۔

(۱۵) اربعین: یعنی چہل حدیث: وہ کتاب جس میں کسی ایک یا ایک سے زیادہ موضوعات سے متعلق کم و بیش چالیس حدیثیں جمع کی جائے جیسے امام نوویؒ کی ”الأربعین وغیرہ۔“

(۱۶) موضوعات: وہ کتاب جس میں موضوع احادیث کو جمع کیا جائے جیسے امام ابن الجوزیؒ کی ”الموضوعات“، امام سیوطیؒ کی ”الملائی المصنوعہ فی الأحادیث الموضوعہ“، ملا علی قاریؒ کی ”الموضوعات الکبریٰ“ اور علامہ عبدالحی لکھنویؒ کی ”الآثار المرفوعہ فی الأخبار الموضوعہ“ وغیرہ۔

(۱۷) لا احادیث المشہورۃ: وہ کتاب جس میں مشہور احادیث کی تحقیق کی جائے کہ وہ ثابت بھی ہیں یا فقط زبان زد خلاق، جیسے ”کشف الخفا و مزیل الالباس للعجلونی“۔

(۱۸) غریب الحدیث: وہ کتاب جس میں احادیث مبارکہ کے مشکل یا قلیل الاستعمال الفاظ کی مراد واضح کی جائے، جیسے ”التہایہ فی غریب الحدیث و الاثر لام ابن الاثیر الجزری“۔

(۱۹) علل: وہ کتاب جس میں ایسی احادیث سے بحث کی جاتی ہے جن کی سندوں میں کلام ہوتا ہے یا فقط حدیث کی پوشیدہ علتوں کا ذکر ہوتا ہے جیسے العلل الکبیر والعلل الصغیر للترمذی۔

(۲۰) الزوائد: وہ کتاب جس میں کسی دوسری کتاب کی صرف ان احادیث کو علیحدہ سے ذکر کیا جائے جو ایک متعین کتاب میں نہ ہوں، جیسے ”جمع الزوائد و منبع الفوائد لام البیہقی“۔

(۲۱) صحیح: وہ کتاب جس کا مصنف اپنی کتاب میں صحیح احادیث ہی ذکر کرنے کا التزام کرے جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم و صحیح ابوعوانہ وغیرہ۔

طلب حدیث کے آداب

ذیل میں طلب حدیث کے چند اہم آداب بیان کئے جاتے ہیں:

(۱) طالب حدیث کو چاہیے کہ نیت خالص کرے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے

حدیث کا علم حاصل کرے۔

(۲) اپنے استاذ حدیث کا بلحاظ عالم دین ہونے کے انتہائی عزت و احترام کرے۔

(۳) استفادہ کرنے میں بالکل نہ شرمائے۔

(۴) فرائض و واجبات اور سنن کا اہتمام کرے۔

(۵) گناہوں سے حد سے زیادہ اجتناب کرے۔

(۶) بالخصوص غیبت، مذاق اور ساتھیوں کو ستانے سے احتراز کرے۔

(۷) کتاب اور درس گاہ و دیگر آلات علم کا پورا پورا احترام کرے۔

(۸) شروع سے آخر تک سبق میں حاضر رہے۔

[استفادہ از: نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، تیسیر مصطلح الحدیث و خیر الاصول وغیرہ]

مذکورہ بالا تمام باتوں کا اختصاراً آثار السنن پڑھنے والے طلبہ کرام کے نہایت ضروری ہے ورنہ اکثر جگہ مؤلف کا احادیث باب پر کئے جانے والے تبصرہ کا سمجھنا مشکل ہے۔

حضرت مصطفیٰؐ کی مختصر سوانح عمری

حضرتؐ کے صاحبزادے مولانا محمد عبدالرشید تحریر فرماتے ہیں:

”آثار السنن کے مؤلف یعنی میرے والد شیخ کا اسم گرامی محمد، کنیت ابوالخیر، شہرت ظہیر احسن اور تخلص شوق نیوی تھا۔ آپ کے والد ماجد عارف باللہ شیخ سبحان علی صدیقی پاپہ کے بزرگ تھے۔ نیوی ”نمی“ (نون کے کسرہ، یائے تختانیہ کے سکون اور میم کسورہ کے ساتھ) کی طرف منسوب ہے۔ یہ ایک گاؤں کا نام ہے جو ہندوستان کے مشہور شہر عظیم آباد سے چار فرسخ کے فاصلے پر مشرق کی جانب واقع ہے۔ حضرت مصطفیٰؐ کی پیدائش ۴ جمادی الاولیٰ ۵۷۱ھ کو صوبہ بہار کے نواح میں واقع گاؤں صاحب پور میں اپنی خالہ کے گھر ہوئی۔

امام نیویؐ تبصر عالم دین، بڑے بردبار، وسیع النظر، عالی مرتبت، وسیع المطالعہ، صدیقی النسب، یکٹائے روزگار اور امام العصر تھے۔ گندی رنگ، نحیف بدن، درمیانی قد اور

ڈاڑھی گھٹی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشکل و پیچیدہ علمی مسائل کی کھیاں سلجھانے کا خاص ملکہ عطا کر رکھا تھا۔ فقہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مقلد تھے۔

آپ کے مشائخ میں مولانا حافظ محمد عبداللہ قازمی پوریؒ، محدث العصر مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادیؒ، محدث و مجدد زمانہ علامہ محمد عبدالحی لکھنوی انصاریؒ، اور قطب زمانہ محدث العصر مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ وغیرہ مشہور ہیں۔ مؤخر الذکر بزرگ کے دستِ حق پرست سے بیعت بھی تھے۔

بدروز جمعہ ۷ ار رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ کو عظیم آباد میں پائی، فحش مبارک کو اپنے آبائی وطن بھی لایا گیا اور وہیں پراگلے روز بدروز ہفتہ دفون کئے گئے۔

امام نیویؒ نے مختلف علوم و فنون میں متعدد تالیفات لکھیں، ان میں مشہور ترین کتاب ”آثار السنن“ ہے۔ اس کتاب کا مطلوبہ نسخہ صرف کتاب الصلاۃ تک کے مباحث پر مشتمل ہے جبکہ مصنفؒ تمام فقہی مباحث کا احاطہ کرنا چاہتے تھے اور اس پر کتاب الزکاة تک کا کام مکمل بھی کر چکے تھے تاہم زندگی نے مزید وقاعدگی اور تکمیل کی حسرت لئے اس دارِ قافی سے کوچ کر چلے۔ وکم شمسرات فی بطون المقابر

دیگر تصانیف میں ”الرحیل الثمین فی الاخفاء بآئین، جلاء الحین فی ترک رفع الیدین، وسیلۃ العقی فی احوال المرضی والموتی (فارسی زبان میں)، لامع الانوار، اودھ الجید فی بیان التقليد، ازاحۃ الاغلاط اور مشوی سوز و گداز“ مشہور کتابیں ہیں۔

کتبہ: ابن النیموی

سن ۱۳۳۳ھ مجری

[ماخوذ از آخر کتاب آثار السنن]

آثار السنن اور اس کا اسلوب تالیف

محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”..... حدیث کا شغل رکھنے والے بعض علماء نے فقہ الامت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مذہب کو دلائل کو مطعون کیا کہ یہ احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں، تو شیخ ظہیر احسن مجبور ہوئے اور کتاب المعتمد للمحدثین، المستفی لان بن تیمیہ، بلوغ المرام للحافظ ابن حجر و دیگر کتب کے طرز کی ایک کتاب تالیف کی جس میں امام اعظمؒ کے مذہب کے مطابق صحیح روایات کا اہتمام کیا گیا، اور اس کا نام ”آثار السنن“ رکھا۔

مگر وہ اپنی اس عظیم کاوش پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ پھر انہوں نے خود اس پر متین علمی و تحقیقی تعلیقات کیں جس کا نام ”التعلیق الحسن“ رکھا۔ مؤلف کتاب کا جب بھی کچھ حصہ تالیف کرتے تو محدث کبیر، امام العصر شیخ محمد انور شاہ کشمیریؒ کی خدمت میں پیش کرتے، جو تبحر علمی، دقت نظر معتدل ذوق سلیم اور بصیرت نافذہ کے ساتھ فقہاء امت کے مذاہب کے بارے میں وسیع معلومات رکھنے میں آیۃ من آیات اللہ تھے۔ اپنی جوانی کے ابتدائی دور میں ہی اطراف ہندوستان میں مشہور ہو گئے تھے۔ ان کی علمی عظمت، حدیث سے شغف و تعلق، اخذ و استنباط کا شہرہ چار دہائیوں تک عالم میں پھیل چکا تھا۔

حضرت کشمیریؒ اس کتاب سے متعلق تھے جیسا کہ انہوں نے ”نیل الفرقدین“ میں ذکر کیا ہے۔ بے شک حضرت الشیخ اس کتاب سے بہت خوش تھے اور اس کا اسلوب ان کو بہت پسند تھا۔ جب کتاب کی طباعت مکمل ہوئی تو کتاب لے کر اس کا بغور مطالعہ کیا اور اس پر دلائل، احیاء، نکات اور فوائد کا اضافہ کیا..... الخ۔

[از توضیح السنن بتحریر قلیل: ۱/ ۶۷، ۶۸]

المقدمة

بسم الرحمن الرحيم

نَحْمَدُكَ يَا مَنْ جَعَلَ صُدُورَنَا مَشْكَاةً لِمَصَابِيحِ الْأَنْوَارِ، وَنَوَّرَ قُلُوبَنَا
بِنُورِ مَعْرِفَةِ مَعَانِي الْأَثَارِ، وَنَصَلَّى وَنَسَلَّمَ عَلَى حَبِيبِكَ الْمُجْتَبَى الْمُخْتَارِ،
وَرَسُولِكَ الْمُبْعُوثِ بِصَحَاحِ الْأَخْبَارِ، وَعَلَى آلِهِ الْأَخْيَارِ، وَأَصْحَابِهِ الْكِبَارِ،
وَمُتَّبِعِيهِمُ الَّذِينَ اخْتَارُوا سَبِيلَ الْهُدَى وَاسْتَمْسَكُوا بِأَحَادِيثِ سَيِّدِ الْأَنْبَارِ.
أَمَّا بَعْدُ! فَيَقُولُ الْعَادِمُ لِلْحَدِيثِ النَّبَوِيِّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ النَّيْمِيُّ:
إِنَّ هَذِهِ بُدْءَةٌ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَالْأَثَارِ، وَجُمْلَةٌ مِنَ الرِّوَايَاتِ وَالْأَخْبَارِ، اِسْتَخْتَرْتُهَا
مِنَ الصَّحَاحِ وَالسَّنَنِ وَالْمَعَاجِمِ وَالْمَسَانِيدِ، وَعَزَوْتُهَا إِلَى مَنْ أُخْرِجَهَا،
وَأَعْرَضْتُ عَنِ الْإِطَالَةِ بِذِكْرِ الْأَسَانِيدِ وَبَيِّنْتُ أَحْوَالَ الرِّوَايَاتِ الَّتِي لَيْسَتْ فِي
الصَّحِيحَيْنِ بِالطَّرِيقِ الْحَسَنِ، وَسَمَّيْتُ هَذَا الْكِتَابَ مُسْتَخِيرًا بِاللَّهِ تَعَالَى
بِاتِّقَارِ السَّنَنِ. أَسْأَلُهُ أَنْ يَجْعَلَ خَالِصًا لَوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَوَسِيلَةً إِلَى لِقَائِهِ فِي
جَنَّاتِ النَّعِيمِ.

ترجمہ: ہم تیری حمد کرتے ہیں اسے وہ ذات جس نے ہمارے سینوں کو انوارات کے چراغوں
کے لئے طاق بنایا اور ہمارے دلوں کو معانی احادیث کی پہچان سے منور فرمایا اور ہم درود و سلام بھیجتے
ہیں آپ کے برگزیدہ اور پسندیدہ محبوب پر اور آپ کے ان رسول پر جنہیں درست احادیث کے ساتھ
بھیجا گیا اور ان کی نیک آل، بلند رتبہ اصحاب اور ان کے متبعین پر جنہوں نے ہدایت کی راہ اختیار کی
اور سید الابرار (نیکوں کے سردار یعنی آنحضرت ﷺ) کی احادیث کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔

حمد و صلوة کے بعد، احادیث نبویہ کا خادم محمد بن علی نیومی عرض رساں ہے کہ یہ احادیث
و آثار کا کچھ حصہ اور روایات و اخبار کا ایک مجموعہ ہے جس کو میں نے صحاح، سنن، معاجم اور مسانید
سے منتخب کیا اور ان نسبت ان کے ناقلین کی طرف کر دی اور سندیں ذکر کر کے بات لمبی کرنے سے

اعراض کیا، ان روایات کا حال (صحیح و ضعیف کے اعتبار سے) بیان کر دیا جو صحیحین میں نہ تھیں اور اللہ تعالیٰ سے استحارہ کرتے ہوئے اس کتاب کا نام ”آثار السنن“ رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کو اپنی ذات عالی کے لئے خالص کر دے اور جنات النعیم میں اپنی ملاقات کا ذریعہ بنادے۔

تشریح: قوله: وَعَزَّوْفُهَا إِلَى مَنْ آخَرُ جَهَا الْخ.

امام نیویٰ اکثر مقامات پر اصل کتب حدیث کی تصریح کے بجائے علامات پر اکتفاء کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے ”التعلیق الحسن“ میں وضاحت کی ہے۔ چنانچہ ”الشیخان“ سے امام بخاری و مسلم ہیں، ”الثلاثة“ سے مراد ابو داؤد و نسائی اور ترمذی ہوتے ہیں، ”الأربعة“ میں مذکورہ تینوں اور امام ابن ماجہ شامل ہیں۔ ”الخمسة“ سے مراد مذکورہ چاروں حضرات کے ساتھ امام احمد ہوتے ہیں، ”الستة“ سے مراد مذکورہ بالا چاروں حضرات اور بخاری ہوتے ہیں۔ ”الجماعة“ کا مصداق کتب ستہ کے مصنفین (امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ) اور امام احمد ہیں۔ اکثریوں بھی ہوتا ہے کہ صرف بخاری، ترمذی، ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ اس حدیث کو نقل کرتے ہوں۔ بعض اوقات بعض مؤلفین کا ذکر کر کے ”وآخرون“ کہہ دیتے ہیں جس سے مراد ان مؤلفین کے علاوہ دیگر ناقلین حدیث ہوتے ہیں، براہِ ہے کہ وہ ”الجماعة“ میں شامل ہوں یا نہ ہوں مثلاً امام مالک، امام شافعی، دارمی، ابن حبان، طحاوی، طبرانی، دارقطنی، حاکم، بیہقی، اور ان جیسے دیگر حضرات۔

جب امام شوق نیویٰ کوئی حدیث ذکر کر کے اس کی نسبت ایک سے زائد محدثین کی طرف ان کے ناموں کی تصریح یا القاب کے ساتھ کرتے ہیں تو حدیث کے الفاظ ان میں سے پہلے کی روایت کے مطابق ہوتے ہیں، دیگر حضرات کے الفاظ اس سے مختلف بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں تو صرف پہلے والے محدث کے نزدیک حدیث کا حکم بیان کرنا مقصود ہوتا ہے قطع نظر دوسروں کے۔ جب ”الجماعة“، ”الستة“ یا ”الشیخان“ کہتے ہیں تو حدیث کے الفاظ بخاری یا مسلم کے مطابق ہوں گے۔ اور اگر ”الدارمی و ابن ابی شیبہ و آخرون“ جیسے الفاظ کہیں تو حدیث کے الفاظ تو ان میں سے کسی کے ہوں گے مگر صحیح کا حکم سب کی یا کسی ایک کی روایت کی بنیاد پر ہوگا، اور جب اس

جیسی روایت کو ضعیف کہا جائے تو وہ حدیث ہر ایک کی روایت کی بنیاد پر ضعیف سمجھی جائے گی۔
 قوله: زَيْنُثُ أَخْوَالِ الزَّوَايَاتِ الَّتِي لَيْسَتْ فِي الصَّحِيحَيْنِ.
 صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی روایتوں پر کلام نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں کی روایات کو
 علمائے امت نے بالاتفاق قبول کیا ہے کیونکہ وہ صحت کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں لہذا ان کے احوال
 کو ذکر کرنے اور ان کی سندوں پر گفتگو کی ضرورت نہیں۔ البتہ ان کے علاوہ دیگر روایات میں
 صحت و قسم دونوں کا امکان موجود ہے اور علمائے امت نے ان کی سب کی روایات کو صحیح نہیں
 قرار دیا ہے اس لئے وہاں کلام کی ضرورت ہے۔ (دیکھیے زندۃ العظماء، بحث ”مراتب الصحیح“)

کِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت کا بیان

مقصد باب: چونکہ اس کتاب کا موضوع فقہی مسائل کا احادیث سے ثبوت فراہم کرنا ہے اور
 عام طور سے فقہی ایواب کی ابتداء کتاب الطہارۃ سے ہوتی ہے اس لئے امام شوق نیوی نے
 اپنی کتاب کو کتاب الطہارۃ سے شروع کیا۔

اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ فقہاء کتاب الطہارۃ سے کیوں شروع کرتے ہیں، سو اس
 کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی تخلیق عبادت کے لئے ہوئی ہے کما هو المعلوم، اور عبادات و ارکان
 اسلام میں سب سے اہم نماز ہے اور نماز کے لئے کچھ شرائط ہیں جن میں اتوی شرط طہارۃ ہے،
 اور یہ ظاہر ہے کہ شرط ہمیشہ مشروط پر مقدم ہوا کرتی ہے؛ اس لئے حضرات فقہاء اور اصحاب سنن
 اپنی کتابوں میں ”کتاب الطہارۃ“ کو پہلے لاتے ہیں۔

کتاب اور باب کی اصطلاح

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر مسائل کا اعتبار سمجھا گیا جائے یعنی جنس مسائل کو جمع
 کر کے بیان کرنا پیش نظر ہو تو اس کو کتاب سے تعبیر کیا جاتا ہے؛ اس لئے کہ کتاب کے لغوی

معنی بھی جمع ہی کے ہیں، اور اگر مسائل کا اعتبار بنو عبا کیا جائے یعنی صرف ایک نوع کے مسائل ذکر کرنا مقصود ہو تو اس کو باب سے تعبیر کرتے ہیں؛ اس لئے کہ باب کے لغوی معنی بھی ایک لغت میں نوع کے آتے ہیں، اور اگر بعض جزئیات کو ماقبل سے متنازع کر کے بیان کرنا مقصود ہو تو اس کو فصل سے تعبیر کرتے ہیں؛ کیونکہ وہ ماقبل سے مفصول اور جدا ہے۔

طہارت کے معنی اور اقسام

طہارة مصدر ہے طهر يطهر كالنصر وكرم سے، اس کے لغوی معنی ہیں ”النظافة والتنزه من الأقدار والأدناس“ یعنی گندگی اور میل پچیل سے پاک و صاف ہونا، اور شرعاً طہارۃ کہتے ہیں ”ازلۃ حدث یا نجس کے لئے قاعدہ شرعیہ کے مطابق أَخَذَ الْمُطَهَّرِينَ (پانی اور مٹی) کو استعمال کرنا“۔ تو طہارۃ کی دو قسمیں ہوں گی: (۱) ازلۃ حدث (نجاست حکی)۔ (۲) ازلۃ نجس (نجاست حقیقی)۔ پھر اول کی دو قسمیں ہیں: ۱..... عن الحدث الأصغر جس کو ”وضو“ کہتے ہیں۔ ۲..... عن الحدث الأكبر جس کو ” غسل “ کہتے ہیں۔ یہاں پر مطلق اور جنس طہارۃ مراد ہے اس لئے کہ مصنف کا مقصود دونوں کو ذکر کرنا ہے۔

[الدر المنصود: ۱/۷۶، ۷۷]

مصنف نے اس ”کتاب الطہارۃ“ کے تحت تینتالیس ابواب ذکر کئے ہیں۔

بَابُ الْمِيَاهِ

پانی کے احکام

میاہ ماء کی جمع ہے، لغوی معنی پانی کے ہیں۔ ابتداء میں احکام المیاہ بیان ہو رہے ہیں، نجاست و طہارت ماء کے مسائل یعنی پانی کب ناپاک ہوتا ہے اور کب نہیں؟ کتنا پانی ناپاک ہوتا ہے اور کتنا ناپاک نہیں ہوتا؟

۱..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَبُولُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز تم میں سے کوئی شخص ایسے رکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ جو جاری نہ ہو پھر اسی میں غسل کرے۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۲..... وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۳..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدُكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کتا تم میں سے کسی شخص کے برتن سے (کچھ) پی جائے تو چاہئے کہ اس برتن کو سات بار دھو لے۔ (شعین نے اس کو روایت کیا)

۴..... وَعَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَرَكِبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَتَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: هُوَ الطَّهْرُ مَاؤُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نے فرمایا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی (پینے کے لئے) لے جاتے ہیں اگر ہم اس پانی سے وضو کر لیں تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سمندر! تو اس کا پانی پاک اور اس کا مردار حلال

ہے۔ (مالک نے اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَسْتَوْبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسَّبَاعِ؟ فَقَالَ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ. رَوَاهُ الْخُمْسَةُ وَآخَرُونَ وَهُوَ حَدِيثٌ مَعْلُولٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ سے پانی اور جو جانور اس پر آتے رہتے ہیں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب پانی دو قلتیں ہوں تو نجاست کو نہیں اٹھاتا۔ (پانچوں اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور یہ حدیث معلول ہے)

۶..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ قَلَّةً لَمْ يَنْجُسْ. رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب پانی چالیس قلتیں کی مقدار کو پہنچ جائے تو (پھر) ناپاک نہیں ہوتا۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۷..... وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ بِفَضْلِهِ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِي إِسْنَادِهِ لَيْثٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج میں سے ایک خاتون نے غسل جنابت کیا پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا، پس انہوں نے اس بات کا آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: بے شک پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند کزور ہے)

۸..... وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اتَّوَضَّأُ مِنَ بَيْسٍ بُضَاعَةٌ وَهِيَ بَيْسٌ يُطْرَحُ فِيهَا لُحُومُ الْكِلَابِ وَالْحَيْضُ وَالْتَنُّ؟ فَقَالَ: الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَحَسَنَةُ التِّرْمِذِيُّ وَصَعْفَةُ ابْنُ الْقَطَّانِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ہیر بضاعہ سے وضو کر سکتے ہیں حالانکہ وہ ایک ایسا کنواں ہے جس میں کتے کا گوشت، اور حیض کے چھمترے اور بدبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: بے شک پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔ (تینوں اور دوسروں نے اس کو روایت کیا، احمد نے اس کو صحیح قرار دیا، ترمذی نے اس کو حسن اور ابن القطن نے ضعیف قرار دیا)

۹..... وَعَنْ عَطَاءٍ أَنَّ حَبِشِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ فَمَاتَ، فَأَمَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَنَزَحَ مَآوَاهَا، فَجَعَلَ الْمَاءَ لَا يَنْقَطِعُ لِنَظَرٍ، فَإِذَا عَيْنٌ تَجَرَّيْ مِنْ قِبَلِ الْحَجَّارِ الْأَسْوَدِ. فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: حَسْبُكُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عطاءؓ سے مروی ہے کہ ایک حبشی چاوزمزم میں گر اور مر گیا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حکم کیا پس اس کا سارا پانی نکالا گیا تو پانی (پھر آگیا اور) رک ہی نہیں رہا تھا پھر دیکھا گیا تو وہ ایک چشمہ تھا جو حجر اسود کی جانب سے بہہ رہا تھا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اتنا (پانی نکالنا) تمہیں کافی ہے۔ (طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۰..... وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ زَنْجِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ - يَعْنِي فَمَاتَ - فَأَمَرَ بِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَأُخْرِجَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُنَزَّحَ. قَالَ: فَغَلَبَتْهُمْ عَيْنٌ جَاءَتْهُمْ مِنَ الرُّكْنِ، فَأَمَرَ بِهَا فَلَدَسَتْ بِالْقَبَاطِي وَالْمَطَارِفِ حَتَّى نَزَحُوهَا، فَلَمَّا نَزَحُوهَا انْفَجَرَتْ عَلَيْهِمْ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: محمد بن سیرینؓ سے مروی ہے کہ ایک حبشی چاوزمزم میں گر گیا یعنی (گر کر) مر گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آدمی کے بارے میں حکم دیا تو اس کو نکالا گیا اور کنویں کے بارے میں حکم دیا کہ پورا پانی نکالا جائے۔ رولوی کہتے ہیں کہ ایک چشمہ ان پر غالب آگیا جو کہ حجر اسود کی طرف سے آ رہا تھا، پس ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے متعلق حکم دیا تو اس کو سوتی اور لکھی کپڑوں سے بند کیا گیا یہاں تک کہ اس کا سارا پانی نکال لیا گیا، پھر جیسے ہی سارا پانی نکالا گیا چشمہ ان پر پھوٹ

بڑا۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۱..... وَعَنْ مَيْسَرَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي بَنِي وَفَعَتْ فِيهَا فَارَةً فَمَاتَتْ، قَالَ: يُنْزَخُ مَا وَهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ميسره سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے کنویں کے بارے میں فرمایا کہ جس میں چوہا گر کر مر گیا تھا فرمایا: اس کنویں کا سارا پانی نکالا جائے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّعْمِيُّ: وَفِي الْبَابِ آثَارٌ عَنِ التَّابِعِينَ.

ترجمہ: نیکوی کہتا ہے: اس باب میں تابعین سے بھی آثار منقول ہیں۔
تحقیق کلمات و مفہوم حدیث:

حدیث نمبر 1: ماء دائم سے مراد ایسا پانی ہے جو کم اور عادتاً منقطع نہ ہوتا ہو، مثلاً ایک بڑا تالاب یا چشمہ جس سے جتنا پانی نکالا جائے مزید پانی آکر اس کی جگہ لے لے۔ اور ماء جاری سے مراد میں دو قول ہیں: (۱) اتنا بہاؤ والا پانی جو ایک تنکے یا دو تنکوں کو بہا لے جائے۔ (۲) ایسا کثیر پانی جس کے ایک جانب نجاست گرنے سے دوسرا جانب متاثر نہ ہو سکے۔

حدیث میں "الماء الذي لا يجري" سے مراد ماء راکد (ٹھہرا ہوا پانی) ہے جو بارش کے بعد صحراؤں کے گڑھوں، بڑے بڑے تالابوں میں جمع ہو جاتا ہے جس کے بہہ نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی، بالآخر وہ سورج کی تپش اور زمین میں جذب ہونے سے خشک ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ پہلے ماء دائم میں پیشاب کرے اور پھر اس سے غسل کرے، مفرداً ہر ایک کی ممانعت نہیں ہے چنانچہ ماء دائم سے غسل کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ حدیث نمبر 2: میں بھی ماء راکد کا ذکر آیا ہے۔ اس حدیث میں مطلقاً ماء راکد میں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا کیونکہ عموماً لوگ اس پانی سے غسل و وضوء کرتے ہیں پیشاب کرنے کی وجہ سے یہ پانی ناپاک ہو جائے گا۔

حدیث نمبر 4: "جاء رجل" ایک قول کے مطابق اس شخص کا تعلق قبیلہ بنی مدرج سے تھا، اور

اس کا نام حمید بن محرز تھا یا عبداللہ یا کچھ اور۔

”تحمل معنا القلیل من الماء“ دراصل مسائل کو سمندری پانی متعلق وضو کے عدم جواز کا وہم ہوا؛ کیونکہ سمندر کے اندر بے شمار جانور پیدا ہوتے ہیں اور اسی میں مرتے ہیں۔ اس کے علاوہ عام پانی کے ذائقہ اور سمندری پانی کے ذائقہ میں بھی بڑا فرق ہے وغیرہ وغیرہ۔ عموماً سفر میں بقدر ضرورت پانی و دیگر توشہ و سامان پاس ہوتا ہے تو مسائل نے دریافت کرنا چاہا کہ جب ہمارے پاس دوران سفر پینے کے پانی علاوہ وضو کے لئے الگ سے پانی موجود نہ ہو تو کیا ہم سمندر کے پانی کو پاک سمجھ کر اس سے وضو کر سکتے ہیں؟ جواب میں جناب نبی کریم ﷺ نے مسائل کے اصل مسئلہ کو حل کرتے ہوئے فقط ”نعم“ نہیں فرمایا بلکہ چند اہم فائدوں پر مشتمل جواب سے نوازا، مثلاً:

۱..... سمندر کا پانی مطلقاً پاک ہے، اس سے وضو ہر حال میں درست ہے، چاہے آدمی کو موجود پانی کے استعمال سے پیسا ہو جانے کا خوف ہو یا خوف نہ ہو۔

۲..... ”الحل میتہ“ کا اضافہ فرما کر مسائل کے منشاء سوال بننے والے شبہ کو زائل کر دیا یعنی سمندر میں مرنے والے جانور پاک ہیں اس کی وجہ سے پانی کی پاکی سے متعلق شبہ نہیں کرنا چاہئے۔

۳..... اگر ”الحل“ حلال ہونے کے معنی میں تو اس سے بحری سفر میں غذا کا مسئلہ بھی حل فرما دیا کہ میتہ البحر حلال ہے، اس کو کھا سکتے ہو۔

باب کے فقہی مسائل اور اختلاف مذاہب

اس باب کے تحت چند مسائل اختلافی ہیں، ترتیب داران سے بحث کی جائے گی۔

مسئلہ کوئی: پانی میں نجاست گرنے کا حکم! اس بارے میں چار مشہور مذاہب یہ ہیں:

(۱) ظاہریہ و بعض غیر مقلدین کے نزدیک پانی قلیل ہو یا کثیر، وقوع نجاست سے اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ نجاست کے اجزاء پانی کے اجزاء پر غالب نہ ہو جائے اور پانی کی رقیق (چلا پن) اور بہاؤ میں فرق نہ آجائے۔ پھر حدیث میں ممانعت مامرا کہ میں پیشاب کرنے سے وارد ہوئی ہے، اس لئے داؤد ظاہری کے نزدیک اگر اس میں پاخانہ کر دیا جائے یا غیر انسان پیشاب کرے یا انسان اس کے قریب پیشاب کرے جو بہہ کر پانی میں چلا جائے تو کوئی حرج نہیں پانی بدستور پاک رہے گا۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ ”جو پہلی نظر“ کی بدترین مثال ہے۔ (شرح صحیح مسلم لاہام النووی)
 جمہور اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ ماء کثیر نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں
 ہوتا خواہ نجاست کم ہو یا زیادہ، اور ماء قلیل نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے خواہ نجاست کم
 ہو یا زیادہ۔ البتہ کم زیادہ کی تعین میں جمہور کا آپس میں اختلاف ہے، چنانچہ:

(۲) مالکیہ کے نزدیک پانی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک پانی کے اوصاف مثلاًش
 (رنگ، بو، ذائقہ) میں سے کوئی ایک وصف متغیر نہ ہو۔ گویا وہ حضرات ماء متغیر کو قلیل اور غیر
 متغیر کو ماء کثیر قرار دیتے ہیں۔

(۳) شافعیہ و حنابلہ کے یہاں جو پانی قلعین کے برابر یا اس سے زیادہ ہو وہ ماء کثیر ہے اور جو
 پانی قلعین سے کم ہو وہ ماء کثیر ہے۔

(۴) احناف کے نزدیک جو پانی ماء جاری ہو یا ماء جاری کے حکم میں ہو وہ ماء کثیر ہے اور جو اس
 طرح پر نہ ہو وہ ماء قلیل ہے۔ ماء جاری تو واضح ہے یعنی جو ایک تنکا بہا لے جائے، البتہ وہ کونسا
 پانی ہے جو ماء جاری کے حکم میں کہلایا جاسکتا ہے؟ تو اس کے معیار کے بارے میں تین اقوال ہیں:
 ۱..... تحریک: یعنی جو حوض اتنا بڑا ہو کہ اگر اس کی ایک جانب سے پانی کو حرکت دی جائے تو
 دوسری جانب فوراً متحرک نہ ہو۔ تحریک بالوضوء بالغسل دونوں طرح ممکن ہے۔

۲..... مساحت: یعنی اس میں پیمائش کا اعتبار ہے، پس جو حوض یا یہ کہے کہ جو پانی اپنے پھیلاؤ
 میں ”عشور“ فی عشور، یعنی وہ درودہ ہو وہ ماء کثیر ہے۔

۳..... ظن مجتہد: یعنی اگر مجتہد بہ (ضرورت مند شخص) کے غالب گمان کے مطابق پانی کے
 ایک جانب کی نجاست کا اثر دوسرے کنارے تک نہیں پہنچتا ہے تو وہ ماء کثیر ہے۔

دلائل

(۱) ظاہریہ کا استدلال باب کی حدیث نمبر ۷ اور حدیث نمبر ۸ سے ہے پہلی حدیث میں یہ
 فرمایا گیا ہے کہ ”ان الماء لا ینجس شیء“ اور دوسری حدیث یعنی بَر بضعہ والی حدیث کے مطابق
 کنویں میں ڈھیر ساری گندگی پڑنے کے باوجود اس کے پانی کو پاک کہا گیا۔

(۲) امام مالک کا استدلال بھی بڑ بضاعہ والی حدیث سے ہے مگر وہ دارقطنی کی روایت کو مدار بتاتے ہیں جس میں ”الماء طهور لا ینجسه شیء کے بعد“ الا ما غلب علی ریحہ او طعمہ کا اضافہ ہے۔
 (۳) امام شافعی و احمد کا استدلال باب کی حدیث نمبر ۵ سے ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ”اذا کان الماء قلیتین لم یحمل النجیث“۔ اس میں صراحۃً قلیتین پانی میں نجاست کا غیر مؤثر ہونا بتلایا گیا۔
 (۴) احناف کا استدلال کئی احادیث سے ہے، مثلاً:

(الف) باب کی حدیث نمبر ایک اور ۲ جس کے مطابق مطلق ماء دائم و ماء را کد میں پیشاب کرنے منع کیا گیا کہ پیشاب کرنے سے وہ پانی ناپاک ہو جائے گا خواہ ماء دائم قلیتین ہو یا نہ ہو۔
 (ب) باب کی حدیث نمبر ۳ جس کے مطابق آنحضرت ﷺ نے کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کی صورت میں سات بار تک دھونے کا حکم فرمایا اور قلیتین کی تخصیص نہیں کی۔

(ج) بخاری و مسلم کی حدیث ”اذا استیقظ أحدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الماء..... الحدیث۔ اگر تھوڑے پانی میں نجاست کامل جانا ناپاکی کا سبب نہ ہوتا تو محض نجاست لگنے کے وہم سے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے ممانعت نہ کی جاتی۔ غرض ان احادیث میں تغیر احدلاً و صاف کا ذکر ہے نہ قلیتین کی تخصیص، یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی طرح نجاست کا گرنا پانی کو ناپاک کر دیتا ہے۔

(د) باب کی حدیث نمبر ۱۰۹ جس کے مطابق دو صحابیوں یعنی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آدمی کے کنویں میں گر جانے کی صورت میں کنویں کا سارا پانی نکالنے کا حکم فرمایا، حالانکہ کنواں یقیناً قلیتین سے بڑا اور گہرا ہوگا، نیز تغیر احدلاً و صاف کو بھی نہ دیکھا گیا۔ اسی طرح باب کی حدیث نمبر ۱۱ جس کے مطابق حضرت علیؓ نے کنویں میں چوہے کے گر کر مر جانے کی وجہ سے سارا پانی نکالنے کا حکم دیا اور مذکورہ بالا قیودات کا کوئی اعتبار نہیں کیا معلوم ہوا کہ معتق بنی برائی پر مدار ہے قلیل و کثیر ہونے میں۔

فریق مخالف کے دلائل کا جواب

(۱) ظاہر یہ کی پہلی حدیث کا اولاً جواب یہ ہے کہ اس حدیث کو ضعیف کہا گیا ہے لہذا باب کی صحیح احادیث سے اس کا تعارض نہیں ہو سکتا۔ دوم: یہ کہ اس حدیث میں ”الماء“ کا مصداق ”فضل

ماء الجلبابۃ“ ہے یعنی غسل جنابت سے بچا ہوا پانی جب تک نجاست نہ گرے ناپاک نہیں ہوتا۔
 (۲) امام مالکؒ و اہل ظواہر کے بر بضاعہ والی حدیث سے استدلال کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں:
 (الف) یہ حدیث ضعیف ہے؛ کیونکہ بن سعید القطان و دیگر ناقدین حدیث نے اس کی سند پر
 - کلام کیا ہے بوجہ ایک راوی عبید اللہ بن عبد اللہ کے۔ (العلیق الحسن)

- (ب) اس کی سند میں اضطراب ہے؛ کیونکہ راوی کا نام و نسب مختلف بیان کیا جا رہا ہے:
- ۱..... عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع۔
 - ۲..... عن عبید اللہ بن عبد الرحمن بن رافع۔
 - ۳..... عن عبد اللہ بن عبید اللہ بن رافع۔

(ج) ”الماء طہور“ میں الماء سے مراد خاص بر بضاعہ کا پانی ہے اور بر بضاعہ کا پانی ماء جاری کے حکم میں تھا؛ کیونکہ اس سے باغات کو سیراب کیا جاتا تھا ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک کنویں اتنی نجاستیں ڈالی جاتی ہوں اور اس کا پانی جاری بھی نہ ہو بلکہ ایک جگہ ٹھہرا رہتا ہو پھر بھی اس کا کوئی وصف متغیر نہ ہو اور اس کے پاک ہونے کا حکم لگا دیا جائے؟! لہذا مالکیہ و ظاہریہ کا اس حدیث سے استدلال درست نہیں۔

(د) اگر بالفرض ”الماء طہور“ سے عام پانی مراد ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پانی ہمیشہ ناپاک نہیں رہتا بلکہ جب جب اسے نجاست گرنے سے پاک کر لیا جائے پاک ہو جائے گا۔

(ه) دراصل بر بضاعہ والا کنواں نشیب میں واقع تھا اور اس کی منڈیر بھی نہیں تھی تو سیلاب اور تیز بارش آنے سے ہر قسم کی گندی اشیاء مختلف جگہوں سے ہو کر اس کنویں میں آ پڑتی تھیں، مگر جب بعد میں کنویں کی صفائی کر دی گئی اور حفاظت کا انتظام بھی ہو گیا تو اب صرف نجاست گرنے کا احتمال یا تو ہم رہ گیا جس پر لوگوں نے سوال کیا اور آپ ﷺ نے انہیں تسلی بخش جواب سے نوازا کہ جب تک نجاست گرنے کا یقین نہ ہو جائے محض تو ہم اور احتمال سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر ایسی بات نہیں تو عام کافر بھی پانی میں گند نہیں ڈالتے بلکہ اس کی حفاظت کا سامان کرتے ہیں چہ جائیکہ مسلمانوں کے پاکیزہ معاشرہ میں کنویں کو گند اور کوڑا کرکٹ سے بھر دیئے جانے کا تصور کیا جائے۔

(۳) امام شافعیؒ و احمدیؒ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ:

۱..... حدیث قلتین کو علی بن المدینیؒ، اسماعیل القاضیؒ، ابن تیمیہؒ، ابن عبد البرؒ اور اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

۲..... حدیث کی سند، متن، معنی اور مصداق کے تعین میں بھی سخت اضطراب ہے، تفصیل یہ ہے: (الف) سند اضطراب یہ ہے کہ راوی ولید بن کثیرؒ کبھی روایت کرتے ہیں عن محمد بن جعفر بن زبیر، عن محمد بن عباد بن جعفر، پھر کبھی عبید اللہ بن عبد اللہ اور کبھی عبد اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں اور کسی روایت میں ابن عمرؓ سے موقوفاً مروی ہے اور کسی روایت میں مرفوعاً۔

(ب) متناً اضطراب یہ کہ باب کی حدیث نمبر ۵ لفظ ”قلتین“، یعنی دو قلوں کا ذکر ہے، اور حدیث نمبر ۶ میں جس کو دارقطنیؒ نے صحیح کہا ہے لفظ ”اربعین قلة“، یعنی چالیس قلوں کا ذکر ہے، نیز دارقطنیؒ وابن عدیؒ کی ایک روایت میں ”قلتین او ثلاثا“ تشکیک کے ساتھ بھی آیا ہے۔

(ج) معنا اضطراب یہ ہے کہ قلة کے لغت میں کئی معانی آتے ہیں، مثلاً: پہاڑ کی چوٹی، انسان کا قد، منک۔

(د) مصداق میں اضطراب یہ ہے کہ اگر قلة کی مراد حدیث میں منک ہے جیسا کہ شافعیہ اس کی تاویل کرتے ہیں تو پھر یہ تعین کرنا مشکل ہوگا کہ منک کتنا بڑا ہونا چاہئے۔

بہر حال ان گونا گوں اضطرابات کی وجہ سے ہی بعض حضرات نے حدیث قلتین کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۳..... حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بھی مقصود دفع وسوسہ ہے کہ جب تک اپنی آنکھوں سے دردوں کو ان پانیوں پر آتا نہ دیکھ لو شب ظاہر نہ کرو۔

مسئلہ دوم: اگر کتنا کسی برتن میں منہ ڈال لے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس سوال کا جواب آگے تیسرے باب ”باب مؤرا للکلب“ کے ضمن میں مستقلاً آجائے گا۔

مسئلہ سوم: حدیث نمبر ۴ کے تحت ایک اہم بات یہ ہے کہ سمندر کے کون کون سے جانور حلال اور کون کون سے جانور حرام ہیں؟ اس بارے میں چند مذاہب ہیں:

(۱) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مک طائی (اپنی موت آپ مر کر پانی کے اوپر آجانے والی مچھلی) کے علاوہ مچھلی کی تمام اقسام حلال ہے اور مچھلی کے علاوہ ہر سمندری جانور حرام۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک خنزیر کے علاوہ ہر سمندری جانور حلال ہے۔

(۳) امام شافعیؒ کے یہاں رائج قول کے مطابق مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کے علاوہ باقی سب حلال ہے یعنی مگر مچھ، مینڈک، سانپ، کیڑا، کچھوا۔

(۴) امام احمدؒ کے یہاں مندرجہ ذیل تین چیزوں کے علاوہ باقی سب حلال ہے، یعنی مگر مچھ، کچھوا، کوچ، البتہ ان کے نزدیک مچھلی کے علاوہ ہر جانور کا ذبح کرنا ضروری ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے دلائل:

(۱) آیت کریمہ: ﴿وَأَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ اس آیت میں صید عام ہے لہذا ہر جانور حلال۔

(۲) حدیث باب میں ”الحل میتہ“ فرمایا گیا جو ہر میتہ البحر جانور کو شامل ہے۔

احناف کے دلائل:

(۱) آیت قرآنی ﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْكُمُ الْخَبَائِثَ﴾ کے مطابق خبائث یعنی وہ چیزیں جن سے فطری طور سے انسانی طبیعت گھن کرتی ہو حرام ہے اور مچھلی کے علاوہ سمندری جانور سے گھن آنا ظاہر ہے۔

(۲) آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ کے مطابق ہر میتہ یعنی مردار حرام ہے سوائے اس میتہ کے جس کی تخصیص ہو جائے، اب حدیث ”أَحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ:

فَالْحَوْتَ وَالْجَوَادُ وَأَمَّا الدَّمَانُ: فَالْكَبِدُ وَالطَّحَالُ“ [أبو داؤد، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی وغیرہ عن ابن عمرؓ] میں دومردار یعنی مچھلی اور ٹڈی کی تو تخصیص ہوئی ہے لیکن ان دو کے علاوہ باقی جانوروں

کا حکم نہیں بیان کیا گیا لہذا وہ اپنے اصل کے مطابق حرام ہیں۔ [از معارف السنن ۱/۲۵۷]

(۳) اہم بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پوری حیات طیبہ میں آپ ﷺ سے اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ کرامؓ میں سے کسی سے مچھلی کے علاوہ سمندر کے دوسرے جانور کا کھانا ثابت نہیں کم از کم بیان جواز کے لئے تو تناول کیا ہوتا ”واذلیس فلیس“۔

ائمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب:

- (۱) آیت میں لفظ ”صید“ مصدر یعنی اصطیاد (شکار کھیلنا) کے معنی میں ہے نہ کہ اسم مفعول ”مصيد“ (شکار کیا ہوا) کے معنی میں؛ کیونکہ اصطیاد معنی حقیقی اور مصید معنی مجازی ہے، نیز آیت میں محرم کو بحالت احرام سمندر میں شکار کھیلنے کی اجازت دینا مقصود ہے نہ کہ شکار کا کھانا حلال ہونا۔
- (۲) حدیث الباب میں ”میتہ“ میں اضافت الی البحر تمام دریائی جانوروں کے لئے نہیں بلکہ مراد وہ مخصوص میتہ البحر ہے جس کی حلت دوسری نص میں بیان ہو چکی جیسا کہ احناف کے دلائل کے ضمن میں بیان ہوا، خود ائمہ ثلاثہ نیز مکر مجہد وغیرہ کا استثناء کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حدیث بالاتفاق اپنے پر عموم نہیں۔

أَبْوَابُ النَّجَاسَاتِ

ناپاکیوں کا بیان

بَابُ سُورِ الْهَرِّ

بلی کا بچا ہوا کا بیان

اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں۔

۱۲..... عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ عِنْدَ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا. قَالَتْ: فَجَاءَتْ هَرَّةٌ تَشْرَبُ فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَأَيْتُنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَحِي؟ أَفَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ؛ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَافِينَ عَلَيْكُمْ أَوْ الطَّوَافَاتِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: کبشہ بنت کعب بن مالک سے روایت ہے اور وہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے

کے نکاح میں تھیں کہ ابوقادہ ان کے پاس تشریف لائے، وہ کہتی ہیں: پس میں ان کے لئے وضوء کا برتن انڈیلنے لگی۔ کہتی ہیں کہ اتنے میں ایک بلی آئی تو انہوں نے اس بلی کے لئے برتن جھکا دیا یہاں تک کہ بلی نے (پانی) پی لیا۔ کبشہ کہتی ہیں: ابوقادہ نے مجھے دیکھا کہ میں انہیں (عجب سے) دیکھ رہی ہوں تو کہا اے بھتیجی! کیا تجھے عجب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! تو کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلی ناپاک نہیں ہے (اس لئے کہ) یہ تو ان جانوروں میں سے ہے جو تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۱۳..... وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحٍ بْنِ دِينَارِ التَّمَارِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّ مَوْلَاتَهَا أُرْسِلَتْهَا بِهَرِيرَةٍ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَوَجَدَتْهَا تَصَلِّي، فَأَشَارَتْ إِلَيْهَا أَنْ ضَعِيفَهَا، فَجَاءَتْ هَرَّةٌ فَأَكَلَتْ مِنْهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَتْ أَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ أَكَلَتِ الْهَرَّةُ فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ؛ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَافِينِ عَلَيْكُمْ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: داؤد بن صالح بن دینار تمار پٹی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کی مالکہ نے انہیں ہریرہ (ایک قسم کا حلہ) دے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تو انہوں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا پس حضرت عائشہ نے اشارہ کیا کہ اس کو رکھ دو، پھر ایک بلی آئی اور اس میں سے کھالیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئیں تو وہیں سے کھانے لگیں جہاں سے بلی نے کھایا تھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ (بلی) ناپاک نہیں ہے؛ یہ تو تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے، اور تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس کے بچے ہوئے پانی سے وضوء کر لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱۴..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يُغْسَلُ الْإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ لَاهَنَ أَوْ أَخْرَاهُنَ بِالتَّرَابِ، وَإِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهَرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے جب کہ اس میں کتا منہ مار جائے (اور) پہلی یا

آخری مرتبہ مٹی سے بانجھا جائے، اور جب اس (برتن) میں لمبی منہ ماروے تو ایک مرتبہ دھویا جائے۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا ہے)

۱۵..... وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: طُهُورُ الْإِنَاءِ إِذَا وَلَّغَ فِيهِ الْهَرُّ أَنْ يُغَسَّلَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَآخَرُونَ، وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: هَذَا صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: برتن کا پاک کرنا جب کہ اس میں لمبی منہ مار جائے یہ ہے کہ ایک یا دو مرتبہ اس برتن کو دھولیا جائے۔ (طحاوی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور دارقطنی نے اس کو صحیح کہا ہے)

۱۶..... وَعَنْهُ قَالَ: إِذَا وَلَّغَ الْهَرُّ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرَقَهُ وَأَغَسَلَهُ مَرَّةً. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. قَالَ النِّيمَوِيُّ: وَالْمَوْقُوفُ أَصَحُّ فِي الْبَابِ.

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) نے فرمایا: جب لمبی برتن میں منہ مار جائے تو اس پانی کو پھینک دو اور اس برتن کو ایک مرتبہ دھولو۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے) نیروی کہتا ہے: اس باب میں موقوف روایت ہی صحیح تر ہے۔

تحقیق کلمات: ”ولوغ“ باب فتح کا مصدر ہے۔ ولوغ کے معنی ہیں کتے یا بلی کا کسی مائع چیز میں منڈال کر زبان کو حرکت دینا چاہے پیے یا نہ پیے، اور اس کے کھانے کے لئے ”لحس“ اور خالی برتن کو چاٹنے کے لئے ”لعق“ کے الفاظ مستعمل ہیں، یہاں ولوغ سے مراد مطلق منہ ڈالنا ہے جس میں ”لحس“ اور ”لعق“ دونوں شامل ہے۔

مسئلہ الباب: عام درندوں پر قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ سورہہ (بلی کا جھوٹا پانی) بھی ناپاک ہوتا، مگر ایک علت کی بناء پر اس کے نجس ہونے کا حکم نہیں لگایا گیا اور وہ علت جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ”کثرت طواف“ ہے یعنی لمبی چونکہ گھروں میں بکثرت داخل ہوتی ہے اس لئے اس سے ہر گھری برتنوں کی حفاظت مشکل ہے لہذا ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ کے اصول کے تحت اس کے حکم میں کچھ تخفیف کر دی گئی۔

اب اس تخفیف کی مقدار میں ائمہ کرام کا اختلاف یہ ہے:

(۱) ائمہ ثلاثہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سورہہ ہرہ بلا کر اہت پاک ہے۔

(۲) طرفین کے نزدیک محاکمات پاک ہے اور رائج قول کے مطابق کراہت تخریجی ہے، یعنی اگر دوسرا پانی میسر آتا تو اس کا استعمال درست ہے۔
فریق اول کے دلائل:

- ۱..... باب کی پہلی حدیث یعنی حدیث ابی قتادہ ”إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ“۔
- ۲..... حدیث عائشہ کہ آپ نے پانی کی منہ لگائی ہوئی جگہ سے کچھ تناول کیا اور پھر آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی ”إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ“ اور آپ کے عمل سے استدلال کیا۔
فریق دوم کے دلائل:

- ۱..... باب کی تیسری حدیث یعنی حدیث ابو ہریرہ ”إِذَا وَلَعَتْ فِيهِ الْهَرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً“۔
- ۲..... باب کی چوتھی حدیث جس میں پانی کے جھوٹے کو پاک کرنے کا کہا گیا۔
- ۳..... قیاس: یعنی جب پانی کا گوشت نجس ہے تو لعاب بھی نجس ہوگا پس سور بھی نجس ہونا چاہئے کیونکہ لعاب گوشت سے ہی پیدا ہوتا ہے لیکن علت طواف کی وجہ سے اس حکم میں تخفیف ہوگئی اور حکم عین نجاست سے کراہت کی طرف منتقل ہو گیا۔
ائمہ ثلاثہ و امام ابو یوسف کو جواب:

- ۱..... کراہت تخریجی بھی جواز کا ایک شعبہ ہے لہذا آپ کی مستدل روایتیں بیان جواز پر محمول ہیں، اس طرح بظاہر متعارض حدیثوں کے درمیان تطبیق ہو جائے گی۔
- ۲..... حدیث ابی قتادہ کی دوراویہ ”حمیدہ“ اور ”کبشہ“ کے متعلق کلام بھی کیا گیا ہے، مگر حق یہ ہے کہ بعض قرآن کی روشنی میں کبشہ صحابیہ معلوم ہوتی ہیں اور ثقہ دونوں ہی ہیں۔
- ۳..... حدیث عائشہ ضعیف ہے اس لئے کہ اس میں ام داؤد نامی ایک راویہ مجہول ہے۔

بَابُ سُورِ الْكَلْبِ

کتے کا جھوٹا

- ۱۷..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: طَهُورُ إِنَاءٍ أَحَدُكُمْ إِذَا وَلَعَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أَوْ لَاهُنَ بِالْثَرَابِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
- ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی

ایک لے برتن کی پاکی جبکہ اس میں کتا منہ مار جائے یہ ہے کہ اس کو سات مرتبہ دھویا جائے (اور) پہلی مرتبہ مٹی سے دھویا جائے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۸..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغْفَلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُهُمْ وَيَالِ الْكِلَابِ، ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ، وَقَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَقَرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالْثَرَابِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا کہ لوگوں کا کتوں کے ساتھ کیا تعلق ہے، پھر آپ نے شکار کے کتے اور بھیڑ بکریوں (کی حفاظت) کے کتے کے بارے میں گنجائش دے دی، اور فرمایا کہ جب کتا برتن میں منہ مار دے تو اس کو سات مرتبہ دھو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھ لو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۹..... وَعَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ أَهْرَاقَهُ، وَغَسَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عطاءؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (کی عادت یہ تھی کہ) جب کتا برتن میں منہ مار جاتا تو آپ اس (برتن کے پانی) کو بہا دیتے اور اس کو تین مرتبہ دھو لیتے۔ (دارقطنی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۰..... وَعَنْهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرَقَهُ، ثُمَّ اغْسَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عطاءؓ ہی سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کتا برتن میں منہ مار جائے تو تو اس (کے پانی) کو بہا دے پھر اس برتن کو تین بار دھو لے۔ (دارقطنی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۱..... وَعَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ لِي عَطَاءٌ: يُغَسَّلُ الْإِنَاءُ الَّذِي وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ قَالَ: كُلُّ ذَلِكَ سَبْعًا وَخَمْسًا وَثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ

وَأَسْنَدُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ابن جریر نے کہا: مجھ سے عطاءؒ نے کہا: اس برتن کو جس میں کتا منہ مار جائے دھویا جائے، کہا کہ یہ سب درست ہے یعنی سات مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا تین مرتبہ۔ (عبدالرزاق نے اس کو اپنی مصنف میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلہ اولی: کتے کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں:

(۱) امام مالکؒ، بخاریؒ اور اہل نواہر کے نزدیک کتے کا گوشت پاک ہے لہذا اس کا جھوٹا بھی پاک ہے اور جس برتن میں کتا منہ لگا دے وہ برتن بھی پاک ہے، باقی اس کو دھونے کا حکم تطہیر کے لئے نہیں بلکہ بطور تعبد اور علاج ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ، شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک کتے کا جھوٹا ناپاک ہے اور دھونے کا حکم تطہیر کے لئے ہے۔

[رحمۃ اللامۃ، ص: ۷۷]

فریق اول کے دلائل:

۱..... قرآن مجید کی آیت ﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ﴾، اس آیت میں شکاری کتے کے شکار کردہ جانور کو کھانے کی اجازت دی گئی اور اس کے دھونے کا حکم نہیں ہوا جبکہ کتا اپنے منہ سے شکار کو پکڑتا ہے تو اس پر کتے کا لعاب کا لگنا یقینی بات ہے۔

۲..... ابو داؤد شریف میں ابن عمرؓ سے مروی ہے ”كَانَتِ الْكِلَابُ تَقْبِلُ وَتَدْبِرُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَكُنْ نَوَافِرُ شُونَ عَلَيْهِ مَاءٌ“۔ اس حدیث کے مطابق کتوں کے مسجد میں داخل ہونے کے بعد لوگ پانی وغیرہ چھڑک کر مسجد کو پاک کرنے کی کوشش نہیں کرتے تھے، حالانکہ کتوں کی عادت ہے جہاں جاتے ہیں رال پکاتے ہوئے گذرتے ہیں۔

جمہور کے دلائل:

۱..... آیت قرآنی ﴿وَيُعَذِّبُهُمُ الْعَذَابَاتُ﴾ جس کے مطابق ہر غیبتی شی حرام ہے اور کتا انجس النجاس ہے لہذا وہ بھی حرام ہوا، جب اس کا گوشت حرام ہوا تو لعاب بھی حرام ہوا؛ کیونکہ لعاب گوشت ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

۲..... باب کی پہلی حدیث جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں ”طهروا اناء احدکم“..... ائمہ عیث، برتن کے دھونے کو پاک کرنا کہا گیا ہے، معلوم ہوا کہ کتے کے منہ لگانے سے برتن ناپاک ہو جاتا ہے۔
فریق اول کو جواب:

۱..... آیت قرآنی ﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ﴾ الآية کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ شکاری کتے کا شکار بغیر ذبح بھی حلال ہے، پھر کیسے کھانا ہے اور دیگر کیا جزئی احکامات ہیں تو وہ دوسرے دلائل اور احادیث سے معلوم ہوں گے۔ پھر جس طرح آیت میں کتے کے لعاب لگنے سے پاکی کا حکم مذکور نہیں تو شکار کتے جانور کے دم مسفوح کو دھونے کا بھی حکم مذکور نہیں ہے تو کیا آپ دم مسفوح کو پاک کہیں گے؟ ہرگز نہیں، لہذا آیت لعاب کلب کی طہارت پر استدلال درست نہیں۔

۲..... زمین کی طہارت کا ایک طریقہ نجاست لگنے کے بعد زمین کا خشک ہو جانا بھی ہے لہذا حدیث ابن عمر میں ممکن ہے اس طریقہ پہ عمل کر لیا جاتا ہو، اس کی بڑی نشانی یہ ہے کہ ایک روایت میں کتوں کا مسجد میں گھوم پھر پیشاب کرنے کا ذکر بھی ہے (یعنی ابتداء میں جب مسجد کے گرد چار دیواری نہیں تھی اور مسجد کا محن بالکل کھلا تھا) حالانکہ کتے کا پیشاب بالاتفاق نجس ہے۔

مسئلہ دوم: کتا برتن میں منہ لگا دے تو پاک کرنے یا دھونے کا کیا طریقہ ہے؟

اس بارے میں دو اقوال ہیں:

(۱) ائمہ ثلاثہ ماسوا احتاف برتن کو سات بار دھونے کے قائل ہیں البتہ امام احمد آٹھویں مرتبہ میں مٹی سے مانجنے کا بھی کہتے ہیں۔

(۲) احتاف کے نزدیک دوسری نجاست کی طرح اس سے بھی برتن کو تین مرتبہ دھونے کو کافی قرار دیتے ہیں البتہ سات دفعہ دھولینا مستحب ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: باب کی پہلی اور دوسری حدیث ہے۔

احتاف کے دلائل:

۱..... ”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیہرقہ ویغسلہ ثلاث مرات“. اس حدیث میں صراحۃً تین دفعہ

دھونے کا حکم موجود ہے۔ [معارف السنن: ۳۲۵/۱]

۲..... باب میں مذکور حضرت ابو ہریرہؓ کا سؤ رکلب کو تین بار دھولینے کا فتویٰ۔
 ۳..... قیاس کے مطابق بھی تین مرتبہ دھولنا کافی ہونا چاہئے؛ کیونکہ سخت سے سخت نجاست مثلاً پیشاب، شراب اور خود کتے کا پیشاب بھی تین مرتبہ دھولینے سے پاک ہو جاتا ہے۔
 ائمہ ثلاثہ کو جواب:

۱..... سات بار دھونے کا حکم استحباب یا اعلان پر محمول ہے؛ کیونکہ کتوں کے لعاب میں خاص قسم کے جراثیم ہوتے ہیں جو سات بار دھولینے سے زائل ہو جاتے ہیں اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھے کا حکم بھی دراصل اسی حکمت پر مبنی ہے؛ کیونکہ مٹی کے اجزاء میں شامل نوشادر کتے کے منہ سے نکلنے والے جراثیم اور زہر کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ واللہ اعلم

۲..... سات بار دھونے کا حکم ابتداء اسلام میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔ شروع شروع میں لوگ کتے رکھنے کے عادی تھے تو ان کو نفرت دلانے کے لئے سخت حکم دیا گیا اور پھر تدریجاً حکم میں نرمی کی جاتی رہی۔ چنانچہ ابتداء میں سب کتوں کو مار ڈالنے کا حکم ہوا، پھر صرف کالے کتے کو مار ڈالنے کا حکم ہوا اور عام کتوں سے دور رہنے کا حکم ہوا، کچھ عرصے بعد بغرض حفاظت کتے رکھنے کی اجازت ہوئی۔ تو سات بار دھونے کا حکم اسی تشدید والے دور سے متعلق ہے اب فقط اس کا استحباب رہ گیا، راوی محدیث حضرت ابو ہریرہؓ کا تین بار پر فتویٰ دینا نسخ کی دلیل ہے۔

بَابُ نَجَاسَةِ الْمَنِيِّ

منی کی ناپاکی کا بیان

۲۲..... عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الْقُرْبَ، فَقَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبٍ رَمَوْهُ اللَّهُ ﷻ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَتَرُ الْغَسْلَ فِي ثَوْبِهِ يَقَعُ الْمَاءُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: سلیمان بن یسارؓ نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس منی کے بارے

میں پوچھا جو کہ کپڑے پر لگ جائے تو انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے اس کو دھوتی تھی پھر آپ نماز کے لئے نکل جاتے حالانکہ دھونے کا اثر آپ کے کپڑوں میں پانی کی تری کی صورت میں (باقی) رہتا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۳..... وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَذْنَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَسْلَهُ، مِنْ الْجَنَابَةِ، فَعَسَلَ كَفْيِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَذْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ صَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَذَلَكُمَا ذَلِكَ شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ، لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفْيِهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ ذَلِكَ فَعَسَلَ رِجْلَيْهِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ ترجمہ: حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے غسل جنابت کے واسطہ پانی قریب نیا چٹانچہ (پیلے) آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دو باتین مرتبہ دھوئے پھر اپنے ہاتھوں کو بہت سے پانی لے کر بائیں ہاتھ سے استنجاء کیا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر رکھ کر زور سے ملا پھر وضوء فرمایا جیسا کہ آپ نماز کے لئے وضوء کرتے پھر اپنے سر مبارک پر ہاتھ بھر کر تین چلو پانی ڈالا پھر پورے جسم پر پانی بہایا پھر اپنے اس مقام سے علیحدہ ہوئے اور دونوں پاؤں کو دھولیا۔ (شیخین اس کو نقل کیا)

۲۳..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ تُصَبِّبُ الْجَنَابَةَ مِنَ اللَّيْلِ. فَقَالَ لَهُ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَغَسَلَ ذَكَرَكَ ثُمَّ نِمَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ مجھے رات میں جنابت لاحق ہو جاتی ہے (تو ایسے میں کیا کروں) تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: وضوء کر لیا کرو اور شرمگاہ کو دھولیا کرو (یعنی استنجاء کر لیا کرو) اور پھر سو جاؤ۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۵..... وَعَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَفْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ. فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَاهُ نَيْرَةَ؟ قَالَ: يَتَنَاوَلُهُ، تَنَاوَلَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: ہشام بن زہرہ کے آزاد کردہ غلام ابوسائب سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے کتھم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے جبکہ وہ حالت جنابت میں ہو۔ تو (راوی نے) کہا کہ وہ (پھر) کیا کرے اے ابو ہریرہ! فرمایا کہ وہ اس سے (چلو بھر کرے) پانی لے لے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۶..... وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ، أُمَّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصَلِّي فِي الثُّوبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، إِذَا لَمْ يَرَفِ فِيهِ أَذَى. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے اپنی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جو کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ تھیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ اسی کپڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے جس میں کہ ان کے ساتھ ہم بستر ہوا کرتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں! (پڑھ لیا کرتے تھے) جب اس میں کوئی گندگی نہ دیکھتے۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۷..... وَعَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ أَنَّهُ اغْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي رَكْبٍ فِيهِمْ عُمَرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَرَّسَ بِنَعِضِ الطَّرِيقِ قَرِيبًا مِنْ بَعْضِ الْمِيَاهِ، فَاحْتَلَمَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ كَادَ أَنْ يُصْبِحَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرُّكْبِ مَاءً فَوَكَّبَ حَتَّى إِذَا جَاءَ الْمَاءَ فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَارَأَى مِنْ ذَلِكَ الْإِحْتِلَامِ حَتَّى اسْفَرَ، فَقَالَ لَهُ: عُمَرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَصَبَحْتَ وَمَعَا يَا بَ، فَدَعَا ثَوْبَكَ يُغْسِلُ. فَقَالَ عُمَرُو بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لِمَنْ كُنْتُ تَجِدُ يَا بَا أَفْكُلُ النَّاسُ يَجِدُ يَا بَا، وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتُهَا لَكَانَتْ سُنَّةً، بَلْ أُغْسِلُ مَارَأَيْتُ وَأَنْصَحُ مَا لَمْ أَر. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ

صَحِيحٌ

ترجمہ: یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب سے مروی ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس قافلے میں عمرہ کرنے گئے جس میں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے اور یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رات کو پانی کے چشمہ سے قریب ایک راستہ میں پڑاؤ ڈالا، پس عمر رضی اللہ عنہ کو احکام ہو گیا قریب تھا کہ صبح ہو جاتی مگر انہیں قافلہ والوں کے پاس پانی نہ ملا پس وہ سوار ہوئے (اور آگے گئے) یہاں تک کہ جب پانی کے پاس پہنچے تو اس احکام کے اثرات کو دھونے لگے جو نظر آرہے تھے حتیٰ کہ صبح کی روشنی پھیل گئی تو ان سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے صبح کر دی حالانکہ ہمارے پاس (اور بھی) کپڑے موجود ہیں تو آپ اپنے (موجودہ) کپڑے رہنے دیں کہ دھلتے رہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: (تم پر تعجب ہے) اگر تمہارے پاس کئی جوڑے ہیں تو کیا تمام لوگوں کے پاس کئی جوڑے کپڑے ہوں گے؟! اللہ کی قسم! اگر میں ایسا کر لوں یہ ایک سنت بن جائے گی (نہیں) بلکہ میں نے جو (مٹی) دیکھی اس کو تو دھو لوں گا اور جو نہیں دیکھی اس پر چھینے مار لوں گا۔ (مالک نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۸..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِي الْمَنِيِّ إِذَا أَصَابَ الثُّوبَ: إِذَا رَأَيْتَهُ، فَأَغْسِلْهُ، وَإِنْ لَمْ تَرَهُ، فَأَنْضِخْهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ، صَحِيحٌ
ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسی مٹی کے بارے میں فرمایا جو کہ کپڑوں کو لگ جائے: جب تو اس کو دیکھے تو دھو لے اور اگر نہ دیکھے تو چھینے مار لے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۹..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثُّوبَ: إِنْ رَأَيْتَهُ، فَأَغْسِلْهُ وَإِلَّا فَأَنْضِخِ الثُّوبَ كُلَّهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ، صَحِيحٌ
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مٹی کے بارے میں فرمایا جو کہ کپڑے کو لگ جائے: اگر تو اس کو دیکھے تو دھو لے ورنہ پورے کپڑے کو دھو لے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اس کی سند صحیح ہے)

۳۰.....وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمِيرٍ قَالَ: سُئِلَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنَا عَنْهُ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي الثُّوبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ أَهْلُهُ؟ قَالَ: صَلَّ فِيهِ إِلَّا أَنْ تَرَى فِيهِ شَيْئًا فَتَغْسِلَهُ، وَلَا تَنْصُحْهُ؛ فَإِنَّ النَّصْحَ لَا يَزِيدُهُ إِلَّا شَرًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبد الملک بن عمیرؓ نے کہا: حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا (اس وقت) میں ان کے پاس تھا ایسے آدمی کے بارے میں جو کہ انہی کپڑوں میں نماز پڑھ لیتا جن میں اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستر ہوتا؟ (تو) آپ نے فرمایا: ان ہی کپڑوں میں نماز پڑھ لو (کوئی حرج کی بات نہیں ہے) مگر یہ کہ ان میں کوئی چیز (منی) دیکھ لو تو اس کو دھو لینا جیسے مت مارنا کیونکہ جیسے مارنا اس میں خرابی ہی بڑھائے گا۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۱.....وَعَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ رَشِيدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ قَطِيفَةٍ أَصَابَتْهَا خَنَابَةٌ لَا يَذُرُ أَيُّنَ مَوْضِعُهَا؟ قَالَ: اغْسِلْهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: عبد الکریم بن رشیدؓ نے کہا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایسی چادر کے بارے میں پوچھا گیا جس پر خنابت (کی گندگی) لگ جائے اور یہ پتہ نہ چل سکے کہ کس جگہ لگی ہے؟ فرمایا کہ اس (پوری) چادر کو دھو لو۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تحقیق کلمات:

مرد کے عضو تناسل سے پیشاب کے علاوہ اور تین قسم کا مواد خارج ہوتا ہے:

(۱) منی (۲) ندی (۳) ودی۔

”منی“ کی دو تعریفیں کی گئی ہیں:

۱.....هو الماء الدافق الذي يخرج بشهوة ومنه يكون الولد.

”کو در کلت کے احساس کے ساتھ نکلنے والا پانی جس سے بچہ ہوتا ہے۔“

۲.....ماء غليظ أبيض له رائحة۔ ”گاڑھا سفید بدبودار پانی۔“

”مذی“ کی تعریف اگلے باب کے تحت آئے گی۔

”وہی“: پیشاب کے ساتھ پہلے یا بعد میں نکلنے والا گڑھا سفید پانی۔

مسئلۃ الباب: منی شرعاً ناپاک ہے یا پاک؟ اس بارے میں دو قول ہیں:

(۱) امام شافعی و احمد کے نزدیک منی شرعاً پاک ہے (طبیعی گھن علیحدہ بات ہے)۔

(۲) امام ابو حنیفہ و مالک کے نزدیک شرعاً ناپاک ہے۔

فریق اول کے دلائل:

۱..... آیت قرآنی **وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا** کہ جس نے ”مذی“ سے انسان کی پیدائش کو نعمت کے طور پر ذکر فرمایا، سو جو چیز بطور نعمت ذکر ہو وہ ناپاک کیسے ہوگی؟

۲..... منی کیسے ناپاک ہو سکتی ہے جبکہ یہ انبیاء کرام و صلحاء و اتقیا جیسے پاک طینت افراد کا مادہ تولید ہے؟

۳..... اگلے باب (باب ما یعارضہ) کی حدیث ”عن عائشة رضی اللہ عنہا انہا کانت تحت المنی من ثیاب رسول اللہ ﷺ وهو فی الصلاة“۔ اگر منی ناپاک ہوتی تو نماز میں کمرچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۴..... حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے منی کو تھوک اور بلغم سے تشبیہ دی ہے۔

فریق ثانی کے دلائل:

۱..... پورے ذخیرہ احادیث میں کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں ملتی جس کے مطابق حضور ﷺ کبھی نہ کبھی منی والے کپڑوں میں (بغیر دھوئے اور صفائی کرنے کے) نماز پڑھی ہوں، اگر منی پاک ہوتی تو بیان جواز کے لئے کسی ایک آدھ مرتبہ ایسا ضرور کرتے۔ ”واذلیس فلیس“

۲..... باب کی وہ احادیث جن کے مطابق امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے منی لگے کپڑوں کو دھویا اور بعض روایات کے مطابق خوب اچھی طرح مل جل کر دھویا۔

۳..... باب کی دوسری حدیث جس کے الفاظ ہیں ”فذلکم ما دلکا شدیدا“، یعنی منی کو صاف کرنے کے بعد آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کو زمین پر مارا اور شدید رگڑا، صفائی و طہارت

کا اتنا اہتمام منی کے ناپاک ہونے کو ہی بتاتا ہے۔

۴..... صحابہ کرام کا عمل اور ان کے اقوال بالخصوص باب کی حدیث نمبر ۲ جس کے مطابق حضرت عمرؓ نے سفر کی حالت میں انتہائی مشقت کے باوجود رات کو احکام ہو جانے کی بناء پر اپنے کپڑوں کو دھویا اور اس معاملے میں معمولی نرمی نہیں برتی۔

۵..... قیاس بھی منی کے ناپاک ہونے کا تقاضا کرتا ہے؛ کیونکہ پیشاب، مندی اور ودی بالاتفاق ناپاک ہے تو منی بھی ناپاک ہونی چاہئے، پھر امام احمدؒ غیر انسان کی منی کو ناپاک قرار دیتے ہیں تو انسان کی منی بھی ناپاک ہونی چاہئے۔

امام شافعیؒ و احمدؒ کو جواب:

۱..... یہ توجیہ ضعیف ہے اور منی کو ”ماء“ کہنے سے اس کی پاکی ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جانداروں کا مادہ تخلیق بھی ”منی“ کو قرار دیا ہے ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّنْ مَّاءٍ﴾ پھر تو ہر حیوان کی منی پاک ہونی چاہئے اور کوئی حیوان بھی ناپاک نہیں رہنا چاہئے حالانکہ اس بات کا کوئی قائل نہیں۔

۲..... حقیقت بدل جانے سے احکامات بھی بدل جاتے ہیں، ماں کے پیٹ میں بچہ کی غذا حیض کا خون ہوتا ہے تو آپ کے قیاس کے مطابق حیض کا خون بھی پاک ہونا چاہئے جبکہ ایسا نہیں، پھر کمال تو اسی میں ہے کہ اللہ رب العزت نے ایک ناپاک منی سے پاکیزہ مخلوق انسان کو پیدا کیا جس کا مادہ تخلیق کو ایک آیت میں ”ماء مہین“ یعنی بے وقعت حقیر پانی فرمایا۔

۳..... گاڑی منی کو کھرچ کر صاف کرنا اس کو پاک کرنے کی غرض سے تھا نہ کہ اس کے پاک ہونے کی بناء پر؛ کیونکہ تلہیر منی کے دو طریقے ہیں: (۱) غسل یعنی دھونا جب منی گیلی ہو۔ (۲) کھرچنا اور رگڑنا جب منی خشک ہو۔ تو اگر کچھ معمولی ذرات جو معفو عنہ مقدار میں ہوتے اور دوران نماز ان پر نظر پڑتی تو اسے بھی صاف کر دیتی، بہر حال اس حدیث سے تلہیر منی میں اہتمام ثابت ہوتا ہے نہ کہ تخفیف، علاوہ ازیں محارب بن دثار عن عائشہؓ کی سند منقطع ہے۔

۴..... منی کو تھوک یا بلغم کے ساتھ تشبیہ دینا حضرت ابن عباسؓ کی اپنی ذاتی رائے ہے جو صحیح اور

مرفوع روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی، امام نیویؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے منیٰ کو تھوک کے ساتھ تشبیہ پاک کرنے میں دی ہو یعنی اس کا طریقہ تطہیر کچھ مشکل نہیں بلکہ تھوک ہلیم کی طرح لکڑی سے بھی دور کی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا يُعَارِضُهُ

باب اس کے معارض حدیث کے بیان میں

۳۲..... عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثُّوبَ؟ قَالَ: إِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ وَالْبُرَاقِ، وَإِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَمْسَحَهُ بِخُرْقَةٍ أَوْ بِإِذْخِرَةٍ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ، وَرَفَعَهُ وَهْمٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی کریم ﷺ سے منیٰ کے بارے میں پوچھا گیا جو کہ کپڑوں کو لگ جائے (کیا کیا جائے)؟ آپ نے فرمایا: وہ تو ناک کی ریشہ اور تھوک کی طرح ہے، اور تمہیں اتنا کافی ہے کہ اس کو کپڑے کے ٹکڑے یا گھاس سے پوچھ لو۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے اور اس کو مرفوع روایت کرنا وہم ہے)

۳۳..... وَعَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَحُثُّ الْمَنِيَّ مِنْ ثِيَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْإِسْهَاقِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ مُنْقَطِعٌ.

ترجمہ: محارب بن دثار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منیٰ کو کمرچ لیتی تھی جبکہ آپ نماز میں ہوتے تھے۔ (یہی روایت ابن خزیمہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند منقطع ہے)

۳۴..... وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثُّوبَ، قَالَ: أَمِطْهُ عَنْكَ بِغُودٍ أَوْ إِذْخِرَةٍ، فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ أَوْ الْبُصَايِ. رَوَاهُ الْإِسْهَاقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے منیٰ کے بارے میں فرمایا

جو کہ کپڑوں کو لگ جائے، فرمایا کہ تو اس کو اپنے سے کسی کٹڑی یا گھاس کے ذریعے دور کر دے کیونکہ وہ تو ناک کی ریٹھ یا تھوک کی مانند ہے۔ (بیہقی نے اس کو المعروفہ میں روایت کیا اور صحیح قرار دیا)

قَالَ السَّيْمُورِيُّ: هَذَا أَقْوَى الْآثَارِ لِمَنْ ذَهَبَ إِلَى طَهَارَةِ الْمَنِيِّ وَلَكِنَّهُ لَا يُسَاوِي الْأَخْبَارَ الصَّحِيحَةَ الَّتِي أُسْتَدِلَّ بِهَا عَلَى النَّجَاسَةِ، وَمَعَ ذَلِكَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ التَّشْبِيهُ فِي الْإِزَالَةِ وَالطُّهْرِ لَا فِي الطَّهَارَةِ.

ترجمہ: سیمری یہودی کہتا ہے کہ یہ سب سے مضبوط اثر ہے ان لوگوں کے حق میں جو منی کے پاک ہونے کے قائل ہوئے ہیں لیکن یہ (اثر) ان صحیح احادیث کے برابر نہیں ہو سکتا جن سے منی کے ناپاک ہونے پر دلیل پیش کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ احتمال بھی ہے یہ تشبیہ (ریٹھ اور تھوک سے) دور کر دینے اور پاک کر دینے میں ہونہ کہ پاک ہونے میں۔
نوٹ: اس باب کی تشریح گزشتہ باب کے تحت گزر چکی ہے۔

بَابُ فِي فَرْكِ الْمَنِيِّ منی کو کھرچ لینے کا بیان

۳۵..... عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إِنَّمَا كَانَ يُجْزِيكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ، فَإِنْ لَمْ تَرَهُ نَضَحَتْ حَوْلَهُ؛ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَكًا فَيُصَلِّي فِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَحْكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا بَسًا بِطُفْرِي.

ترجمہ: علقمہ اور اسود سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان ہوا تو وہ صبح کو اپنے کپڑے دھونے لگا پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تجھے اتنی بات کافی تھی کہ اگر تو اس کو دیکھتا تو اس کی جگہ کو دھو لیتا اور اگر نہیں دیکھتا تو اس کے ارد گرد چھنٹے مار لیتا؛ تحقیق میں (اس وقت) اپنے آپ کو دیکھ رہی ہوں کہ میں منی کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے کھرچ رہی ہوں پھر آپ ان میں نماز پڑھ لیتے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا اور مسلم ہی کی ایک روایت میں

ہے) تحقیق میں اپنے آپ کو اس حال میں دیکھ (یاد) کر رہی ہوں کہ میں منیٰ کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے خشک ہونے کے وقت اپنے ناخن کے ذریعہ کھرچ رہی ہوں۔

۳۶..... وَعَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَابِسًا وَأَغْسِلُهُ إِذَا كَانَ رَطْبًا. رَوَاهُ الثَّارِقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَأَبُو عَوَانَةَ فِي صَحِيحِهِ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: آپ ہی نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منیٰ کھرچ لیتی تھی جب وہ خشک ہوتی اور اس کو دھو لیتی تھی جب وہ تر (گیلی) ہو۔ (دارقطنی، طحاوی نے اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۷..... وَعَنْ هُمَامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: كَانَ صَيْفٌ جِنْدٌ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَلَا تُجِيبُ، فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِحَتْمِهِ. رَوَاهُ ابْنُ الْجَارُودِ فِي الْمُسْتَقْفَى وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ہمام بن حارثؓ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک شخص مہمان تھا میں اسے جنابت لاحق ہو گئی اور وہ اس (منیٰ) کو دھونے لگا جو اس کے کپڑوں کو لگا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں اس کے کھرچ لینے کا حکم کیا کرتے تھے۔ (ابن جارود نے مستقفا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تحقیق کلمات: فسرک ضرب سے معنی کسی چیز کو گڑ کر یا کھرچ کر پڑے سے زائل کر دینا۔ حک، ہر سے یعنی رگڑنا، کھسنا۔ حٹ: ہر سے معنی پڑے سے کچھز وغیرہ ل کر چھڑانا۔

مسئلۃ الباب: خارج من السبیلین میں منیٰ کے علاوہ نجاستوں کا بہر صورت دھونا ضروری ہے، کھرچنا یا جھاڑ کر دور کرنا کافی نہیں، مگر منیٰ کا حکم اس سے قدرے مختلف ہے کیونکہ منیٰ کو گڑ کر صاف کرنے کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے جو کہ درج ذیل ہے:

(۱) امام شافعیؒ و احمدؒ منیٰ کی طہارت کے قائل ہیں اس بناء پر ان کے نزدیک منیٰ کو کھرچ کر

صاف کر دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ درحقیقت منی کو کھرج کر صاف کرنے سے متعلق وارد احادیث ہی طہارت منی کی دلیل ہیں جس کا جواب گذشتہ باب کے تحت دیا جا چکا۔
(۲) امام مالک رضی اللہ عنہ کو عام نجاستوں پر قیاس کرتے ہوئے غسل یعنی دھونے کا حکم دیتے ہیں خواہ خشک ہو یا تر۔

(۳) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر منی گاڑھی اور خشک ہو تو کھرپنے سے وہ پاک ہو جائے گی، اور اگر پتلی یا گیلی ہو تو اس کا دھونا لازم ہے۔ (اس زمانہ میں لوگوں کی صحبتیں پہلی جیسی نہیں رہیں اور منی پتلی ہوتی ہے اس لئے احتیاط ضروری ہے کما فی رد المحتار: ۳۱۳/۱)
امام مالکؒ کی دلیل:

آپ منی کو پیشاب اور خون و دیگر نجاست پر قیاس کرتے ہیں کہ دھونا ضروری ہے۔
احناف کے دلائل:

باب کی تمام احادیث احناف کی دلیل ہیں، اور امام مالکؒ کو جواب یہ ہے کہ حدیث کے مقابلے میں قیاس کو حجت نہیں بنایا جاسکتا نیز قیاس مع الفارق ہے؛ کیونکہ منی ذی جرم غلیظ ہوا کرتی ہے اور پیشاب اور خون اس کے مقابلہ میں رقیق غیر ذی جرم۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَذْيِ

وہ احادیث جو مذی کے بارے میں وارد ہیں

۳۸..... عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحْبِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسَدِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: يَغْسِلُ ذِكْرَهُ وَيَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بہت مذی والا آدمی تھا اور میں حیاء محسوس کرتا تھا کہ نبی پاک ﷺ سے پوچھوں آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہونے کی وجہ سے ہمیں میں نے مقداد بن اسود کو حکم دیا (کہ وہ مسئلہ پوچھ لیں) تو انہوں نے آپ سے پوچھ لیا۔ آپ نے فرمایا

کہ وہ اپنی شرمگاہ کو دھو لے اور وضوء کر لے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۳۹..... وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً وَكُنْتُ أَكْثِرُ مِنْهُ الْإِغْتِسَالَ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا يُجْزِيكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ؟ قَالَ: يَكْفِيكَ بَأْنُ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَهُ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ انہوں نے فرمایا: میں شدت سے مذی کو پاتا تھا اور اس کی وجہ سے اکثر غسل کیا کرتا تھا پس میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے (مسئلہ) دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: تجھے اس سے وضوء کر لینا کافی ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر اس کا کیا کروں جو اس میں سے میرے کپڑوں کو لگ جائے؟ آپ نے فرمایا: تجھے یہ کافی ہوگا کہ ایک چلو پانی لے لے اور جہاں اسے لگا ہوا دیکھے وہاں اپنے کپڑوں پر پانی سے چھنے مارے۔ (سوائے نسائی کے چاروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۴۰..... وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: هُوَ الْمَنِيُّ وَالْمَذْيُ وَالْوَدْيُ، فَأَمَّا الْمَذْيُ وَالْوَدْيُ فَبَانَهُ، يَغْسِلُ ذَكَرَهُ، وَيَتَوَضَّأُ، وَأَمَّا الْمَنِيُّ فَفِيهِ الْغُسْلُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ منی، مذی اور ودی ہی ہے، بہر حال مذی اور ودی تو (اس کی وجہ سے) آدمی اپنی شرمگاہ کو دھوئے گا اور وضوء بنائے گا اور ودی منی تو اس میں غسل واجب ہے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

تحقیق کلمات: مذی، اس لفظ کو دو طرح پڑھا جاسکتا ہے (۱) مَذْيٌ (۲) مَذْيٌ۔ پہلی صورت فصیح ہے۔ مذی: ایک قسم کا سفید لیس دار پتلا پانی جو عام طور پر ملاعبت مع الزوج یا تصویر جماع کے وقت نکلتا ہے۔

”پہلی بحث“ مذی پاک ہے یا ناپاک؟

ائمہ اربعہ اور جمہور علماء سلفاً وخلفاً سب کے نزدیک مذی نجس ہے، بخلاف فرقہ اہل امامیہ کے روافض میں سے کہ وہ اس کو طاهر کہتے ہیں۔ لفظ ”نفسح“ سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ لفظ ”نفسح“ تو دم حیض اور بولِ صبی کے بارے میں بھی آیا ہے حالانکہ دم حیض بالاتفاق نجس اور ناپاک ہے، لہذا ”نفسح“ کا ایک معنی متعین نہیں۔

”دوسری بحث“ خروجِ مذی کے بعد صرف محلِ نجاست کو پاک کرنا ضروری ہے یا مزید بھی؟ (۱) امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ پورے عضو متاسل کو دھوئے۔

(۲) امام احمدؒ کے نزدیک ذکر کے ساتھ خصیتین کا دھونا بھی ضروری ہے۔

(۳) حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک صرف موضعِ نجاست کا دھونا ضروری ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل: اول بخاری شریف (۳۱/۱) کی روایت ”اغسل ذکرك“ اور پھر باب کی پہلی اور تیسری حدیث ہے جن میں ”یغسل ذکرہ“ سے ہے۔

امام احمدؒ کی دلیل: ابوداؤد شریف کی روایت ”لیغسل ذکرہ و انتیہ“ اور حدیثِ رافع بن خدیجؓ جس کے الفاظ یہ ہیں ”یغسل مذاکیرہ“ (ابوداؤد: ۲۸/۱) ”مذاکیر“ جمع ہے لہذا عضو متاسل کے ساتھ انٹین کا دھونا بھی ضروری ہے۔

امام ابو حنیفہؒ و شافعیؒ کی دلیل: اول حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی روایت ”من المذی الوضوء“ (معارف السنن: ۳۸۰/۱)، نیز جب خروجِ مذی نواقض وضوء میں سے ہے تو عام نجاسات کی طرح موضعِ نجاست کا دھولینا کافی ہونا چاہئے۔

امام مالکؒ و احمدؒ کو جواب :

..... کل عضو اور انٹین کا دھونا استحبائی حکم ہے نہ کہ وجوبی؛ تاکہ اگر قطرے منتشر ہوں تو وہ بھی دھل جائیں۔

۲..... یہ حکم بطور علاج ہے کیونکہ پانی (بالخصوص ٹھنڈا پانی) قاطع للمذی ہے یعنی قطرے بند ہونے کا ذریعہ ہے۔ اکثر روایات کا مذاکیرہ و انٹین کے لفظ سے خالی ہونا بھی اس کی دلیل ہے۔ ”تیسری بحث“ جس کپڑے کو مذی لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری ہے یا چھینیں مار لینا

بھی کافی ہے؟

(۱) جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دھونا ضروری ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ کے یہاں ڈھیلے کا استعمال بھی جائز ہے۔

(۲) امام احمدؒ کے نزدیک رائج قول کے مطابق چھینٹیں مار لینا کافی ہے۔

امام احمدؒ کی دلیل: باب کی دوسری حدیث قول ”یکفیک بان تاخذ کفامن ماء فتنضح بہامن ثوبک حیث تری اندہ اصابعہ“، اس حدیث میں صراحۃً چھینٹیں مارنے کا ذکر ہے۔ جمہور کے دلائل: ”واغسل ذکرك“ یعنی وہ روایات جن میں غسل یعنی دھونے کا حکم وارد ہے۔ (پھر امام صاحبؒ کے نزدیک جب مٹی، پیٹاب کی طرح ہوا تو جیسے پیٹاب میں ڈھیلے کا استعمال صحیح ہے مٹی میں بھی صحیح ہے)۔

امام احمدؒ کو جواب: ”نضح“ کا معنی صرف چھینٹیں مارنا نہیں بلکہ مطلق غسل اور غسل خفیف بھی اس کے معنی ہیں۔ چنانچہ باب نہایت دم الحیض کے تحت حدیث نمبر ۵۵ میں حیض کے خون کے لئے ”ثم تنضجه“ فرمایا گیا جبکہ بالاتفاق حیض کے خون کا دھونا ضروری ہے۔ نیز جب مٹی نجاست ہے تو عام نجاستوں کی طرح اس میں بھی غسل ہونا چاہئے نہ کہ چھینٹیں مارنا۔ ”چوتھی بحث“ آپ ﷺ سے مٹی کے بارے میں سوال کرنے والے شخص کون تھے؟

(۱) ترمذی اور ابوداؤد شریف کی روایت کے مطابق سائل حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔

(۲) نسائی کی ایک روایت کے مطابق حضرت علیؑ نے حضرت عمارؓ کو سوال کرنے کا کہا تھا۔

(۳) باب کی پہلی روایت کے مطابق حضرت علیؑ نے حضرت مقدادؓ کو حکم کیا تھا۔

تینوں روایتیں بظاہر مختلف ہیں، لیکن ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ کسی مجلس میں حضرت علیؑ، حضرت عمارؓ اور حضرت مقدادؓ اکٹھے تھے، مٹی کے متعلق بات چلی تو حضرت علیؑ نے اپنا اس میں ابتلاء ذکر کیا اور پھر ان دو حضرات میں سے کسی کو ایک کو آپ ﷺ سے اس کا حکم پوچھنے کا حکم کیا، لیکن جب ان سے بہت تاخیر ہو گئی تو آپؐ نے دوسرے صاحب سے کہا انہوں نے بالآخر آپ ﷺ سے سوال کر لیا۔ ایک روایت کے مطابق پہلے حضرت مقدادؓ نے سوال کیا بعد میں

حضرت عمارؓ نے بھی پوچھا اس کے بعد جب مسئلہ عام ہو گیا اور عام مجلس میں اس بارے گفتگو ہوئی تو حضرت علیؓ نے بھی سوال کر لیا یا یہ کہ آخر میں مزید اطمینان کے لئے آپؓ نے بھی سوال کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ

وہ احادیث جو پیشاب کے بارے میں وارد ہیں

۴۱..... عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيَعَذَّبَانِ، وَمَا يَعَذَّبَانِ فِي كَثِيرٍ. أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِمَّا فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَنْبَسَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا: بلاشبہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور دونوں کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ (بلکہ) ان میں سے ایک تو وہ پیشاب (کی چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا تو وہ چٹلی کھاتا پھرتا تھا پھر آپؐ نے ایک ہری ٹہنی لی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک کی قبر میں ایک ایک گاڑ دی۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپؐ نے ایسا کس وجہ سے کیا؟ فرمایا کہ امید ہے کہ ان کے شک ہونے تک ان دونوں سے عذاب میں کمی کی جائے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۴۲..... وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمِيُّ.

ترجمہ: ابوصالحؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اکثر عذاب قبر پیشاب سے (نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ اور

دوسروں نے اس کو روایت کیا ہے اور دارقطنی اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے)

۴۳..... وَعَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْبُؤْلِ؟ فَقَالَ: إِذَا مَسَّكُمْ شَيْءٌ فَأَغْسِلُوهُ؛ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ مِنْهُ عَذَابُ الْقَبْرِ. رَوَاهُ الْبُزَارُ وَقَالَ فِي التَّلْخِصِ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پیشاب (کے پاک دنا پاک ہونے) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: جب (اس میں سے) کوئی چیز تم کو لگ جائے تو تم اس کو دھو لو؛ کیونکہ میرا خیال ہے کہ عذاب قبر اس (سے نہ بچنے کی وجہ) سے ہوتا ہے۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور تلخیص میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے)

مسئلہ الباب:

اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ انسان کا پیشاب ناپاک ہے (البتہ انسان کے بچہ کے پیشاب کے بارے میں اختلاف ہے جس سے اگلے باب کے تحت بحث کی جائے گی) اور حرام جانوروں کا پیشاب بھی بالاتفاق ناپاک ہے البتہ ماکول اللحم یعنی حلال جانوروں کے پیشاب کے بارے میں کچھ اختلاف ہے جس سے ”باب فی بول ماؤ کل لحمہ“ میں بالتفصیل بحث کی جائے گی۔ انشاء اللہ

تشریح احادیث:

”مربقبرین“: یہ دو قبریں کن کی تھیں؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ کافروں کی قبریں تھیں لیکن جمہور علماء کا یہ کہنا ہے کہ یہ قبریں دو مسلمان شخصوں کی تھیں، اس کی دو وجہیں ہیں: (۱) ایک صحیح روایت میں ”بقبرین جدیدین“ آیا ہے۔ (۲) اور ایک روایت میں مدینہ منورہ کے قبرستان ”بقیع الغرقہ“ کا ذکر بھی آیا ہے۔ نیز خطاب بھی مسلمانوں کو ہے۔

”وما یعدہا فی کبیر“: اس روایت میں بظاہر مذکورہ گناہوں کے کبیرہ ہونے کی نفی ہے مگر بخاری شریف کی روایت میں کبیرہ کی نفی کے ساتھ ”بلی واندہ لکبیر“ بھی موجود ہے یعنی کیوں نہیں دونوں بڑے گناہ ہیں اس طرح دور واتیوں میں تعارض واقع ہو گیا؟ علماء نے تطبیق

اس طرح دی ہے کہ پہلی روایت کا مطلب بچنے کے اعتبار سے کبیرہ یعنی بھاری اور مشکل ہونے کی نفی ہے اور دوسری روایت میں محصیت اور عذاب کے اعتبار سے ان کو بڑا کہا جا رہا ہے۔

”لا یستتر من البول“ بعض روایات میں اس کے بجائے ”لا یستنزہ“ اور ”لا یستبرئ“ کے الفاظ آئے ہیں، منہوم سب الفاظ کا ایک ہے یعنی مذکورہ شخص پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

گناہ اور عذاب میں مماثلت: طہارت عن البول عبادات اور طاعات کی طرف پہلا قدم ہے اور قبر عالم آخرت کی پہلی منزل ہے، پھر قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب کتاب ہو گا اور طہارت نماز سے مقدم ہے، اس لئے منازل آخرت کی پہلی منزل قبر میں مقدم ترین عبادت کی لازمی شرط طہارت کے ترک پر مؤاخذہ کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (معارف السنن ۱: ۲۶۳)

”ثم اخذ جريدة رطبة.....“ الخ

اس سے بعض اہل بدعت نے قبروں پر پھول چڑھانے کے ثبوت و سنیت پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال بالکل باطل ہے؛ اس لئے کہ اس حدیث میں پھول چڑھانے کا کوئی ذکر نہیں، البتہ شاخ گاڑنے کے متعلق آپ ﷺ کے ایک عمل کا ذکر ہے۔ اس بارے میں قول فیصل یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہونے والی ہر چیز کو اسی حد پر رکھنا چاہئے جس حد تک وہ ثابت ہے حدیث میں ایک یا دوسرے شاخ گاڑنا ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھار ایسا کرنا جائز ہے۔ لیکن یہ کہیں ثابت نہیں کہ اس واقعہ کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے کسی دوسرے موقع پر بھی قبر پر شاخ گاڑی ہو، اسی طرح حضرت بریدہؓ (جنہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ میری قبر پر شاخ گاڑ دی جائے) کے علاوہ کسی دوسرے صحابی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے شاخ گاڑنے کو اپنا معمول بنایا ہو، یہاں تک کہ حضرت ابن عباسؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں، سے بھی یہ منقول نہیں کہ آپ نے تخفیف عذاب کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہو، اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ عمل اگرچہ جائز ہے لیکن سنت جاریہ اور مستقل عادت بنانے کی چیز نہیں، ”فالحق ان يعطى كل شيء حقه ولا يتجاوز عن حده وهو الفقه في الدين“۔ واللہ اعلم بالصواب

[درس ترمذی: ۱/۲۸۶، ستمبر و دسمبر]

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ الصَّبِيِّ

وہ احادیث جو بچہ کے پیشاب کے بارے میں آئی ہیں

۴۴..... عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مَخْصَنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَتَتْ أَبَانَ لَهَا صِغِيرٌ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَرِهِ فَقَالَ عَلَى قُرْبِهِ لَقَدْ عَابَ بِمَاءٍ فَتَضَحَّهْ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ام قیس بنت مخسن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اپنے ایک چھوٹے بچے کو جو کھانا نہیں کھاتا تھا (شیر خوار تھا) لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں پس رسول اللہ ﷺ نے اس بچہ کو اپنی گود میں بٹھالیا پھر اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوا لیا اور اس پر چھینٹے مارے اور اس (کپڑے) کو نہیں دھویا۔ (جماعت نے روایت کیا)

۴۵..... وَعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَقَالَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: صُبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچہ کو لایا گیا پھر اس نے آپ (کے کپڑوں) پر پیشاب کر دیا تو آپ نے فرمایا: اس پر خوب اچھی طرح پانی بہا دو۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۶..... وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْتِي بِالصَّبِيَّانِ فَيَدْعُو لَهُمْ، فَأَتَى بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَقَالَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: صُبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: آپ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا پس آپ ان کے لئے دعا کرتے تو (اسی طرح) ایک مرتبہ ایک بچہ کو لایا گیا تو اس نے آپ (کے کپڑوں) پر پیشاب کر دیا تو آپ نے فرمایا: اس پر خوب اچھی طرح پانی بہا دو۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس

کی سند صحیح ہے)

۴۷..... وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْصَحُ عَلَيْهِ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ. قَالَ قَتَادَةُ: هَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا، فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَ بَوْلُهُمَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لڑکے کے پیشاب پر پانی بہا دیا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔ قتادہ فرماتے ہیں: یہ اس وقت ہے جب وہ کھانا نہ کھاتے ہوں (یعنی شیر خوار ہوں، ہاں!) جب وہ دونوں کھانا کھانے لگ جائے تو ان دونوں کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔ (احمد، ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۸..... وَعَنْ أَبِي السَّمْحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ خَادِمَ النَّبِيِّ ﷺ فَجِئْتُ بِالْحَسَنِ أَوْ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَبَالَ عَلِيٌّ صَدْرَهُ فَأَرَادُوا أَنْ يَغْسِلُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رُشَّهُ؛ فَإِنَّهُ يَغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُرْشُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ. رَوَاهُ ابْنُ مَسَاخَةَ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ وَحَسَنَةُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابو سمحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کا خادم تھا، پس حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو (آپ کی خدمت میں) لایا گیا پھر انہوں نے آپ کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا، لوگوں نے چاہا کہ اس کو دھو لیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر پانی چھڑک دو؛ کیونکہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا، ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا اور بخاری نے اس کو حسن کہا)

۴۹..... وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَى بَطْنِهِ أَوْ عَلَى صَدْرِهِ حَسَنٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ حُسَيْنٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَالَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَوْلَهُ أَسَارِيعَ، فَقُمْنَا إِلَيْهِ. فَقَالَ: دَعُوهُ، فَدَعَا

بَعَاءُ فَصَبَّ عَلَيْهِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عبد الرحمن ابی الحسین اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور آپ کے پیٹ یا سینے مبارک پر حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ (بیٹھے) تھے، پس انہوں نے آپ کے اوپر پیشاب کر دیا یہاں تک کہ میں نے ان کے پیشاب کی دھاریں (منجی) دیکھی تو ہم آپ کی طرف لپکے تو آپ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس (پیشاب) پر بہا دیا۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵۰..... وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ وَحَسْبِ اللَّهِ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا وَلِدَ الْحُسَيْنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعْطِينِيهِ أَوْ اذْفَعْنِي إِلَيْهِ فَلَا تَكْفُلْهُ، أَوْ أَرْضِعْهُ، بَلَسْنِي، فَفَعَلَ فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَوَضَعَهُ عَلَى صَدْرِهِ فَقَالَ عَلَيْهِ فَاصَابَ إِزَارَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعْطِنِي إِزَارَكَ أَخْصِلْهُ. قَالَ: إِنَّمَا يُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغَسَّلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے (آپ ﷺ سے) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس (بچہ) کو مجھے عطا فرما دیجئے یا (یوں کہا) اس کو مجھے دے دیجئے تاکہ میں اس کی کفالت کروں یا (یوں کہا) کہ میں اس کو اپنا دودھ دلاؤں، چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ پھر (ایک مرتبہ) میں اس کو لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس کو اپنے سینه مبارک پر بٹھا لیا، پھر اس نے آپ کے اوپر پیشاب کر دیا اور وہ آپ کے تہ بند کو لگ گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنا تہ بند (تبریل کر کے) مجھے دے دیجئے کہ میں اس کو دھو لوں گی۔ آپ نے فرمایا کہ لڑکے کے پیشاب پر (تو) پانی بہایا جاتا ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۵۱..... وَعَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا أَبْصَرَتْ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَصُبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ، فَإِذَا طَعِمَ غَسَلَتْهُ، وَكَانَتْ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حسن بصریؒ اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ لڑکے کے پیشاب پر جب تک وہ کھانا نہ کھاتا ہوتا پانی بہا دیتی، پھر جب کھانا کھانے لگا تو اس کو دھو لیتی اور آپ لڑکی کے پیشاب کو (بہر صورت) دھو لیا کرتی۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّمَوِيُّ: لِأَجْلِ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ ذَهَبَ الطَّحَاوِيُّ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالنِّصْحِ فِي بَوْلِ الْغُلَامِ صَبُّ الْمَاءِ عَلَيْهِ تَوْفِيقًا بَيْنَ الْأَخْبَارِ.

ترجمہ: نیمویؒ کہتا ہے: ان جیسی روایات کی وجہ سے امام طحاویؒ اس طرف گئے ہیں کہ لڑکے کے پیشاب میں نصیح (چھینے لانا) سے مراد اس پر پانی بہا دینا ہے تاکہ اس حدیث کے درمیان تطبیق ہو سکے۔ مسئلہ الباب:

اتنی بات تو اتنا ہی ہے کہ بچہ ہو یا بچی جب دودھ کے علاوہ اور غذا لینے لگ جائے تو اس کے پیشاب سے بڑوں کی طرح خوب اچھی طرح پاکی حاصل کرنا ضروری ہے البتہ شیر خوار بچے کے بارے میں اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک بچے کے پیشاب پر چھینے مار دینا کافی ہے، جبکہ بچی کے پیشاب کا دھونا ضروری ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ کے یہاں بچی کی طرح بچے کے پیشاب کو بھی دھونا ضروری ہے، البتہ بچے کے پیشاب میں زیادہ مبالغہ کی ضرورت نہیں، بلکہ غسل خفیف (تھوڑا دھولنا) بھی کافی ہے۔ امام شافعیؒ و احمدؒ کی دلیل: یہ حضرات باب کی ان حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں جن میں بچی کے پیشاب کے لئے ”غسل“ اور بچہ کے پیشاب کے لئے ”فصح“ اور ”رش“ جیسے الفاظ آئے ہیں مثلاً: بول الغلام ينضح و بول الجارية يغسل، اس حدیث میں دونوں کے حکم میں فرق صاف ظاہر ہے۔

امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ کی دلیل: (۱) حدیث: استنجز هو اعن البول، فان عامة عذاب القبر منه۔ اس حدیث میں عموم ہے جس میں ہر قسم کے پیشاب سے بچنے کا تاکید کی حکم ہے۔ (۲) باب کی حدیث نمبر ۲: قد عابمَاء فاتبعه اياه۔ (۳) باب کی حدیث نمبر ۳: صبوا عليه

الماء صبا۔ خوب پانی بہانا غسل (دھونا) ہی کی صورت میں ہوتا ہے۔
امام شافعیؒ و احمدؒ کو جواب:

۱..... ”نضح“ کے کئی معانی آتے ہیں، مثلاً: چھینے مارنا، پانی بہانا، استنجاء کرنا، غسل خفیف (معمولی دھولینا)، اور مطلق دھونا وغیرہ۔ صرف چھینے مارنے سے اس کی تعبیر کافی نہیں۔ ”رش“ بھی دھونے کے معنی میں مستعمل ہے (دیکھیے ترمذی شریف، باب ماجاء فی دم الحیض) نیز امام شافعیؒ نے ذی کے سلسلے میں وارد لفظ ”نضح“ کو غسل کے معنی میں لیا ہے اور دم حیض کا دھونا بالاتفاق ضروری ہے مگر وہاں بھی حدیث میں لفظ ”نضح“ آیا ہے جس سے مراد غسل ہی ہے (دیکھیے: آثار السنن، باب نجاسة دم الحیض، حدیث نمبر: ۵۵)۔

۲..... عام نجاستوں پر قیاس سے بھی ”غسل“ والے معنی کو ترجیح ہوتی ہے۔

قوله: ”فضحه ولم يغسله“ ای لم يغسله غسلا شديداً۔

بچے اور بچی کے پیشاب کے حکم میں فرق کی وجہ:

(۱) بچے میں احتیاء زیادہ ہے۔ لوگ عموماً بچوں کو کندھوں پر اٹھاتے ہیں، مجلسوں میں لاتے ہیں اور گود میں بٹھاتے ہیں، اس لئے اس کی طہارت میں نرمی کی گئی، جبکہ بچی کے ساتھ اس طرح کا معاملہ نہیں کیا جاتا اس لئے اس کے معاملے میں شدت برقرار رکھی گئی۔

(۲) بچے کے پیشاب میں حرارت زیادہ ہوتی ہے اور بدبو و تعفن کم، جبکہ بچی کے پیشاب میں برودت اور تعفن و بدبو زیادہ ہوتی ہے۔

بَابُ فِي بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

ان جانوروں کے پیشاب کے بارے میں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے

۵۲..... عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَأْسُ بَبُولِ مَا أُكِلَ لَحْمُهُ. رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِيُّ وَضَعَفَهُ، وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَإِسَازَةَ، وَآهٍ جَدًّا.

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان جانوروں کے پیشاب میں مضائقہ نہیں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کو ضعیف

قراردیا اور اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور اس کی سند انتہائی کمزور ہے)
مسئلۃ الباب: ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟ اس بارے میں دو قول ہیں:

(۱) امام مالک، احمد و محمدؒ کے نزدیک ”بول ماؤ کل لحمہ“ پاک ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ، شافعیؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک ناپاک ہے۔

قائلین طہارت کے دلائل:

(۱) حدیث الباب ”لابأس ببول ما أكل لحمه“۔

(۲) باب کی حدیث جابرؓ جس کا مصنف نے حوالہ دیا۔

(۳) حدیث عرین: ”أشربوا من البانها وأبولها“۔

قائلین نجاست کا استدلال: یہ حضرات ان تمام احادیث سے دلیل پیش کرتے ہیں جن میں مطلقاً پیشاب کو نجس کہا گیا اور اس سے بچنے کی تاکید وارد ہوئی ہے، مثلاً: ”استنزهوا عن البول؛ فإن عامة عذاب القبر منه“۔

قائلین طہارت کو جواب:

(۱) ”لابأس“ والی حدیث نہایت ضعیف ہے، اس کے ایک راوی سوار بن مصعب امام بخاری، نسائی، ڈھمی، ابوداؤد، اور ابن حزم وغیرہ نے سخت جرح کی ہے۔

(۲) حدیث جابرؓ بھی ضعیف ہے، اس کے دور راوی عمرو بن الحصین اور یحییٰ بن العلاء پر کلام موجود ہے، عمرو بن حصین کو تو امام احمدؒ بھی واضح حدیث قرار دیتے ہیں۔ [العلین الحسن]

(۳) حدیث عرین کے دو مشہور جواب ہیں: ایک یہ کہ ایک روایت میں وضاحت آئی ہے کہ ان لوگوں کو دودھ کے پینے اور پیشاب کے سونگھنے کا حکم دیا گیا تھا ”أشربوا من البانها واستنشقوا من أبوالها“ لہذا اس سے ماکول اللحم کی طہارت ثابت نہیں ہوتی۔ اور دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ لوگ درحقیقت کافر تھے، بظاہر مسلمان ہو گئے تھے اور آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی ان کی اس حالت کی اطلاع تھی، اس لئے مریض کی طبیعت کے موافق دوا تجویز کی گئی۔ اس سے مسلمانوں کے ماکول اللحم کے پیشاب کی طہارت پر استدلال درست نہیں۔

بَابُ فِي نَجَاسَةِ الرُّوثِ

٥٣..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ الْغَائِطُ، فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ،

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف

تحقیق کلمات: "عن عبد اللہ" صحابہ کرام میں مطلق عبد اللہ سے مراد حضرت عبد اللہ بن

”الروثة“: سر قین گویر کو، حشاء لید کو اور روٹہ دونوں کو کہا جاتا ہے۔

مسئلة الباب:

اس باب سے اصل مقصود تو گوبر کے استنجا کے لئے ناقابل استعمال ہونے کو بیان

مسئلہ کوئی: پھر اور ڈھیلے کے ذریعے استنجاء کرنا جائز ہے۔ استنجاء کی کل تین صورتیں بنتی ہیں:

(۱) استنجاء بالحجارة فقط۔ (۲) استنجاء بالماء۔ (۳) جمع بین الماء والحجر۔ یہ تیسری صورت سب

سے افضل ہے؛ کیونکہ اہل قبائ کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی۔ اس زمانہ میں

فقہاء تغیر غذا و طبائع کی وجہ سے جمع بین الماء والحجر یا استنجا بالماء پر زیادہ زور دیتے ہیں۔

مسئلہ کثانیہ: استنجا بالحوارۃ کے اندر تین مسائل ہیں:

(۱) انشاء: موضع نجاست کو پاک و صاف کرنا، یہ بالاتفاق واجب ہے۔

(۲) ایثار: طاق عدد میں پتھر کا استعمال، یہ بالاتفاق مستحب ہے۔

(۳) تثلیث: یعنی تین پتھر کا استعمال، اس کے حکم میں اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک تثلیث واجب ہے اور امام ابوحنیفہؒ و امام مالکؒ کے نزدیک تثلیث واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

امام شافعیؒ و احمدؒ کے دلائل:

۱..... حضرت سلمان فارسیؓ کی حدیث: ”نہانا أن نستقبل القبلة بغائط أو بول أو أن يستنجی

أحدنا بأقل من ثلاثة أحجار“۔ [ترمذی شریف] اس میں تین سے کم پتھر سے منع وارد ہے۔

۲..... باب کی حدیث: ”فأمرني أن آتيه بثلاثة أحجار“ جس کی ایک روایت کے آخر میں

”انتني بحجر“ اور ایک روایت میں ”أبغني بحجر“ یعنی گوبر کی جگہ تیسرا پتھر تلاش کرنے کا دیا۔

امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کے دلائل:

۱..... حدیث باب کی مذکورہ روایت، جس میں تیسرا پتھر تلاش کر کے لانے کا حکم نہیں۔

۲..... حدیث: ”من استجمر فليوتر، من فعل فقد أحسن، ومن لا فلاحرج“ [ابوداؤد: ۶/۱۰۰]،

اس میں ایثار یعنی طاق عدد میں پتھر کے استعمال کو جو بی نہیں بلکہ صراحۃً استحباً ہی حکم قرار دیا گیا ہے۔

۳..... پانی کے استعمال میں بالاتفاق تثلیث شرط نہیں؛ کیونکہ اصل مقصود انشاء یعنی پاکی و صفائی

ہے نہ کہ عدد، لہذا اقیاساً پتھر کے استعمال میں بھی تثلیث ضروری نہیں ہونی چاہئے۔

امام شافعیؒ و احمدؒ کو جواب:

۱..... حدیث سلمانؓ میں تین سے کم پتھر سے ممانعت ایک حکمت پر مبنی ہے اور وہ یہ کہ عموماً تین

سے کم سے طہارت و نظافت حاصل نہیں ہوتی اور تین کو صفائی کے حصول کے لئے کافی سمجھا

جاتا ہے؛ ایک حدیث میں اس کی یہی علت بیان کی گئی ہے: ”فان ذلك كافيہ“۔ اس کا

دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث ”ومن لا فلاحرج“ کی روشنی میں یہ ماننا پڑے گا کہ حدیث سلمانؓ

میں تین سے کم کی حرمت کے لئے نہیں بلکہ تین کے اہتمام کے لئے ہے۔

۲..... حدیث باب میں ”فامرونی“ وجوب کے لئے نہیں، وگرنہ حضور ﷺ تیسرے پتھر کے تلاش کرنے کا حکم دیتے۔ اور ”انتنی بحجو“ یا ”ابغنی بحجو“ وغیرہ زیادتی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

حجر کی تعریف: فقہاء نے استنجاء کے لئے ”حجو“ کی تعریف یہ کی ہے: ”کل شیء طاهر قالع للنجاسة“، یعنی ہر وہ چیز خود پاک ہو اور نجاست کو اکھاڑنے (زائل) کرنے والی ہو۔ موجودہ زمانہ میں فلش پاخانوں میں ڈھیلے کے استعمال سے دقت ہو رہی ہے اس لئے مذکورہ تعریف کی رو سے بعض علماء نے ٹائلٹ پیپر کے استعمال کا مشورہ دیا ہے۔

گوبر کے استعمال سے ممانعت کی وجہ:

(۱) گوبر جنات یا ان کے جانوروں کی غذا ہے، ان کے لئے گوبر کو اصلی حالت پر لوٹا کر اسے غلہ بنادیا جاتا ہے۔ [معارف السنن: ۱/۱۱۲-۱۲۹]

(۲) گوبر خود نجس ہے کافی حدیث الباب، لہذا یہ نجاست زائل نہیں کر سکتی۔

بَابُ فِي أَنْ مَا لَا نَفْسَ لَهُ سَائِلَةٌ لَا يَنْجُسُ بِالْمَوْتِ

جس جاندار میں بہنے والا خون نہیں وہ مرنے سے ناپاک نہیں ہوتا

۵۷..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ؛ فَإِنْ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی پینے کی چیز میں کبھی گر جائے تو اسے ڈبو دے پھر اس کو نکالے اس لئے کہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

باب قائم کرنے کا مقصد: بظاہر مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کبھی یا اس جیسے ایسے جانور جن میں دم سائل (بہتا خون) نہیں، پانی میں ڈوب کر مر جانے کی صورت میں پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ [رحمۃ لامة: ص: ۹]

بَابُ نَجَاسَةِ دَمِ الْحَيْضِ

حیض کا خون ناپاک ہونے کا بیان

۵۵..... عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ امْرَأَةً إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: اخْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهُمَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ، كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: تَغْتَسِلُ، ثُمَّ تَقْرُصُ، بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُ، ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ہم میں سے کسی عورت کے کپڑوں کو حیض کا خون لگ جاتا ہے تو وہ اس کے ساتھ (مضائی کے معاملہ میں) کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو گڑ (کر جھاڑ) لے پھر پانی سے دھو لے (گیلا کر کے لٹی رہے) پھر جھینڈ مار لے (اور) پھر اس میں نماز پڑھ لے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۵۶..... وَعَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مَخْصَنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ فِي الثَّوْبِ؟ قَالَ: حُكْمُهُ بِضَلْعٍ وَاغْتِسَالِهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت ام قیس بنت مخسن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑوں میں (لگا ہوا) ہو؟ آپ نے فرمایا اس کپڑے کو ایک کونہ سے رگڑو اور اس کو پیری کے (پتے ڈال کر پکائے ہوئے) پانی سے دھو لو۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تحقیق کلمات: ”تحت“: باب نصر سے بمعنی کپڑے سے کچھ وغیرہ مل کر چھوٹا۔

”تقرص“: باب نصر سے بمعنی چٹکی سے مل کر پانی سے دھونا۔

”تنضح“: یہاں نضح سے مراد بالاتفاق دھونا ہے۔

”حکمی“: صیغہ امر ہے، نصر سے بمعنی رگڑنا، گھسنا۔

حیض کا لغوی معنی ”بہنا“ ہے اور اصطلاح میں حیض کی تعریف یہ ہے: ”دم یسقطہ رحم امرأۃ بالغة من غیر داء“۔ یعنی بالغ عورت کے رحم سے بہنے والا خون جو بیماری کے بسبب نہ ہو۔ حیض کے متعلق آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ”هذا شیء کتبہ اللہ علی بنات آدم“ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ بیماری عورتوں کو لاحق ہے۔

مسئلۃ الباب: باب کی حدیثوں سے دم حیض کا ناپاک ہونا ظاہر ہے اور یہ بھی کہ عام نجاستوں کی طرح اس کا دھونا بھی ضروری ہے، البتہ دم حیض میں مقدار معفو عنہ (جس سے نماز ہو جاتی ہو) ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے:

- (۱) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ و احمدؒ کے نزدیک دم قلیل معاف ہے اور دم کثیر کا دھونا واجب ہے۔
 - (۲) امام شافعیؒ کے نزدیک قلیل و کثیر میں کوئی فرق نہیں، یہاں تک کہ ایک قطرہ دم حیض بھی ان کے نزدیک نجس ہے اور اس کے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہوگی۔
- پھر مقدار معفو عنہ کی تعیین میں اقوال مختلف ہیں:

- ۱..... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قدر درہم معیار ہے، اگر خون ایک درہم کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو دھونا واجب اور اسی حالت میں نماز مکروہ تحریمی ہے ورنہ نماز ہو جائے گی۔
- ۲..... امام احمدؒ کے یہاں رائج قول کے مطابق مچھلی بکی رائے کا اعتبار ہے۔
- ۳..... امام مالکؒ کے یہاں قلیل و کثیر کیا ہے یہ واضح نہ ہو سکا۔

قولہ: ”جاءت امرأۃ“ رائج قول کے مطابق سوال کرنے والی خاتون حضرت اسماءؓ کے علاوہ اور کوئی تھیں۔ چونکہ دم حیض میں عورتوں کا ابتلاء عام ہے اور عموماً بلوئی سے حکم کے اندر تخفیف ہو جایا کرتی ہے مگر حیض میں کوئی تخفیف نہیں ہوئی، پس یہی منشا سوال تھا۔

بَابُ الْأَذَى يُصِيبُ النُّعْلَ گندگی جو جوتی کہ لگ جائے

۵۷..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا وَطِئَ الْأَذَى بِخُفَيْهِ فَطَهُورُهُمَا التَّرَابُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ، وَعِنْدَهُ لَهُ شَاهِدٌ بِمَعْنَاهُ مِنْ حَدِيثٍ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب (کوئی) آدمی نجاست کو اپنے جوتوں سے روند ڈالے تو ان کی یا کی (کا طریقہ) مٹی (سے) ہے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے، ان کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس کے ہم معنی شاہد موجود ہے)

قولہ: ”لہ شاهد بمعناہ“ شاید کا معنی وہ مفہوم مقدمۃ العلم میں دیکھیے۔

فقہ احمدیہ: اگر خف یا نعل کو چلتے وقت راست کی نجاست لگ جائے اور آدمی اس کو روندنا ہو چلا جائے تو بعد والی پاک زمین سے رگڑ جانے سے نعل پاک ہو جاتا ہے۔ حدیث میں نعل (جوتی) اور خف (چڑے کے موزے) کا ذکر ہے مگر فقہاء نے ان دو چیزوں کے حکم میں ہر اس چیز کو شامل کیا ہے جو متعل شدہ اور صاف و شفاف ہو اور اس کے اندر مسامات نہ ہو جیسے آئینہ، نکوار، ناخن وغیرہ۔

مسئلۃ الباب: ”لَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنُعْلِهِ الْأَذَى“: اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ ”اذی“ سے کیا مراد ہے؟ اس میں تین اقوال ہیں:

(۱) امام احمدؒ کے یہاں راجح قول ہے مطابق اور امام شافعیؒ کے قول قدیم میں اس سے مطلق نجاست مراد ہے خشک ہو یا تر، بہر صورت دلک یعنی رگڑنے سے پاک ہو جائے گی۔

(۲) امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول جدید یہ ہے کہ اذی سے مراد شئی مستقبلہ یعنی گستاخی چیز اور نجاست یا اسہ ہے، تر نجاست کا دھونا ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ طُهُورِ الْمَرْأَةِ

عورت کے بچے ہوئے یا نی کا بیان

٥٨..... عَنْ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرِو الْعِفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ . رَوَاهُ الْخُمَسَةُ وَآخَرُونَ وَحَسَنُهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ .

ترجمہ : حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضوء کرے۔ (پانچوں نے اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن کہا اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا)

٥٩..... وَعَنْ حُمَيْدِ الْحَمِيرِيِّ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَرْبَعَ سِنِينَ كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَتَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ وَلِيَعْتَزَّافَا جَمِيعًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حمید حمیرائی نے کہا میں ایک صاحب سے ملا جو نبی کریم ﷺ کی صحبت میں چار سال تک رہے جیسے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی صحبت میں رہے ان صاحب نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ عورت مرد کے بچے سے غسل کرے اور مرد عورت کے بچے سے غسل کرے اور چاہئے کہ وہ دونوں اکٹھے چلو بھریں۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ نے اس کو

روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۰..... وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۶۱..... وَعَنْهُ قَالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَفْنَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا أَوْ يَغْتَسِلَ. فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ جُنْبًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُرَيْمَةَ.

ترجمہ: آپ ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کسی زوجہ نے ایک ٹپ (کے پانی) سے غسل کیا، پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور اس (ٹپ کے پانی) سے وضوء یا غسل کرنا چاہا، تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں حالتِ جنابت میں تھی، پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک پانی جنابت والا (یعنی ناپاک) نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ہے)

قَالَ النَّيْمِيُّ: اِخْتَلَفُوا فِي التَّوْلِيْقِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ فَجَمَعَ بَعْضُهُمْ بِحَمْلِ النَّهْيِ عَلَى التَّزْيِيدِ وَبَعْضُهُمْ بِحَمْلِ أَحَادِيثِ النَّهْيِ عَلَى مَا تَسَاقَطَ مِنَ الْأَعْضَاءِ لِكَوْنِهِ صَارَ مُسْتَعْمَلًا، وَالْجَوَازِ عَلَى مَا بَقِيَ مِنَ الْمَاءِ، وَبِذَلِكَ جَمَعَ الْخَطَّابِيُّ.

ترجمہ: نیمیوی کہتا ہے کہ احادیث کے درمیان تطبیق دینے میں علماء کا اختلاف ہے تو بعض حضرات نے نبی کو تزیید (یعنی کہ نسبت تزییدی) پر محمول کر کے تطبیق دی اور بعض نے نبی والی احادیث کو اعضاء سے گرنے والے پانی پر محمول کر کے بوجہ اس کے مستعمل ہو جانے کے اور جواز کو باقی ماندہ پانی پر (حمل کر کے تطبیق دی) اور خطابی نے بھی اسی طرح تطبیق دی ہے۔

باب قائم کرنے کا مقصد: عموماً عورتوں میں مردوں کے سبب صفاتی و پاکیزگی کا اہتمام

کم ہوتا ہے اس سے کسی کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید عورت کا بچا ہوا پانی مرد کے لئے جائز نہ ہو! اس وہم کے دفعیہ کے لئے اس باب کو قائم کیا گیا۔

مسئلۃ الباب:

جس پانی کو عورت نے وضو یا غسل میں استعمال کیا ہو اس کے استعمال کے بعد برتن میں جو پانی باقی ہے اس سے مرد کے لئے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟
جواب سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ مطلق فعلی طہور (طہارت سے بچا ہوا پانی) کی تین صورتیں کثیر الوجود ہیں:

(۱) مرد و عورت دونوں ایک برتن میں پانی لے کر ایک ساتھ وضو یا غسل کریں، اس میں دونوں کا ایک دوسرے کا فضل یعنی بچا ہوا پانی استعمال کرنا لازم آئے گا۔

(۲) تنہا مرد کے استعمال کے بعد بچا ہوا پانی عورت استعمال کرے۔

(۳) اس کا عکس، یعنی عورت کے استعمال کے بعد مرد اس پانی کو استعمال کرے۔

حکم: پہلی دو صورتیں بالا حقائق جائز ہیں، اختلاف صرف تیسری صورت میں ہے۔ امام احمدؒ و اہل طواہر کے نزدیک ناجائز ہے اور جمہور علماء و ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہے۔

امام احمدؒ و اہل طواہر کی دلیل:

باب کی پہلی حدیث ”نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ“

جمہور کی دلیل:

(۱) باب کی تیسری حدیث ”كَانَ يَفْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا“

(۲) باب کی چوتھی حدیث جس کے آخر میں ہے ”إِنَّ الْمَاءَ لَا يَغْتَبُ“

امام احمدؒ و اہل طواہر کو جواب:

۱..... پہلی حدیث کی سند پر امام بخاریؒ و بیہقیؒ نے کلام کیا ہے جبکہ جواز والی روایات صحیح بھی ہیں

اور زیادہ بھی۔

۲..... متعارض حدیثوں میں اس طرح تطبیق ممکن ہے کہ پہلی حدیث میں نبی کو کراہت تنزیہی پر

اور جواز کو خلاف اولیٰ پر محمول کیا جائے۔

۳..... یا پھر فضل طہور الرأۃ سے مراد عورت کا ماء مستعمل ہے۔

۴..... منع والی روایات اب منسوخ ہو چکیں، چونکہ روایت میں حضرت میمونہؓ کا پانی کے مستعمل ہونے کی وجہ سے شبہ ظاہر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے پاس اس سلسلے میں کوئی حدیث تھی مگر جب آنحضرت ﷺ نے ”ان الماء لا یجذب“ فرمادیا تو اب سابق حکم کو منسوخ سمجھا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَطْهِيرِ الدَّبَاغِ

دباغت کے ذریعے (کھالوں کو) پاک کرنے کا بیان

۶۲..... عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَصْلَقُ عَلَى مَوْلَاةٍ لِعَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِسِلْدَةٍ فَمَاتَتْ، فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: هَلَا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ، فَقَالُوا: إِنَّهَا مَيْعَةٌ أَفَقَالَ: إِنَّمَا حَرَّمَ أَكْلَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ
ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ایک آزاد کردہ باغی کو ایک بکری صدقہ دی گئی اور وہ مر گئی، پھر رسول اللہ ﷺ کا اس پر گذر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی کھال کو تم نے کیوں نہ لے لیا تم اس کو دباغت دیتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ بے شک یہ مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کا تو (صرف) کھانا حرام ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۶۳..... وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طُهِرَ.
رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: آپ ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کھال دباغت دے دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۶۴..... وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَاةٍ يَجْرُونَهَا فَقَالَ: لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَقَالُوا: إِنَّهَا مَيْعَةٌ. قَالَ: يُطَهَّرُهَا الْمَاءُ وَالْقِرْطُ. رَوَاهُ

أَبُو دَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَ آخَرُونَ وَ صَحَّحَهُ ابْنُ السَّكَنِ وَ الْحَاكِمُ.

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک بکری پر ہوا جسے لوگ گھسیٹ رہے تھے، تو آپ نے فرمایا اگر تم اس کی کھال اتار لیتے، لوگوں نے کہا: یہ مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: پانی اور سلم اس کو پاک کر دے گا۔ (ابوداؤد، نسائی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ابن السکن اور حاکم نے صحیح قرار دیا)

۶۵..... وَعَنْ مُسْلِمَةَ بِنِ الْمُحَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ دَعَا بِمَاءٍ مِنْ قُرْبَةٍ عِنْدَ امْرَأَةٍ، فَقَالَتْ: إِنَّهَا مَيْتَةٌ. فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا؟ قَالَتْ: بَلَى قَالَ: دَبَاغُهَا ذَكَائُهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ آخَرُونَ وَ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت سلمہ بنت محبت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک مشک سے جو کہ ایک عورت کے پاس تھی پانی منگوایا، اس نے کہا کہ یہ مردار (کی کھال سے بنی ہوئی) ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو دباغت نہیں دی تھی؟ کہنے لگی: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: اسے دباغت دینا اس کی پاکی ہے۔ (احمد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۶..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَكِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ وَقَاتِهِ بِشَهْرٍ: أَنْ لَا تَتَّبِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ يَاهَابَ وَلَا عَصَبٍ. رَوَاهُ الْخُمْسَةُ وَ هُوَ مَعْلُولٌ بِالْإِنْقِطَاعِ وَالْإِضْطِرَابِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک مہینہ قبل ہمیں (خط) لکھا کہ تم لوگ فائدہ نہ اٹھاؤ مردار سے کھال اور پٹھوں کے ذریعے۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور یہ انقطاع اور اضطراب کی وجہ سے معطل ہے)

تشریح: ”الدباغ“ کے لغوی معنی دباغت دینے کے ہیں، اصطلاح میں دباغت کہتے ہیں: ”کسی چیز کے استعمال سے چمڑے کی رطوبت اور تری کو ختم کر دینا“۔

دباغت دینے کے تین طریقے ہیں:

(۱) کھال کو دھوپ میں ڈال دینا۔ (۲) مٹی اور نمک مل کر چھوڑ دینا۔

(۳) خرط (کیکر کے مشابہ ایک درخت) وغیرہ جڑی بوٹی یا دوائی کا استعمال کرنا۔

ان میں سے پہلی اور دوسری صورت دباغت حکمی کی ہے اور تیسری دباغت حقیقی کی ہے۔

حکم: اگر چڑے کو دباغت حقیقی دی گئی ہے تو پانی لگ کر اس کی رطوبت لوٹ آنے کی صورت میں چڑا ناپاک نہیں ہوگا جبکہ دباغت حکمی کی صورت میں ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلۃ الباب: کس قسم کے چڑے کو دباغت دی جاسکتی ہے؟

دباغت کے لئے چڑے کا دباغت دیئے جانے کے قابل ہونا شرط ہے پس چوہ اور سانپ کی چڑی دباغت نہیں دی جاسکتی، ان کے علاوہ جاندار کی کھال سے متعلق اختلاف ہے:

(۱) امام مالکؒ و احمدؒ کے نزدیک صرف مذبحہ جانور کی کھال کو دباغت دی جاسکتی ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک انسان اور خنزیر کے علاوہ ہر جاندار کی کھال دباغت دی جاسکتی ہے، مذبحہ ہو یا غیر مذبحہ۔ انسان کا استثناء اس کے مکرم ہونے اور خنزیر کا استثناء اس کے نجس العین ہونے کی وجہ سے کیا گیا۔

(۳) امام شافعیؒ کے یہاں کتے کا بھی استثناء ہے کیونکہ خنزیر کی طرح کتابھی ان کے نزدیک نجس العین ہے۔

امام مالکؒ و احمدؒ کی دلیل: حدیث عبداللہ بن عکیمؓ "لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِأَهَابٍ وَلَا غَضَبٍ۔"

امام ابوحنیفہؒ و شافعیؒ کے دلائل: باب کی ابتدائی چار حدیثیں جن میں آنحضرت ﷺ نے مردہ بکری کے چڑے کو دباغت دیدینے پر پاک قرار دیا، نیز فرمایا: إِذَا ذُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طُهِرَ۔

امام مالکؒ و احمدؒ کو جواب:

..... عبداللہ بن عکیمؓ والی حدیث کی سند منقطع ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

(الف) امام بخاریؒ نے اپنی کتاب التاريخ میں اس کی سند یوں ذکر کی ہے "عن عبد اللہ بن عکیمؓ قال: حدثنا مشيخة لنا من جهينة أن النسيؓ....." الخ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عکیمؓ نے خود یہ حدیث نہیں سنی اور نہ خط کو پڑھا۔

(ب) عبد اللہ بن عکیم سے روایت کرنے والے ابن ابی لیلیٰ ہیں مگر ان کا عبد اللہ بن عکیم سے اس حدیث کا سننا منحل تردد ہے، کیونکہ طبرانی وابن عدی کی سند تو یہ ہے: ”عن ابن ابی لیلیٰ عن عبد اللہ بن عکیم“..... الخ لیکن ابوداؤد کی روایت کے مطابق ابن ابی لیلیٰ نے خود یہ حدیث نہیں سنی بلکہ ان کے ساتھیوں نے آکر ان سے یہ حدیث بیان کی۔

۲..... سند کی طرح متن میں بھی اختلاف ہے۔

۳..... مذکورہ حدیث میں ”اہاب“ سے اشتقاق سے ممانعت ہے اور احاب غیر مدبوغ کھال کو کہتے ہیں جس کے عدم جواز میں کوئی کلام نہیں، اس سے مدبوغ کی ممانعت کیسے ہوتی ہے؟

بَابُ آيَةِ الْكُفَّارِ

کفار کے برتنوں کا بیان

۶۷..... وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْعُشَيْمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَفَنَأْكُلُ فِي آيَتِهِمْ؟ فَقَالَ: لَا تَأْكُلُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ثعلبہ شعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کی قوم کی سرزمین میں رہتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان میں مت کھاؤ سوائے اس کے کہ ان کے علاوہ کوئی برتن نہ پاؤ تو ان کو دھو اور (پھر) ان میں کھاؤ۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

فقہ الحدیث: جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کفار کے برتنوں میں نجاست نہ ہو یا غالب گمان کے مطابق وہ پاک ہوں تو دھوئے بغیر ان کا استعمال درست ہے ورنہ نہیں۔

حدیث پاک میں کفار کے ایسے برتن کا حکم بیان کیا گیا ہے جس میں دو خنزیر کا گوشت پکاتے ہوں، شراب پیتے ہوں وغیرہ۔ نیز احتیاط اور مسلمانوں کی ملتی غیرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ان کے ساتھ اختلاط اور معاملہ کم سے کم ہو۔

بَابُ آدَابِ الْخَلَاءِ

قَضَائِ حَاجَتِ كَآدَابِ

۶۸..... عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا بِبَوْلٍ وَلَا بَغَائِطٍ وَلَكِنْ شَرُّوْا أَوْ غَرُّوْا. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

ترجمہ: حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم قضاے حاجت کے لئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف نہ کرو نہ ہی پیٹھ اس کی طرف کرو پیشاب کرتے ہوئے اور نہ پاخانہ کرتے ہوئے، بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کر لیا کرو۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۶۹..... وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقْلٍ مِنْ فَلَاقَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ ہم پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ رخ ہوں یا ہم دائیں یا ہم بائیں ہاتھ سے استنجاء کریں یا ہم تین پتھروں سے کم سے استنجاء کریں یا ہم گوبر یا ہڈی سے استنجاء کریں۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۷۰..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلَى حَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلَنَّ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی قضاے حاجت کے لئے بیٹھے تو ہرگز نہ قبلہ کی طرف نہ کرے اور نہ ہی اس کی طرف پیٹھ کرے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۷۱..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَقِيتُ يَوْمًا عَلَى بَيْتِ أُخْتِي

حَفْصَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَرَأَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَاعِدًا لِحَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَذْبِرَ الْقَبِيلَةِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک دن اپنی بہن (ام المومنین) حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر چڑھا تو میں رسول اللہ ﷺ کو قضاے حاجت کے لئے شام کی طرف رخ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھا ہوا دیکھا۔ (جماعت نے روایت کیا)

۷۲..... وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقَبِيلَةَ بِسُورٍ، قَرَأْتُهُ، قَبْلَ أَنْ يَقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَحَسَنَةَ التِّرْمِذِيَّ وَنَقَلَ عَنِ الْبُخَارِيِّ تَصْحِيحَهُ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ہم قبلہ رو ہو کر پیشاب کریں پھر میں نے آپ کو آپ کی وفات سے ایک سال قبل قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے دیکھا۔ (نسائی کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور بخاری سے اس کی تصحیح بھی نقل کی)

قَالَ النِّعْمِيُّ: النَّهْيُ لِلتَّنْزِيهِ وَلِفَعْلِهِ ﷺ كَانَ لِلْإِبَاحَةِ أَوْ مَخْصُوصًا بِهِ جَمْعًا بَيْنَ الْأَحَادِيثِ.

ترجمہ: نیعمی کہتا ہے: نبی تنزیہی ہے اور آپ ﷺ کا فعل برائے جواز تھا یا آپ کے ساتھ خاص تھا تا کہ احادیث کے درمیان تطبیق ہو سکے۔

۷۳..... وَعَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَاخَ رَاجِلَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقَبِيلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُولُ إِلَيْهَا فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! الْكَيْسَ قَدْ نَهَى عَنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: بَلَى! إِنَّمَا نَهَى عَنْ ذَلِكَ فِي الْقَضَاءِ، فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقَبِيلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: مروان الصفری نے کہا: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی سواری کے اوٹھ کو قبلہ رخ ٹھایا پھر پیٹھ کر اس کی طرف (منہ کر کے) پیشاب کرنے لگے، میں نے عرض کیا: اے

ابو عبد الرحمن! کیا اس (بات) سے منع نہیں کیا گیا؟ فرمایا: کیوں نہیں! (البتہ) اس سے تو کھلے صحراء میں منع کیا گیا ہے پھر جب تیرے اور قبلہ کے درمیان کوئی ایسی چیز ہو جو تجھے پردہ میں کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

قَالَ التَّيْمَوِيُّ: هَذَا اجْتِهَادُ مِنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَلَمْ يَرَوْا فِي الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ.

ترجمہ: نبوی کہتا ہے: یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اجتہاد تھا اور اس بابت نبی کریم ﷺ سے کوئی بات مروی نہیں۔

۷۴..... وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ“ (یعنی اے اللہ! میں آپ کی پتا چاہتا ہوں تکلیف دینے والے نیر اور مادہ جنوں سے)۔ جماعت نے اس کو روایت کیا۔

۷۵..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ: غُفِرَ لَكَ. رَوَاهُ الْخَمِصَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُرَيْمَةَ وَابْنُ جَبَانَ وَالْحَاكِمُ وَأَبُو حَاتِمٍ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو یہ دعا پڑھتے ”غُفِرَ لَكَ“ (یعنی اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں)۔ (نسائی کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ابوحاتم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے)

۷۶..... وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يُمَسِّكُنْ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ، يَمِينِهِ وَهُوَ يَبُولُ، وَلَا يَمَسُّهُ مِنَ الْخَلَاءِ يَمِينِهِ، وَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز

پیشاب کرتے ہوئے اپنی شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں (کچھ پیتے ہوئے) پھونک مارے۔ (شیخین نے روایت کیا)

۷۷..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اتَّقُوا اللَّعَانِينَ. قَالُوا: وَمَا اللَّعَانَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو بکثرت لعنت کا سبب بننے والی چیزوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ دو بکثرت لعنت کا سبب بننے والی چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ جو لوگوں کے راستہ میں یا ان کی سایہ کی جگہ میں فضائے حاجت کرتا ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۷۸..... وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأُخْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِذَا وَءَ مِنْ مَاءٍ وَعَنْزَةٌ يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو میں اور ایک اور لڑکا پانی کا برتن اور برچھی لے لیتے، آپ ﷺ پانی سے استنجاء فرماتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

تشریح الکلمات:

”الخلاء“ خلا یا خلو باب نھر سے بمعنی تنہا داکھلا ہونا۔

”شرفوا“ او غریبوا“ یہ حکم اہل مدینہ کے لئے ہے جن کا قبلہ جنوب کی سمت ہے، اہل مشرق کے لئے حکم یہ ہے ”شملوا“ او جنوبوا“ کیونکہ اصل مقصود تعظیم بیت اللہ ہے نہ کہ جہت مخصوص۔

”او نستنجی بر جمع او عظم“ اس ممانعت کی بظاہر دو وجہیں ہیں:

(۱) بعض روایات کے مطابق ہڈی جنات کی اور گوبران کے جانوروں کی غذا ہے اور ایک روایت کے مطابق جنات کی بھی غذا ہے اللہ تعالیٰ دونوں کو اصلی حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔

(۲) گوبر خود نجس ہے اور قانع (اکھاڑنے والا) بھی نہیں تو نجاست کو کیسے زائل کر سکتا ہے؟ اور

ہڈی المس یعنی چکنی ہونے کی وجہ سے نجاست کو ختم نہیں بلکہ اور بڑھائے گی اور خمی بھی کر سکتی ہے۔
 ”غفرانک“: سوال یہ ہوتا ہے کہ بظاہر بیت الخلاء کے اندر کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا پھر استغفار کس چیز سے کی جا رہی ہے؟

جواب: (۱) بیت الخلاء میں ظاہری نجاست کو دیکھ کر باطنی نجاست کا خیال آتا ہے جو کہ گناہ ہے اس لئے اس سے معافی مانگی گئی۔ (۲) اتنی دریز بانی ذکر سے محروم رہے اس خلاف اولیٰ کام پر استغفار پڑھا گیا۔ (۳) ”غفرانک“ کے معنی شکرا نک کے ہیں یعنی فراغت کی نعمت پر شکریہ ادا کیا گیا عرب لوگ طواف کے وقت ”غفرانک لا کفرانک“ بمعنی شکرا نک بولا کرتے تھے۔
 حدیث نمبر ۷۷۷۷ میں چند آداب کا بیان:

۱..... داہنے ہاتھ سے عضو تناسل کو نہ پکڑے۔ ۲..... دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے۔

۳..... لوگوں کے راستہ اور ان کے سایہ حاصل کرنے کی جگہ میں استنجاء نہ کرے۔

حدیث نمبر ۷۸۷۸ میں ”غلام“ سے حضرت انسؓ کے بھائی حضرت طلحہؓ مراد ہیں۔

مسئلۃ الباب: اس باب کے تحت چند فقہی مسائل ہیں:

پہلا مسئلہ: بیت الخلاء میں استقبال و استدبار قبلہ کا حکم!! اس بارے چار اقوال ہیں:

(۱) اہل ظواہر کے نزدیک شہر ہو یا صحراء سب جگہ استقبال و استدبار دونوں جائز ہے۔

(۲) امام احمدؒ کے نزدیک شہر ہو یا صحراء استقبال جائز ہے اور استدبار مطلقاً ناجائز۔

(۳) امام مالکؒ و شافعیؒ کے یہاں شہر (آبادی) میں استقبال و استدبار دونوں جائز اور کھلی فضاء

میں دونوں ناجائز۔

(۴) جمہور بشمول احناف کے نزدیک شہر ہو یا صحراء ہر جگہ استقبال و استدبار دونوں ناجائز ہے۔

اہل ظواہر کی دلیل: باب کی چوتھی حدیث جس کے مطابق حضرت جابرؓ نے فرمایا: حضور ﷺ

نے ہمیں استقبال قبلہ سے منع فرمایا تھا لیکن وفات سے ایک سال قبل میں نے آنحضرت ﷺ کو

بیت الخلاء میں قبلہ رخ ہوتے دیکھا۔

امام احمدؒ کی دلیل: حضرت ابن عمرؓ کی حدیث جس کے مطابق انہوں نے آنحضرت ﷺ کو

قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ بیٹھے ہوئے دیکھا۔

امام مالکؒ و شافعیؒ کی دلیل: حضرت ابن عمرؓ کی دو حدیثیں، پہلی ابھی گزری جس میں مدینہ منورہ کے اندر کا آپ ﷺ کا واقعہ مذکور ہے اور دوسری حدیث خود ابن عمرؓ کے عمل سے متعلق ہے کہ صحراء میں اونٹ قبلہ رخ بٹھا کر اس کی اوٹ میں پیشاب کیا اور کہا کہ ممانعت کھلی فضا میں ہے۔
جمہور کے دلائل:

۱..... حضرت ابویوب الانصاریؓ کی مشہور حدیث جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ہم شام گئے، وہاں بیت الخلا قبلہ رخ بنے ہوئے تھے، ہم ان میں جانب قبلہ سے ہٹ کر بیٹھے اور کھل اہتمام نہ ہو سکے پر اللہ تعالیٰ سے استغفار بھی کرتے۔ [ترمذی شریف] یہ واقعہ شہر کے اندر کا ہے۔

۲..... باب کی وہ متعدد احادیث جن میں مطلقاً ”لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَعْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَلَا بَغَائِظٍ“ فرمایا گیا اور شہر اور صحراء کا فرق نہیں کیا گیا۔
جوابات:

۱..... اہل خواہر کی استدلال حدیث جابرؓ کا کفر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اس میں دوراوی محمد بن اسحاق اور ثوبان بن صالح ضعیف ہیں، تو ضعیف حدیث سے صحیح احادیث کا کیسے تقابل کیا جاسکتا ہے؟ نیز اس میں وہ احتمالات بھی ہو سکتے ہیں جو آگے حدیث ابن عمرؓ میں بیان ہوں گے۔

۲..... امام احمدؒ کی دلیل کا جواب یہ کہ یہ ایک جزئی واقعہ ہے جس میں کئی سارے احتمالات موجود ہیں، مثلاً (۱) حضرت ابن عمرؓ نے اچھی طرح نہیں دیکھا ہوگا بلکہ اتفاقی نظر پڑ گئی ہوگی کیونکہ ایسے وقت میں کسی کو نظر جما کر دیکھنا اچھا نہیں سمجھا جاتا بالخصوص حضور نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھنا، اور اچکتی نگاہ سے کسی واقعہ کا مکمل جائزہ مشکل ہے۔ (۲) عین ممکن ہے کہ استقبال قبلہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت ہو کسی اور کے لئے یہ جائز نہ ہو، کیونکہ آپ ﷺ کا فضلہ پاک تھا اور زمین اس کو نگل جایا کرتی تھی جبکہ ممانعت فضلہ کے ناپاک ہونے کی بناء پر ہے۔

(۳) نبی کریمؐ کی ہمت تنزیہی پر محمول ہے اور آپ ﷺ کا عمل بیان جواز کے لئے تھا۔

۳..... امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے حضور اکرم ﷺ کے استقبال قبلہ والے عمل سے استدلال

کیا جس کا جواب ابھی گذرا، اور ابن عمرؓ کے عمل کو بھی پیش کیا ہے، اس کا جواب یہ ہے:

۱- اس روایت کی سند میں حسن بن ذکوان موجود ہیں جو نہایت ضعیف راوی ہیں۔

۲- مرفوع حدیث کے مقابلے میں موقوف روایت نہیں پیش کی جاسکتی ممکن ہے یہ ابن عمرؓ کا اپنا اجتہاد ہو، نیز اس میں جواز کے لئے جو علت بیان کی گئی ہے وہ کھلی فضا میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ ہر جگہ پہاڑ اور بڑے بڑے درختوں ٹیلوں کی رکاوٹ موجود ہے جبکہ آپؐ کھلی فضا میں جواز کے قائل نہیں ہیں۔

مسئلہ جمہور کی وجوہ ترجیح:

(۱) جمہور کے دلائل خصوصاً حدیث ابی ایوبؓ اصح مافی الباب اور کلی ہیں جبکہ فریق مخالف کے دلائل جزئی واقعات پر مبنی ہیں۔

(۲) جمہور کے دلائل قولی احادیث اور مد مقابل کے دلائل فعلی احادیث ہیں، تعارض کے وقت قولی احادیث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

(۳) جمہور کے دلائل حرمت پر دال ہیں اور مد مقابل کے میخ پر، ترجیح محرم کو حاصل ہوتی ہے۔

(۴) استقبال واستدبار سے ممانعت کی اصل وجہ کعبۃ اللہ کی بے حرمتی ہوتا ہے جو شہر و آبادی اور صحراء و فضا سب جگہ موجود ہے لہذا دونوں میں فرق کرنا خلاف اصل ہوا۔

انہی وجوہ ترجیح کی بناء پر قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے مالکی، ابن القیمؒ نے حنبلی اور ابن حزمؒ نے ظاہری ہونے کے باوجود اس مسئلے میں جمہور کے قول کو اختیار کیا ہے۔

[معارف السنن: ۹۲/۱-۹۳]

دوسرا مسئلہ: اگر بیت الخلاء میں داخل ہونے سے دعا پڑھنا بھول جائے تو اندر داخل ہونے کے بعد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اقوال درج ذیل ہیں۔

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک شرمگاہ کھولنے سے پہلے زبان سے پڑھنا جائز ہے۔

(۲) جمہور علماء و ائمہ ثلاثہ کے نزدیک زبان سے پڑھنا ممنوع البتہ دل ہی دل میں نیت کر سکتا ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل: حدیث انسؓ کے ظاہری الفاظ "اذ داخل الخلاء" یعنی لفظ دخول ہے۔

جمہور کا جواب: لفظ دخول کے معنی ارادہ دخول ہے نہ کہ اندر داخل ہو جانا؛ کیونکہ:

۱..... بخاری شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”اِذَا ارَادَ أَنْ يَدْخُلَ“۔

۲..... فعل بول کر فعل کا ارادہ مراد لینا کلام عرب میں مستعمل ہے؛ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ إِذَا أَرَدْتُمْ الْقِيَامَ لِلصَّلَاةِ﴾۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا بیان

۷۹..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَالَ

قَائِمًا فَلَا تَصَدِّقُوهُ؛ مَا كَانَ يُبُولُ إِلَّا جَالِسًا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا أَبَا دَاوُدَ،

وَأِسْنَادُهُ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو تم سے یہ بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے

کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے تو تم اس کی تصدیق مت کرنا؛ آپ ﷺ کبھی بھی پیشاب کرتے تھے۔

(ابوداؤد کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۸۰..... وَعَنْ حَدِيثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ سُبَاطَةُ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا

ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَبَجَّعَهُ، بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کو کچھ لوگوں کے کوڑا کرکٹ پر آئے

اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا پھر آپ نے پانی منگوایا تو میں آپ کے پاس پانی لے کر حاضر ہوا پس

آپ نے وضو فرمایا۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۸۱..... وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ أُسْلِمْتُ. رَوَاهُ

الْبُزَارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَجَالُهُ يَفَاقُ.

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نے اسلام قبول کیا (اس کے بعد سے) میں نے کھڑے ہو کر (کبھی) پیشاب نہیں کیا۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور بیہوشی نے کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں)

دو حدیثوں میں رفع تعارض: باب کی حدیث عائشہؓ میں مطلقاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی نفی ہے جبکہ حدیث حذیفہؓ میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ثبوت ہے؟ تطبیق اس طرح ہوگی کہ حضرت عائشہؓ اپنے علم کے مطابق گھر کا عام معمول بیان کرنا چاہتی ہیں اور عادتاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی نفی کر رہی ہیں، جبکہ حضرت حذیفہؓ ایک سفر کا جزئی واقعہ بیان کر رہے ہیں۔

مسئلۃ الباب: کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا حکم!

(۱) حنابلہؒ والکلیہ کے نزدیک ایک قید کے ساتھ بول قائماً بلا کراہت جائز ہے وہ یہ کہ پیشاب کے چھینے پڑنے اور کشف عورت کا اندیشہ نہ ہو اگر اندیشہ ہو تو ان کے نزدیک بول قائماً جائز نہیں۔ بعض حضرات نے امام احمدؒ کا مذہب مطلقاً جواز لکھ دیا ہے، وہ صحیح نہیں ہے۔

(۲) حنفیہ وشافعیہ اور جمہور کے نزدیک بول قائماً مطلقاً مکروہ ہے الا بعد۔

حنابلہ و مالکیہ کی دلیل: حدیث حذیفہؓ ہے۔

جمہور کا جواب: ۱..... بول قائماً کا جواز پہلے تھا اب منسوخ ہو چکا۔

۲..... نبی کراہت تنزیہی اور آپ ﷺ کا عمل بیان جواز پر محمول ہے۔

۳..... آپ ﷺ کا عمل عذر پر محمول ہے، مثلاً (الف) گھٹنے درد کرنے کی وجہ سے اس جگہ بیٹھنا دشوار تھا۔ (ب) جگہ بیٹھنے کے قائل نہ تھی۔ (ج) پیشاب کے چھینے پڑنے کا اندیشہ تھا۔

[الدر المنصور، باختصار: ۱/۱۱۹]

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ الْمُتَنَقَّعِ جمع کئے ہوئے پیشاب کا بیان

۸۲..... عَنْ بَكْرِ بْنِ مَاعِزٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يُتَقَّعُ بَوْلٌ فِي طَسَبٍ فِي النَّيْتِ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ بَوْلٌ مُتَنَقَّعٌ، وَلَا تَبُولُونَ فِي مُفْتَسَلِكٍ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: بکر بن ماعزؓ کہا کہ میں نے عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا: گھر میں کسی برتن میں پیشاب نہ جمع کیا جائے؛ کیونکہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب جمع (کیا گیا) ہو اور تو ہرگز اپنے غسل خانہ میں پیشاب نہ کر۔ (طبرانی نے اوسط میں اس کو روایت کیا اور بیہوشی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

۸۳..... وَعَنْ أُمِّمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدْحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ كَانَ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ أَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

ترجمہ: امید بنت رقیقہؓ اپنی والدہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے لئے لکڑی کا بنا ہوا ایک پیالہ آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا ہوتا تھا آپ رات میں اس میں پیشاب کرتے تھے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے)

ترجمۃ الباب سے غرض: مصنفؒ کی غرض اس باب سے بول فی الاناء کو ثابت کرنا ہے، ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ برتن میں پیشاب کرنا ٹھیک نہیں ہے؛ لیکن ضرورت اور عذر کے احکام الگ ہوتے ہیں، لہذا ضرورت شرعاً اس کو جائز رکھا گیا۔

توضیح: پیشاب میں رفع تعارض: پہلی حدیث میں برتن میں پیشاب کر کے گھر میں نہ رکھنے کا

حکم ہے جبکہ دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ کا عمل اس کی اباحت و جواز پر دلالت کرتا ہے۔
تو اس تعارض کو دور کرنے کی کئی توجیہات کی گئیں ہیں:

۱..... زیادہ دیر نجاست و گندگی گھر میں رکھنے کی ممانعت ہے اگر رات کو پیشاب کر کے علی الصبح اس کو پھینک دیا جائے تو یہ ممانعت میں داخل نہیں ہے۔

۲..... خاص عذر کے وقت اس کی اجازت ہے عام حالات میں ممنوع۔

۳..... انبیائے کرام علیہم السلام کے فضلات پاک ہوتے ہیں لہذا ممکن ہے یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت ہو۔

بَابُ مُوجِبَاتِ الْغُسْلِ

غسل کو لازم کر دینے والی چیزوں کا بیان

۸۴..... عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذْمُومًا فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: فِي الْمَذْيِ الْوُضُوءُ وَفِي الْمَنِيِّ الْغُسْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بہت مذی والا آدمی تھا، پس میں نے نبی کریم ﷺ سے (اس بارے میں حکم دریافت کیا) تو آپ نے فرمایا: مذی (نکلنے) میں وضوء ہے اور منی (نکلنے) میں غسل ہے۔ (احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۸۵..... وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانی (یعنی غسل جنابت) تو صرف پانی (منی نکلنے) سے ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۸۶..... وَعَنْ عَتِيبَانَ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ مَعَ أَهْلِي، فَلَمَّا سَمِعْتُ صَوْتَكَ أَقْلَعْتُ فَأَغْتَسَلْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عثمان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! بے شک میں اپنی اہلہ کے ساتھ تھا تو جب میں نے آپ کی آواز سنی تو علیحدہ ہو کر غسل کر لیا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی پانی سے ہے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور بیہمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

۸۷..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شِعْبَيْهَا النَّارِيعِ ثُمَّ جَهَلَهَا فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ: وَإِنْ لَمْ يُنْزَلْ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے پھر اس سے جماع کر لے تو تحقیق غسل واجب ہو گیا (شیخین نے اس کو روایت کیا اور احمد و مسلم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے ”اگر چہ انزال نہ ہوا ہو“)

۸۸..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شِعْبَيْهَا النَّارِيعِ ثُمَّ مَسَّ الْخِطَانِ الْخِطَانِ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے پھر شرمگاہ شرمگاہ سے مل جائے (جماع ہو جائے) تو تحقیق غسل واجب ہو گیا۔ (احمد، مسلم اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۸۹..... وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِلَةَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَمَّا يُوجِبُ الْغُسْلُ مِنَ الْجِمَاعِ، وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، وَعَنْ مَا يَجْعَلُ مِنَ الْحَائِضِ؟ فَقَالَ مُعَاذٌ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: إِذَا جَاوَزَ الْخِطَانُ الْخِطَانِ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ، وَأَمَّا الصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَمَنْ تَوَضَّعَ بِهِ، وَأَمَّا مَا يَجْعَلُ مِنَ الْحَائِضِ فَبِإِنَّهُ يَجْعَلُ مِنْهَا مَا فَوْقَ الْإِزَارِ

وَاسْتَعْفَاهُ عَنْ ذَلِكَ أَفْضَلُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُ هَذَا حَسَنٌ.

ترجمہ: عبدالرحمن بن عائدؒ نے کہا: ایک شخص نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سوال کیا جماع سے غسل لازم کر دینے والی چیز کے بارے میں اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے (طریقے کے) بارے میں اور حائضہ عورت سے کتنا فائدہ اٹھانا جائز ہے؟ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے (بھی) رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا: جب شرمگاہ شرمگاہ سے آگے بڑھ جائے تو غسل واجب ہو جائے گا اور ہا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا تو تو اس کو اپنے کندھوں پر ڈال کر اوڑھ لے اور ہا کتنا حائضہ سے فائدہ اٹھانا جائز ہے تو اس سے شلوار سے اوپر اوپر فائدہ اٹھانا جائز ہے اور (البتہ) اس سے بھی بچنا افضل ہے۔ (طبرانی نے کبیر میں اس کو روایت کیا اور بیہوشی نے کہا کہ اس حدیث کی سند حسن ہے)

۹۰..... وَعَنْ أَنَسِ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْفَتَيَا التَّبِي كَانُوا يَقُولُونَ: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً تَحْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رُخْصَةً يَهَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرْنَا بِالْأُغْتِسَالِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فتویٰ جو لوگ کہتے ہیں کہ پانی پانی سے ہے ایک رخصت تھی جو رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے اسلام میں دے رکھی تھی پھر آپ نے ہمیں غسل کا حکم دیا۔ (احمد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۹۱..... وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ امْرَأَةً أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلِ إِذَا هِيَ اخْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: نَعَمْ، إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ام سلیمؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ حق بات سے نہیں شرماتا، (تو) کیا عورت

پر غسل (لازم) ہے جب اسے احتلام ہو جائے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جب وہ پانی دیکھ لے۔ (شعبنی نے اس کو روایت کیا)

۹۲..... وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَسَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ: لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتَّى تَنْزِلَ كَمَا أَنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ حَتَّى يَنْزِلَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عورت کے بارے میں پوچھا جو خواب میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے (کیا اس پر غسل لازم ہے)؟ تو آپ نے فرمایا: عورت پر غسل نہیں ہے یہاں تک کہ انزال ہو جائے جیسے کہ مرد پر غسل نہیں یہاں تک کہ انزال ہو جائے۔ (احمد، ابن ماجہ، نسائی اور ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۹۳..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ذَلِكَ عَرُوفِي وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَذَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَأَغْتَسِلِي وَصَلِّي. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو (دم) استحاضہ آتا تھا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے (اس بارے میں) پوچھا؟ تو آپ نے فرمایا: وہ تو ایک رگ ہے حیض نہیں ہے، پس جب حیض آجائے تو تو نماز چھوڑ دے اور جب وہ (حیض) چلا جائے تو غسل کر کے نماز پڑھ لے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: احادیث باب میں چار فقہی مسائل کا ذکر ہیں:

پہلا مسئلہ: احتلام کے موجب غسل ہونے کے لئے خروج منی ضروری ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔
دوسرا مسئلہ: انقطاع حیض پر عورت کے ذمہ غسل فرض ہے۔ یہ دونوں مسئلے متفق علیہ ہیں۔
تیسرا مسئلہ: جماع میں خروج منی (انزال) سے غسل فرض ہے یہ متفقہ حکم ہے مگر اکسال (ادخال شفعہ بلا انزال) سے غسل فرض ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں دو اقوال ہیں:

(۱) داؤد ظاہری کے نزدیک اکسال سے غسل لازم نہیں۔

(۲) جمہور علماء سلفاً و خلفاً غسل کو لازم قرار دیتے ہیں۔

داؤد ظاہری کی دلیل: حدیث ابوسعید خدریؓ ”الماء من الماء“ یعنی غسل کا وجوب خروج نمی سے ہے۔

جمہور کی دلیل: مشہور حدیث ”اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل“ اور باب کی حدیث نمبر ۸۸، ۸۹۔

بیان واقعہ اور داؤد ظاہری کو جواب:

صحابہ کرامؓ میں انصاری ایک جماعت اکسال سے عدم وجوب غسل کی قائل تھی، ان کے پیش نظر ”الماء من الماء“ والی حدیث تھی، اور مہاجرین کی ایک جماعت کے پیش نظر حدیث ”اذا التقى الختانان.....“ الخ اور ”اذا جاوز الختان الختان.....“ الخ تھی اس لئے وہ وجوب غسل کی قائل تھی۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کی مجلس میں گفتگو ہو رہی تھی، یہ دونوں جماعتیں اختلاف کر رہی تھیں، جس پر حضرت عمرؓ نے اختلاف نمٹانے کے لئے اس مسئلہ پر امہات المؤمنینؓ بالخصوص حضرت عائشہؓ کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے مسئلہ کی تحقیق دریافت کی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شَعْبَيْهَا الْأَرْبَعُ ثُمَّ مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.“ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس حدیث کے پیش نظر اکسال سے وجوب غسل کا فیصلہ صادر کر دیا۔ حضرت عمرؓ کے فیصلہ کے بعد اکسال سے وجوب غسل پر اجماع ہو گیا تھا سوائے داؤد ظاہری کے اور ان کے اختلاف کی اب پرواہ نہیں۔

باقی جمہور کی جانب سے ”الماء من الماء“ کے متعدد جواب دیئے گئے ہیں، مثلاً:

۱..... یہ حدیث اب منسوخ ہے؛ لحدیث ابی بن کعب: ”الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً كَمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ بِهَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرْنَا بِالْإِغْتِسَالِ.“

۲..... ابن عباسؓ کے بقول یہ حکم صرف احتلام کے لئے ہے اور اب بھی باقی ہے۔

۳..... مباشرت فی مادون الفرج پر محمول ہے جس میں بالاتفاق انزال شرط ہے۔

چوتھا مسئلہ: بجماعت حیض عورت سے استماع کی حد کیا ہے؟

اس کی تین صورتیں ہیں، جن کا حکم درج ذیل ہے:

۱..... مباشرت فاحشہ یعنی جماع، یہ بالاتفاق حرام ہے۔

۲..... ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے بالاتفاق جائز ہے۔

۳..... ناف اور گھٹنے کے درمیان مختلف فیر ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور ائمہ ثلاثہ و ابو یوسفؒ کے نزدیک ناجائز۔

امام احمد رحمہ اللہ کی دلیل: حدیث ”اصنعوا کل شیء الا النکاح“۔

جمہور کی دلیل: حدیث معاذؓ ”یحل منها ما لوق الا زار“۔ اور امام احمد رحمہ اللہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں جماع سے مراد دوائی جماع ہے لہذا اجماع و دوائی دونوں حرام ہوئے۔

بَابُ صِفَةِ الْغُسْلِ طَرِيقَةُ غَسْلِ كَابِیَانِ

۹۴..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْحَتَايَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَفْرُغُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ قُرْجَهُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَلَأَ فَيَدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أَصُولِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنَّ قَلْبَهُ اسْتَبْرَأَ حَقْنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَقَنَاتٍ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ جب جنابت سے غسل کرتے تو دونوں ہاتھ دھونے سے ابتداء کرتے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر استبراء کرتے اور اپنی انگلیوں کو بالوں کی جڑوں میں داخل کرتے یہاں تک کہ آپ سمجھ لیتے کہ آپ فارغ ہو گئے (یعنی بالوں کی جڑیں تر ہو گئیں پھر) اپنے مبارک سر پر تین چلو پانی بہاتے، پھر پورے جسم پر پانی بہاتے، پھر (آخر میں) اپنے پاؤں دھوئے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۹۵..... وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غَسَلًا فَسَرَتْهُ بِشَوْبٍ وَصَبَّ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهَا، ثُمَّ صَبَّ بِمِجْنَبِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا، ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ، وَذَرَا عَيْنَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَأَقَاضَ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، فَنَازَلَتْهُ، ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ، فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا پھر میں نے آپ کے لئے کپڑے سے پردہ کیا اور آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں پر پانی بہا کر ان کو دھویا پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی بہایا اور استنجاء کیا پھر زمین پر ہاتھ رکھ کر گڑا پھر اس کو دھویا اور اسی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا مبارک چہرہ اور بازو (کہنوں تک ہاتھ) دھوئے پھر اپنے سر مبارک پر پانی ڈالا اور جسم پر بہا دیا، پھر (اس جگہ سے) بٹے اور اپنے قدموں کو دھویا تو میں نے آپ کو کپڑا پیش کیا تو آپ نے اس کو نہیں لیا اور ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے چلے گئے۔ (شئین نے اس کو روایت کیا)

۹۶..... وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَنْفَرًا أَيْسَى أَفَأَنْقُضَهُ لِفَهْلٍ الْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ: لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَحْجِيَ عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ حَيَّاتٍ، ثُمَّ تُفَيِّضِينَ عَلَيْكَ الْمَاءَ فَتَطْهَرِينَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک میں ایک ایسی عورت ہوں کہ میں اپنے سر کی میٹھیاں سختی سے باندھتی ہوں تو کیا میں غسل جنابت کے لئے کھلوں؟ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، تمہیں تو اتنا کافی ہے کہ اپنے سر پر تین چلو (پانی) ڈال لو پھر اپنے اوپر (پورے بدن پر) پانی بہا لیا کرو تو تم پاک ہو جاؤ گی۔ (مسلم نے روایت کیا)

۹۷..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: وَكَانَتْ حَائِضًا - أَتَقِضِي شُغْرَكَ وَاغْتَابِلِي. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا جب وہ

حالتِ حیض میں تھیں کہ اپنے بالوں کو کھول لو اور غسل کر لو۔ (امین ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۹۸..... وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عَمِيرٍ قَالَ: بَلَغَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضَ رُءُوسَهُنَّ. فَقَالَتْ: أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَخْلِقْنَ رُءُوسَهُنَّ الْقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَمَا أَرِيدُ عَلَى أَنْ أَفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ أَفْرَاقٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: عبید بن عمرؓ نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جب وہ (عورتیں) غسل کریں تو اپنے سروں (کے بالوں) کو کھول لیا کریں تو آپؐ فرمانے لگیں کہ وہ انہیں یہ حکم کیوں نہیں دے دیتے کہ وہ اپنے سروں کو (بی) منڈا لیں! تحقیق میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، اور میں اپنے سر پر تین چلو (پانی) ڈالنے سے زیادہ کچھ نہیں کرتی تھی۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۹۹..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بِنَاءِ الْفُغْسِلِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ غسل کرنے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۰۰..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلِي وَاحِدٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی ازواج کے پاس ایک غسل سے چکر لگایا کرتے تھے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۰۱..... وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مُوَلَّى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ، فَأَغْتَسَلَ عَنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُسْلًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ أَغْتَسَلْتُ غُسْلًا وَاحِدًا! فَقَالَ: هَذَا أَطَهَرُ وَأَطْيَبُ. رَوَاهُ

أَحْمَدُ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ ہیں، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات اپنی ازواج کے پاس چکر لگایا اور ان میں سے ہر ایک کے ہاں غسل کیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ایک مرتبہ ہی غسل کر لیتے! تو آپ نے فرمایا کہ یہ (بار بار غسل کرنا) زیادہ پاکیزگی اور زیادہ صفائی ہے۔ (احمد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: اس باب میں غسل سے متعلق آٹھ مسائل مذکور ہیں۔

پہلا مسئلہ: غسل کے فرائض کیا ہیں؟ اس سلسلے میں تین اقوال ہیں:

۱..... حنفیہ کے نزدیک غسل کے فرائض تین ہیں: (۱) کھلی کرنا۔ (۲) ناک میں پانی میں ڈالنا۔ (۳) پورے بدن پر پانی بہانا۔

۲..... امام شافعیؒ و احمدؒ کے یہاں ان تین فرائض کے علاوہ نیت کرنا بھی فرض ہے۔

۳..... امام مالکؒ کے نزدیک مذکورہ چار فرائض کے علاوہ دلک ”بل کر دھونا“ بھی فرض ہے۔
دوسرا مسئلہ: غسل کے شروع میں وضوء کا حکم!

جمہور کے نزدیک یہ وضوء سنت اور داؤد ظاہری کے یہاں واجب ہے۔

تیسرا مسئلہ: غسل کے شروع میں وضوء کے اندر پاؤں کب دھونے چاہئیں؟

رفع تعارض: اس سلسلے میں باب میں دو حدیثیں وارد ہیں ایک حدیث عائشہؓ جس میں ”وضوءہ للصلاة“ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں ساتھ ساتھ دھو لینے چاہئے اور دوم حدیث میمونہؓ جس میں ”ثُمَّ تَنَحَّى فَفَسَلَ قَدَمَيْهِ“ کے جملہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعد میں پاؤں دھوئے، اب تعارض کے دفع کے سلسلے میں فقہاء کے اقوال دو دلیل حسب ذیل ہے۔
(۱) امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک وضوء کے دوران ہی پاؤں دھو لینے چاہئے۔ یہ حضرات حدیث عائشہؓ ”ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ“ کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۲) احتاف کے نزدیک دونوں حدیثوں کے مفہوم پر بطور تطبیق عمل افضل ہے اس طور پر کہ اگر اس جگہ پانی جمع ہوتا ہو تو بعد فراغت اونچی جگہ کھڑے ہو کر پاؤں دھو لے ورنہ دوران وضو دھو لے۔
چوتھا مسئلہ: قبل غسل وضو میں مسح راس کا حکم!

اکثر روایات کے پیش نظر ائمہ اربعہ و جمہور مسح راس کے قائل ہیں لیکن اگر کسی نے دوران وضو مسح نہیں کیا تو غسل میں پورے بدن پر پانی بہا لینا کافی ہے۔

پانچواں مسئلہ: بعد وضو غسل تولیہ کا حکم اور رفع تعارض!

باب کی حدیث میمونہ "فَسَاوَلْتُهُ" فَوَبَّاهُ فَلَمْ يَأْخُذْہُ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تولیہ ملنے پر بھی استعمال نہیں کیا بلکہ یونہی مبارک ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے چلے گئے، اور حدیث عائشہ "كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خِصْرَةً يَنْشِفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوءِ" اور حدیث معاذ "كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَشَافَةٌ يَنْشِفُ بِهَا غَسَالَهٖ وَجْهَهُ" کے مطابق آنحضرت ﷺ کے لئے بعد غسل وضو اعضاء خشک کرنے کے لئے ایک تولیہ مخصوص تھا۔ [الدر المنصور] جمہور کے نزدیک تطبیق کی صورت یہ ہے کہ تولیہ کا استعمال جائز و مباح ہے [کافی "رحمة لامة" ص ۱۶] اور حدیث میمونہ میں تولیہ نہ لینا یا جان جواز پر محمول ہے یا خشک حاصل کرنے کی غرض سے ایسا کیا۔

چھٹا مسئلہ: غسل میں عورت کے مفعور (بے ہوئے بالوں) کا حکم!

اس سلسلے میں اقوال درج ذیل ہیں:

(۱) امام احمدؒ کے نزدیک غسل حیض و نفاس میں ان کا کھولنا ضروری ہے اور غسل جنابت میں نہیں۔

(۲) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فقط بالوں کی جڑوں تک پانی کا پہنچانا اور اچھی طرح تر کرنا کافی ہے۔

امام احمدؒ کی دلیل: حدیث عائشہ (نمبر ۹۷) "أَقْضَيْ شَعْرَكَ وَاعْتَبِلِي"۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: حدیث ام سلمہ "إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَخْشِي عَلَى رَأْسِكَ فَلَا تَحْشَايَ" اور حدیث عائشہ (نمبر ۹۸) "وَمَا أَرِيدُ عَلَى أَنْ أَقْرِغَ عَلَى رَأْسِي فَلَا تَحْشَايَ"۔

جس میں انہوں نے ابن عمرؓ پر اس مسئلہ میں تکبر بھی کیا ہے۔

رفع تعارض: فریقین کی مستدل احادیث کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ امام احمد کی مستدل حدیث عائشہ کو احتیاب پر اور دیگر حدیثوں کو بیانِ جواز پر محمول کیا جائے۔ چونکہ عورتوں کو سر کے گوندھے ہوئے بال کھولنے میں مشقت ہوتی ہے اس لئے ان کے حق میں تخفیف کی گئی۔ ساتواں مسئلہ: غسل کے بعد وضو بالاتفاق مستحب ہے، واجب نہیں۔

آٹھواں مسئلہ: نابین البجائین غسل کا حکم!

رفع تعارض: ایک مرتبہ جماع کے بعد اگر دوسری بار قصد ہو تو اس کے لئے غسل کرنا ضروری نہیں جیسا کہ حدیث انسؓ (نمبر ۱۰۰) میں مذکور ہے، ہاں مستحب ہے جیسا کہ حدیث ابو رافعؓ (۱۰۱) میں مذکور ہے۔

بَابُ حُكْمِ الْجُنُبِ جنبی کے حکم کا بیان

۱۰۲..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ
ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم ﷺ جب بحالتِ جنابت سونے کا ارادہ فرماتے تو استنجاء کرتے اور ایسا وضوء کرتے جیسا کہ نماز کے لئے کرتے تھے۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۱۰۳..... وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ! أَيْرُقْدُ أَحَدَنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ
ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے بحالتِ جنابت سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں جب وہ وضوء کر لے۔
۱۰۴..... وَعَنْ عُمَارِ بْنِ يَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخِصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ

وَالْتَرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غنمی کو جب وہ کھانا پینا چاہے اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ نماز جیسا وضوء کر لے (پھر کھائی لے)۔
(احمد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۱۰۵..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسَامَ وَهُوَ جُنُبٌ قَوْضَاءُ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ قَالَتْ: غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سحرت جنابت سونے کا ارادہ کرتے تو وضوء کر لیتے اور جب کھانے پینے کا ارادہ ہوتا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ آپ اپنے مبارک ہاتھوں کو دھو لیتے پھر کھاتے پیتے۔ (نسائی نے بروایت کیا اور سند صحیح ہے)

۱۰۶..... وَعَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَطْعَمُ. رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: آپ ہی نے فرمایا: نبی کریم ﷺ جب جنابت کی حالت میں کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے مبارک ہاتھوں کو دھو لیتے پھر کھاتے تھے۔ (ابن خزیمہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۰۷..... وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَأَيْكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو اور کتا ہو اور غنمی ہو۔ (ابوداؤد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۰۸..... وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَحَسَنَةُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَآخَرُونَ.

ترجمہ: آپ ہی نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن پڑھاتے تھے جب تک کہ جنبی نہ ہوتے

تھے۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن کہا اور ابن حبان اور دوسروں نے اس کو صحیح کہا)

۱۰۹..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ. ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں مسجد کو حائضہ اور جنبی کے حلال قرار نہیں دیتا۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

۱۱۰..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ، فَأَنْسَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَأَغْتَسَلْتُ، ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: مُبَحَّانِ! إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی جبکہ میں جنبی تھا، پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں آپ کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ آپ (ایک جگہ) بیٹھ گئے، پھر میں (وہاں سے) آہستہ سے نکل گیا اور گہرا کر غسل کیا پھر میں (آپ کے پاس دوبارہ) گیا جبکہ آپ (وہیں) بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تم کہاں (چلے گئے) تھے؟ تو میں نے آپ سے بات عرض کر دی۔ اس پر آپ نے فرمایا: اللہ پاک ہے، بے شک مومن ناپاک نہیں ہوتا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

مسئلہ الباب: اس باب کے تحت پانچ فقہی مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ: غسل جنابت میں بلا وجہ تاخیر مناسب نہیں، اور جنبی حکماً ناپاک ہے نہ کہ ھیثم۔ اس کے ساتھ ملنا بیٹھنا، کھانا پینا درست ہے۔ کئی حدیث علیؑ (نمبر ۱۰۷) و حدیث ابو ہریرہؓ (نمبر ۱۱۰) دوسرا مسئلہ: جنبی کے لئے سونے سے پہلے غسل بالاتفاق ضروری نہیں، وضو کے بارے میں اختلاف ہے:

پہلا مسئلہ: غسل جنابت میں بلا وجہ تاخیر مناسب نہیں، اور جنبی حکماً ناپاک ہے نہ کہ ھیثم۔ اس کے ساتھ ملنا بیٹھنا، کھانا پینا درست ہے۔ کئی حدیث علیؑ (نمبر ۱۰۷) و حدیث ابو ہریرہؓ (نمبر ۱۱۰) دوسرا مسئلہ: جنبی کے لئے سونے سے پہلے غسل بالاتفاق ضروری نہیں، وضو کے بارے میں اختلاف ہے:

(۱) داؤد ظاہریؒ اور ابن حبیب مالکیؒ کے نزدیک وضو واجب ہے۔

(۲) جمہور علماء وائمہ اربعہؒ کے نزدیک مستحب ہے، واجب نہیں۔

فریق اول کی دلیل: ۱..... حدیث بخاری: ”قوضا واغسل ذکرک ثم نم۔“

۲..... باب کی حدیث نمبر ۲: ”نعم اذا قوضا“، یعنی اگر وضو کر لے تو سونا درست ہے۔

جمہور کی دلیل: حدیث ابوداؤد: ”کان النبی ﷺ یحنب ثم ینام ولا یمس ماء۔“

فریق اول کو جواب:

۱..... حدیث بخاری میں صیغہ امر استحباب پر محمول ہے تاکہ احادیث میں تطبیق ہو جائے۔

۲..... دوسری حدیث صحیح ابن خزیمہ میں ”نعم اذا قوضا ان شاء“ ہے، ان شاء کی قید سے

اختیار مل گیا۔

تیسرا مسئلہ: جنبی کے لئے کھانے پینے سے پہلے وضو کرنا بالاتفاق مستحب ہے، آنحضرت ﷺ

کبھی نماز کی طرح مکمل اور کبھی وضو لغوی یعنی دونوں ہاتھوں کے دھو لینے پر اکتفاء کرتے تھے۔

چوتھا مسئلہ: جنبی کے لئے قرأت قرآن کا حکم!

اس مسئلے میں ائمہ کا اختلاف درج ذیل ہے۔

(۱) داؤد ظاہریؒ کے نزدیک مطلقاً قرأت کر سکتا ہے، خواہ پوری آیت ہو یا نامکمل۔

(۲) جمہور علی الاطلاق اجازت نہیں دیتے بلکہ ان کے یہاں تفصیل ہے۔

الف: امام مالکؒ کے نزدیک فقط ایک دو آیتیں پڑھ لینے کی اجازت ہے۔

ب: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پوری آیت سے کم قرأت انا اور بطور دعا جنسی آیتیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

ج: امام شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک مطلقاً قرأت نہیں کر سکتا۔

داؤد ظاہریؒ کی دلیل: حدیث ”کان النبی ﷺ یدکر اللہ علی کل احیانہ“، یعنی

آپ ﷺ ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے، لہذا اجابت کے وقت بھی یہ مشغلہ رہتا ہوگا۔

جمہور کی دلیل: حدیث علیؒ ”کان النبی ﷺ یقرئنا القرآن مالم یکن جنباً“۔

داؤد ظاہریؒ کو جواب: (۱) قرأت قرآن اس عام حکم سے مستثنیٰ ہے حدیث علیؒ۔

(۲) ”کل احيائه“ سے ذکر کا مناسب وقت مراد ہے۔

پانچواں مسئلہ: جنبی اور حیض و نفاس والی عورت کا مسجد میں داخل ہونا!

(۱) اہل نواہر کے یہاں مطلقاً، امام شافعیؒ کے نزدیک بشرط مرور اور امام احمدؒ بشرط وضو جنبی اور

حیض و نفاس والی عورت کا مسجد میں داخلہ درست ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک مطلقاً ان لوگوں کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔

اہل نواہر کی دلیل: روایت ابن المنذر ”کان اصحاب رسول اللہ ﷺ یمشون فی

المسجد وهم جنب“۔

امام شافعیؒ کی دلیل: آیت قرآنی ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ

تَعْلَمُونَ مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا﴾ صلوٰۃ سے مراد مروج

صلوٰۃ یعنی مسجد اور عابری سبیل سے مراد دروہ یعنی گزرتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ کی دلیل: حدیث عائشہؓ ”انی لاحل المسجد لحائض ولا جنب“

اہل نواہر کو جواب: صحابہ کرامؓ ابتدائی دور پر محمول ہے بعد میں جنبی کا دخول مسجد ممنوع ہو گیا۔

امام شافعیؒ کو جواب: آیت میں ”صلوٰۃ“ سے معنی حقیقی یعنی نماز مراد ہے مسجد یعنی حجاز مراد لینے کی

صورت میں لفظ ”موضع“ محذوف ماننا پڑے گا جو کہ خلاف اصل ہے اور ”عابری سبیل“

سے مراد مسافر لوگ ہیں کہ بحالت سفر پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

بَابُ الْحَيْضِ

حیض کا بیان

۱۱۱..... عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ هَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْحَائِضِ

تَقْبِضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ: أَعَزُّورِيَّةٌ أَنْتَ؟ قُلْتُ: لَسْتُ

بِعَزُّورِيَّةٍ وَلَكِنِّي أَسْأَلُ. قَالَتْ: يُصَيِّبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ

بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: معاذہ کہتی ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا اور کہا: کیا ہوا جانکھ عورت کو کہ وہ روزہ کی قضاء کرتی ہے اور نماز کی قضاء نہیں کرتی؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: کیا تو حُرور یہ ہے؟ میں نے کہا: میں حُرور یہ نہیں ہوں بلکہ میں مسئلہ پوچھ رہی ہوں؟ تو آپ نے کہا: ہمیں یہ (حیض) آتا تھا تو روزہ کی قضاء کا کہا جاتا تھا اور نماز کی قضاء کا نہیں کہا جاتا تھا۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۱۱۲..... وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ لَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک (لمبی) حدیث میں کہا کہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت کو حیض آتا ہے تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے؟ (شعین نے اس کو روایت کیا)

۱۱۳..... وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةٍ غَائِثَةٍ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النِّسَاءُ يَخْتَلِعْنَ إِلَى غَائِثَةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِالْمَرْجَةِ فِيهَا الْكَرْمُ فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلَاةِ، فَتَقُولُ لَهُنَّ: لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ - تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَابْنُ خَالٍ تَعْلِيْقًا.

ترجمہ: علقمہ اپنی والدہ سے جو کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ تھیں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوٹی چھوٹی تھیلیاں بھیجتی تھیں جس میں روئی ہوتی اس روئی میں حیض کے خون کا زرد رنگ لگا ہوتا، وہ ان سے نماز کے بارے میں پوچھتیں، تو وہ (جواب میں) ان سے کہتیں کہ تم جلدی نہ کرو یہاں تک کہ چونے کی طرح سفیدی دیکھ لو اور ان کی مراد اس سے حیض سے پاکی ہوتی تھی۔ (مالک اور عبد الرزاق نے اس کو روایت کیا صحیح سند کے ساتھ اور بخاری نے بھی تعلیقاً)

تشریح الکلمات:

”الحیض“: لغوی اور اصطلاحی معنی ”باب نجاسة دم الحيض“ کے تحت گذر چکا ہے۔
 ”حروریہ“: حروراء کی طرف نسبت ہے جو کوفہ کے قریب ایک بستی ہے، حضرت علیؓ کے خلاف وہاں خوارج کا اجتماع ہوا تھا، اس لئے خوارج کو اس بستی کی طرف منسوب کر کے ”حروری“ کہا جاتا ہے۔

مسئلۃ الباب:

(۱) اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زمانہ حیض کی نمازوں کی قضاء واجب نہیں بخلاف صوم کے کہ اس کی قضاء واجب ہے، خوارج کا اس میں اختلاف ہے وہ نماز کی قضاء کو واجب قرار دیتے ہیں۔ جمہور باب کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں مگر خوارج قرآن و سنت کی نصوص کو اپنی عقل کے معیار کے مطابق پرکھتے تھے اور بے جا وجہیں تلاش کرنے کے خواہر تھے۔
 (۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدت حیض میں خالص سفید رنگ کے علاوہ جس رنگ کا بھی خون آئے وہ حیض ہے، وہ حدیث عائشہؓ ”حیض تسریں القصة البيضاء“ سے استدلال کرتے ہیں۔ ائمہ اثنی عشر علی اختلاف کچھ نکتوں کو دم حیض قرار دیتے ہیں اور کچھ کو اس سے خارج قرار دیتے ہیں۔

بَابُ الْأِسْتِحَاضَةِ

دم استحاضہ کا بیان

۱۱۴..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ اسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ، أَقَادَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: لَا، إِنَّمَا ذَلِكَ عَرْفَى وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ. فَإِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاعْسِلِي عَنكَ الدَّمَ وَصَلِّي. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ
 ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فاطمہ بنت ابی حبیش نبی کریم ﷺ کے پاس آئی

اور کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میں استحاضہ والی عورت ہوں پس میں پاک نہیں رہتی، تو کیا میں نماز کو چھوڑ دوں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں، یہ تو ایک رگ ہے، حیض نہیں ہے، سو جب حیض آجائے تو تو نماز کو چھوڑ دے اور جب حیض چلا جائے تو اپنے سے خون کو دھو لے اور نماز پڑھ۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا، بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اور لیکن تم نماز کو چھوڑ دو ان ایام کی مقدار میں جن میں تمہیں حیض آتا تھا پھر غسل کرو اور نماز پڑھ لو)

۱۱۵..... وَعَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حَنِيْشٍ أَمَّتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي اسْتَحَاضُ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ، فَقَالَ: لَيْسَ ذَلِكَ بِحَيْضٍ وَلَكِنَّهُ عَرَقٌ، فَإِذَا أَقْبَلَ الْحَيْضُ فَادْعِي الصَّلَاةَ عَدَدَ أَهَامِكَ الَّتِي كُنْتَ تَحْيِضِينَ، فَإِذَا أَذْهَبَتْ فَاغْتَسِلِي وَتَوَضَّعِي لِكُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (عائشہ) نے کہا کہ: بے شک فاطمہ بنت ابی حنیش نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ مجھے مہینہ دو مہینے استحاضہ (کا خون) آتا رہتا ہے، تو آپ نے فرمایا: یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ ہے، پس جب حیض آجائے تو نماز کو چھوڑ دو اتنے دن جتنے دن تمہیں حیض آتا تھا اور جب وہ (حیض کے ایام) چلے جائیں تو غسل کر لو اور (پھر) ہر نماز کے لئے وضو کر لیا کرو۔ (ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۱۶..... وَعَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ، فَقَالَ: تَدْعُ الصَّلَاةَ أَهَامَ أَقْرَانِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَاحِدًا، ثُمَّ تَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (عائشہ) نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ سے مستحاضہ عورت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دیا کرے پھر ایک مرتبہ غسل کرے (اور) پھر ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے۔ (ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تشریح الکلمات:

”الاستحاضہ“: حیض سے باب استعمال کا مصدر ہے، اور باب استعمال میں آنے کے بعد

اس کے اندر مبالغہ کا معنی پیدا ہو گیا یعنی مدت حیض سے زیادہ خون کا آنا۔
 ”جاءت فاطمة بنت ابی حمیش“ : احادیث میں چار عورتوں کا ذکر استحاضہ کے باب میں بکثرت ہوا ہے: (۱) فاطمہ بنت ابی حیث۔ (۲) زینب بنت جحش۔ (۳) حنہ بنت جحش۔ (۴) ام حبیبہ بنت جحش۔ ان سمیت گیارہ عورتوں کو دور نبوی میں استحاضہ کی شکایت تھی۔
 ”انصفحاض“ : استحاضہ مصدر سے صیغہ مجہول کے وزان پر آتے ہیں۔

استحاضہ کے اسباب: (۱) باب کی پہلی حدیث میں دم استحاضہ کا سبب ”عسری“ یعنی خارج رحم رک کو قرار دیا گیا ہے۔ (۲) ایک دوسری حدیث میں استحاضہ کو ”زُكْحَضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ“ یعنی اس کا سبب شیطان کالات مارنا قرار دیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ استحاضہ کے ذریعہ شیطان تلہسات و وساوس کا دروازہ کھل جاتا ہے، اور عورت کے لئے اپنی نماز اور طہارت کے مسائل سمجھنا اور ان پر عمل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

مسئلۃ الباب: ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مستحاضہ اور جو اس کی طرح معذور ہیں سب نماز و روزہ کرتے رہیں گے، البتہ یہ کہ آیا معذور نماز کے وقت کے اندر وضو کر کے جتنے فرائض و فوافل پڑھ سکتا ہے یا اسے ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو بنانا لازمی ہے؟
 اس بارے میں ائمہ کے اقوال درج ذیل ہیں:

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک دم استحاضہ، دم غیر معذور ہونے کی وجہ سے قیاساً ناقض وضو نہیں ہے مگر امر تعبدی کی وجہ سے استحاضہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اب مستحاضہ دو دیگر معذور ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کریں گے فرض ہو یا نفل۔

(۲) امام شافعیؒ کے نزدیک ہر فرض نماز کے وضو کرے اور جتنے چاہے نوافل ادا کرے۔
 (۳) امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ کے یہاں ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے اور وقت کے اندر اس سے جتنے چاہے فرض و نفل پڑھے۔

امام مالکؒ و شافعیؒ کی دلیل: (۱) حدیث فاطمہ بنت ابی حیث ”كُوْضِنِي لِكُلِّ صَلَاةٍ“۔
 (۲) حدیث عائشہؓ ”تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ“۔ صلوٰۃ سے مراد فرض نماز ہے۔ امام شافعیؒ نفل

کو فرض کے تابع قرار دیتے ہیں۔ اسی لئے ہر نماز کے ساتھ وضو کرنا واجب ہے۔
 امام ابو حنیفہؒ کا حکم دیکھیں: حدیث ”المستحاضۃ تنوضا لوقت کل صلاۃ“۔
 امام مالکؒ و شافعیؒ کو جواب: (۱) فاطمہ بنت ابی حنیفہؒ کی ایک روایت میں ”توضاۃ
 لوقت کل صلاۃ“ وقت کی صراحت کے ساتھ آیا ہے۔ (۲) کلام عرب میں لام کا وقت کے
 معنی میں استعمال بکثرت ہوتا ہے، مثلاً ”أتیک لصلاة الظهر“ اسی ”لوقت صلاۃ
 الظهر“ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ الشَّمْسِ﴾ اسی وقت دلولہ
 الشمس۔ (۳) حدیث عائشہؓ میں ”عند“ وقت اور ہر نماز دونوں باتوں کا احتمال رکھتا ہے۔

أَبْوَابُ الْوُضُوءِ

وضوء کے ابواب

بَابُ السَّوَاكِ

مسواک کا بیان

۱۱۷..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْلَا أَنِّي أَشَقُّ عَلَى
 أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ، وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ:
 لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ وَضُوءٍ، وَلِلْبُخَارِيِّ تَعْلِيلًا: لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ
 كُلِّ وَضُوءٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت پر
 مشقت ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ (جماعت نے
 اس کو روایت کیا، احمد کی ایک روایت میں ہے کہ میں انہیں ہر وضوء کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا، اور
 بخاری کی ایک مطلق روایت میں ہے کہ میں انہیں ہر وضوء کے وقت مسواک کا حکم دیتا)

۱۱۸..... وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: لَوْلَا أَنِّي يَشُقُّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ
 وَضُوءٍ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) نے کہا: اگر آنحضرت ﷺ کو اپنی امت کو شقت میں ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو ضرور ان کو ہر وضوء کے ساتھ مسواک کا حکم دیتے۔ (مالک نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۱۹..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: السَّوَاكُ مَطَهْرَةٌ لِلْفَمِ مَرْصَادٌ لِلرُّبِّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّسَانِيُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَابْنُ خَالٍ تَعْلِيْقًا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسواک منہ کی پاکي اور رب کی رضا (حاصل کرنے کا ذریعہ) ہے۔ (احمد اور نسائی نے صحیح سند کے ساتھ اس کو روایت کیا اور بخاری نے بھی تعلقاً)

۱۲۰..... وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَوْلَا أَنِ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ الْوُضُوءِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانٍ فِي صَحِيحِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (عائشہؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت کو شقت میں ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے وقت وضوء کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ (ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۲۱..... وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَوْلَا أَنِ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ وَضُوءٍ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت کو شقت میں ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ (طبرانی نے اس کو اوسط میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

۱۲۲..... وَعَنْ الْمِقْدَادِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسَّوَاكِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيَّ وَالتِّرْمِذِيَّ.

ترجمہ: مقداد بن شریح سے روایت ہے کہ ان کے والد نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تھے تو کس چیز سے ابتداء کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ مسواک سے۔ (بخاری اور ترمذی کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۱۲۳..... وَعَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشْوِصُ فَاَهُ بِالسَّوَاكِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔ (ترمذی کے علاوہ جماعت نے روایت کیا)

۱۲۴..... وَعَنْ هَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَالَا أُخْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنُهُ، وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ، وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيقًا.

ترجمہ: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اتنی بار روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔ (احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن کہا، اس کی سند میں کلام ہے اور بخاری نے اس کو مطلق روایت کیا ہے)

قَالَ النِّسَمِيُّ: أَكْثَرُ أَحَادِيثِ الْبَابِ تَذَلُّ عَلَى اسْتِحْبَابِ السَّوَاكِ لِلصَّائِمِ بَعْدَ الزَّوَالِ، وَلَمْ يَنْبُتْ فِي كَرَاهِيَةِ شَيْءٍ.

ترجمہ: نیوی کہتا ہے کہ باب کی زیادہ تر حدیثیں روزے دار کے لئے زوال کے بعد (بھی) مسواک کرنا مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور اس کی کراہت کے بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں۔

تشریح الکلمات:

”السواک“: بمعنی آگہ مسواک یا مصدر بمعنی مسواک کرنا۔

مسواک میں دو علیحدہ باتیں مسنون ہیں: (!) کسی بھی قابل چیز سے دانت صاف کرنا۔ (۲) مخصوص لکڑی استعمال کرنا مثلاً پیلو، بیکرو وغیرہ۔

مسواک کا حکم: ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق مسواک کرنا مسنون ہے، البتہ یہ کہ مسواک سنت

صلاۃ ہے یا سنت وضو؟ اس میں مشہور اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک سنت صلاۃ ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سنت وضو ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل: حدیث ابو ہریرہؓ "لَا مَرُفُتُهُمْ بِالسَّوَالِکِ عِنْدَ کُلِّ صَلَاةٍ۔"

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: باب کی وہ احادیث جن میں "مع کل وضوء" وارد ہے۔

امام شافعیؒ کو جواب: "عند کل صلاۃ" سے بالکل نماز کے شغل مسواک کرنا لازم نہیں آتا

جبکہ "مع کل وضوء" میں وضو کے ساتھ ساتھ مسواک کرنا سمجھ میں آتا ہے اب تطہیق کی صورت

یہ ہے کہ "عند کل صلاۃ" کا معنی "مع الوضوء عند کل صلاۃ" لیا جائے جیسا کہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی دوسری روایات میں اس کی تصریح بھی آئی ہے۔

احناف کے نزدیک اگرچہ وضو کے وقت مسواک کی زیادہ تاکید ہے لیکن اگر مسوڑھوں

سے خون نکلنے کا اندیشہ نہ ہو تو نماز کی تیاری کرتے وقت مسواک کرنا بھی مسنون ہے اسی طرح

گھر میں داخل ہونے کے بعد، جب کسی مجلس میں آنا ہو اور جب تلاوت کرنے کا ارادہ ہو تو بھی

مسواک کرنا مسنون ہے۔

دوسرا مسئلہ: روزے کی حالت میں مسواک کا حکم!

(۱) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ و احمدؒ نے نزدیک روزہ دار صبح یا شام جس وقت بھی چاہے مسواک کر سکتا ہے۔

(۲) امام شافعیؒ کے نزدیک روزہ دار کے لئے زوال کے بعد مسواک مکروہ ہے، مگر اب

متاخرین شافعیہ بھی مطلق جواز کے قائل ہیں۔ [رحمۃ الامۃ، ص: ۹۸]

امام شافعیؒ کی دلیل: حدیث "لَا یُغْلُوفُ فَمَ الصَّائِمِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْکِ" اور

غلوف یعنی روزہ دار کی منہ بدبو زوال کے بعد اٹھتی ہے، مٹواک کرنے سے اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: حدیث عامر بن ربیعہؓ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَالًا أَحْصِي بَقَسْوَلًا

وَهُوَ صَائِمٌ۔"

امام شافعیؒ کو جواب: غلوف سے مراد معدہ کی بدبو ہے جو خالی پیٹ رہنے کی وجہ سے پیدا ہوتی

ہے اور مسواک سے منہ کی بدبو زائل ہوتی ہے نہ کہ معدہ کی بدبو۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوءِ

وضوء کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان

۱۲۵..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا أَبَاهُ رَيْرَةُ! إِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، فَإِنَّ حَفَظَتَكَ لَا تَبْرَحُ تَكْتُبُ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتَّى تَحْدُثَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! جب وضوء کرنے لگو تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھا کرو کیونکہ تمہارے نگہبان فرشتے مسلسل تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے جب تک تم اس وضوء سے بے وضوء نہ ہو جاؤ۔ (طبرانی نے صغیر میں اس کو روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: وضوء کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم!

(۱) امام احمد کے نزدیک واجب اور داؤد ظاہری کے نزدیک فرض ہے۔

(۲) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت یا مستحب ہے، واجب نہیں۔

امام احمد و داؤد ظاہری کی دلیل: حدیث ”لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه“۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: حدیث ”ومن تَوَضَّأَ ولم يذكر اسم الله كان طهور الأعضاء وضوئه“

یعنی جو بسم اللہ پڑھے بغیر وضو کرے گا تو اس کے صرف اعضاء وضو سے گناہ دھلیں گے۔

حدیث میں بغیر بسم اللہ کے وضو کا بھی اعتبار کیا گیا ہے، البتہ اس کی فضیلت کم بتائی گئی ہے۔

امام احمد و داؤد ظاہری کو جواب: ”لا وضوء“ میں لائق کمال کے لئے ہے نہ کہ نفی حقیقت

کے لئے، جیسے ایک حدیث میں ہے ”لا صلاة لجار المسجد الا في المسجد“۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْوُضُوءِ

وضوء کے طریقہ کا بیان

۱۲۶..... عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى غُثْمَانَ أَنَّهُ رَأَى غُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَقْرَعَ عَلَى كَفِّهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ لِمُضْمَضٍ وَاسْتَشْرَفَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحْدِثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفْرَ لَهُ، مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ

ترجمہ: حمرانؒ سے جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے (وضوء کے لئے) ایک (پانی کا) برتن منگوایا اور (پانی کو) تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور ان دونوں کو دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ اس میں ڈالا اور کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے چہرے کو تین بار اور ہاتھوں کو کہنتوں تک تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے تین مرتبہ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایسا وضوء کیا جس طرح کہ میں نے کیا پھر اس نے دو رکعت (نماز) پڑھی (اور) ان دو رکعتوں میں اپنے جی میں باتیں نہیں کی تو اس کے پہلے کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

فقہ الحدیث: اختلاف کے نزدیک وضوء کا مسنون طریقہ وہی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا۔

بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمُضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ

ایک ہی بار میں کھلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان

۱۲۷..... عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ عَاصِمٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ

قَالَ: قِيلَ لَهُ: تَوَضَّأْنَا وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَدَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ، فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفِّ وَاحِدَةٍ، فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ، ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ رَأْسَهُ، فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَذْبَرَهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا كَانَ وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ صحابی ہیں - راوی نے کہا - ان سے کہا گیا کہ ہماری (تعلیم) کے لئے رسول اللہ ﷺ کے وضوء کی طرح وضوء کیجئے تو انہوں نے ایک برتن (پانی کا) منگایا اور اس سے اپنے ہاتھوں پر (پانی) ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا، (اور) پھر اس (برتن) میں ہاتھ ڈال کر پانی نکالا اور ایک ہی ہاتھ سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، اور اسی طرح تین بار کیا، پھر ہاتھ (برتن میں) ڈال کر پانی نکالا اور تین بار اپنا چہرہ دھویا پھر ہاتھ ڈال کر پانی نکالا اور ہاتھوں کو کہیں تک دو، دو بار دھویا پھر ہاتھ ڈال کر پانی نکالا اور اپنے سر کا کچھ کیا دونوں ہاتھوں کو (سر کے) آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے پھر فرمایا کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا وضوء تھا۔ (شیخین نے روایت کیا)

۱۲۸..... وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً، وَجَمَعَ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَأَبْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم نے ایک ایک بار وضوء کیا اور کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو جمع کیا۔ (دارمی، ابن حبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا مسنون طریقہ!

مضمضمہ اور استنشاق کے پانچ طریقے ہیں جو سب کے سب جائز ہیں:

- (۱) الوصل بثلاث غرفات یعنی ایک چلو میں پانی لے کر اس کے بعض حصہ سے مضمضمہ اور بعض سے استنشاق کیا جائے، پھر اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ کیا جائے۔

(۲) الوصل بغرفة واحدة یعنی ایک چلو میں پانی لے کر پہلے مضمضہ اور پھر اسی پانی سے استنشاق، اسی طرح اسی بچے ہوئے پانی سے دوسری اور تیسری مرتبہ کیا جائے، گویا وصل کے دو طریقے ہوئے، مثلاً غرفات اور بغرفة واحدة، پھر فصل کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) الفصل بغرفة واحدة جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک چلو پانی لے کر پہلے تین بار مسلسل مضمضہ کیا جائے اور پھر باقی پانی سے تین بار مسلسل استنشاق کیا جائے۔

(۲) الفصل بغرفتين یعنی ایک چلو پانی سے پہلے تین بار مضمضہ کر لیا جائے، پھر دوسرے چلو پانی سے تین مرتبہ استنشاق کیا جائے۔

(۳) الفصل بست غرفات یعنی تین چلو پانی تین بار مضمضہ کے لئے، اور پھر تین چلو پانی تین بار استنشاق کے لئے۔

ان پانچ صورتوں میں افضل صورت کون سی ہے اس بارے میں دو اقوال ہیں:

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی صورت یعنی الوصل مثلاً غرفات افضل ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پانچویں صورت یعنی الوصل بست غرفات افضل ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل: حدیث عبداللہ بن زید "فَمَضْمَضٌ وَاسْتِنْشَاقٌ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ"

۲..... حدیث ابن عباس "جَمَعَ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ"۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل:

۱..... اگلے باب "افضل بین المضمضۃ والاستنشاق" اور "باب ما يستفاد من الفصل" کی چاروں حدیثیں،

بالخصوص حدیث عثمانؓ علی "افردا المضمضة من الاستنشاق" جو فصل کی واضح دلیل ہے۔

۲..... قیاس: یعنی جب منہ اور ناک دو الگ عضو ہیں تو دیگر اعضاء کی طرح ان کے لئے بھی

علحدہ پانی لینا چاہئے۔

امام شافعیؒ کو جواب: سرسری جواب تو یہ ہے کہ ہماری دلیلیں اپنے مدعی پر واضح اور غیر محتمل ہیں،

جبکہ آپ کی دلیلیں محتمل ہیں، مثلاً پہلی حدیث میں "من كَفٍّ وَاحِدَةٍ" کی مراد یہ بھی ہو سکتی

ہے کہ ایک ہی پتیلی یعنی دہنی سے کُل کے لئے بھی پانی لیا پھر ناک میں ڈالتے وقت بھی اسی

سے کام لیا۔ دوسری حدیث میں تمام اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ دھونے کا ذکر ہے جو یقیناً جواز ہے نہ کہ افضل، اس لئے ”جمع بین المضمضة والاستنشاق“ بھی بیان جواز کے لئے ہو سکتا ہے۔

بَابُ فِي الْفَصْلِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ

الگ الگ کئی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنا

۱۲۹..... عَنْ أَبِي وَائِلٍ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَأَقْرَدَا الْمَضْمَضَةَ مِنَ الْإِسْتِنْشَاقِ، ثُمَّ قَالَا: هَكَذَا رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ. رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ فِي صَحَاحِهِ.

ترجمہ: ابو وائل شقیق بن سلمہ نے کہا: میں علی بن ابوطالب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا، دونوں نے تین تین بار وضوء کیا اور کئی کو ناک میں پانی ڈالنے سے علیحدہ کیا پھر کہا کہ ہم نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو وضوء کرتے دیکھا ہے۔ (ابن السکن نے اپنی صحاح میں روایت کیا)

بَابُ مَا يُسْتَفَادُ مِنْهُ الْفَصْلُ

ان روایات کا بیان جن سے مضمضہ اور استنشاق علیحدہ کرنا سمجھا جاتا ہے

۱۳۰..... عَنْ أَبِي حَيَّةٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَعَسَلَ كَفَّيْهِ حَتَّى اتَّقَاهُمَا، ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ، ثَلَاثًا وَذَرَاغِيَهُ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طَهْوَرِهِ فَشَرِبَهُ، وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: أَحَبُّتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طَهْوَرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: ابو حییہ نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضوء کیا تو اپنے دونوں گنوں کو دھویا یہاں تک کہ ان کو خوب صاف کیا پھر تین بار کئی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا، اور اپنے چہرے اور بازوؤں کو تین تین بار دھویا اور ایک بار اپنے سر کا مسح کیا، پھر دونوں پاؤں منخنوں

تک دھوئے، پھر کھڑے ہوئے اور طہارت کے نیچے ہوئے پانی کو لے کر کھڑے کھڑے ہی پی گئے، پھر فرمایا کہ میں نے تمہیں دکھانا چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کرتے تھے۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا اور صحیح کہا)

۱۴۱..... وَعَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سُبَلَ عَنِ الْوُضُوءِ فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَتَيْتُ بِمِضْطَاةٍ فَأَصْغَاَهَا عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ أَذْخَلَهَا فِي الْمَاءِ، فَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ، ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ أَذْخَلَ يَدَهُ فَأَخَذَ مَاءً اِفْتَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَذْنَيْهِ فَغَسَلَ بَطْنَهُمَا وَظَهْرَهُمَا مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَتَيْنَ السَّائِلُونَ عَنِ الْوُضُوءِ! هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان سے وضو کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے (برتن میں) پانی منگایا تو ایک لٹلا لیا گیا، انہوں نے اسے اپنے دائیں ہاتھ پر ڈالا پھر اس (ہاتھ) کو پانی میں داخل کیا اور تین بار کئی کی اور تین بار تاک میں پانی ڈالا اور تین بار اپنا چہرہ دھویا (اور) پھر تین بار دائیں ہاتھ کو دھویا اور تین بار بائیں ہاتھ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو (لوٹے میں) ڈال کر پانی لیا اور اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا، اور دونوں کانوں کے ظاہر اور باطن (اندروں اور باہر کے حصے) کو ایک بار دھویا، پھر دونوں پاؤں دھوئے، پھر کہا: وضو کے بارے میں پوچھنے والے کہاں ہیں! میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)۔

۱۴۲..... وَعَنِ الرَّبِيعِ بْنِ نَجِيحٍ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحِمْيَانِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالسَّائِلِ أَوْيَةً، فَقُلْتُ لَهُ: أَخْبِرْنِي عَنْ وَضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ كَانَ، فَلَبَّاهُ، بَلَّغْنِي أَنَّكَ كُنْتَ تَوْضِئُهُ. قَالَ: بَعَم، فَدَعَا بِوُضُوءٍ، فَأَتَيْتُ بِطَسْتٍ وَقَدَحٍ، فَوَضَعَ يَمِينَ يَدَيْهِ فَأَكْفَأَ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْمَاءِ وَأَنَعَمَ غَسَلَ كَتِفَيْهِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ، ثَلَاثًا، ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ الْيُمْنَى

فَغَسَلَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرَى ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً غَيْرَ أَنَّهُ أَمَرَهُمَا عَلَى أَذُنَيْهِ لَمْ يَسَحْ عَلَيْهِمَا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ: بِإِسْنَادِهِ، حَسَنٌ.

ترجمہ: ابو محمد راشد بن یحییٰ حوائی نے کہا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو زواویہ میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ وضوء کیسے کرتے تھے اس لئے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ان کو وضوء کراتے تھے، فرمایا: ہاں، پھر انہوں نے پانی منگایا تو ایک طشت اور پیالہ لا کر ان کے سامنے رکھا گیا پس انہوں نے پانی کو دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور ہاتھوں کو اچھی طرح دھویا، پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور تین بار اپنا چہرہ دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ نکال کر اسے تین بار دھویا پھر بایاں ہاتھ تین بار دھویا پھر اپنے سر کا ایک بار مسح کیا، البتہ انہوں نے دونوں ہاتھ کاٹھ کانوں پر پھیرے اور ان کا مسح کیا۔ (طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور بیہقی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

بَابُ تَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ

ڈاڑھی کے خلال کا بیان

۱۲۳..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهُ بِالْمَاءِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ، حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضوء کرتے تھے تو پانی سے ڈاڑھی کا خلال کرتے تھے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلہ الباب: اس باب میں وضوء میں ڈاڑھی سے متعلق دو حکم بیان ہوئے ہیں۔ پہلا مسئلہ: وضوء میں ڈاڑھی کا حکم! غسل یا مسح؟

ڈاڑھی کی دو قسمیں ہیں: خفیفہ اور کثیفہ۔ خفیفہ وہ ہے جس میں چہرہ کی کھال نظر آئے، اس میں ڈاڑھی کے بال ترک لینا کافی نہیں، بلکہ چہرہ کی جلد کو بھی پانی پہنچانا ضروری ہے۔ کثیفہ یعنی گھنی ڈاڑھی کے بارے میں ہمارے یہاں آٹھ اقوال پائے جاتے ہیں، صحیح تر قول کے مطابق ”غسل جميع اللحية فرض“ یعنی بجائے چہرہ کے خود ڈاڑھی کو دھونا فرض ہے، مگر اس

سے وہ ڈاڑھی مراد ہے جو دونوں گال اور ٹھوڑی کے بالقابل یعنی چہرے کی حد میں ہو، مسترسل یعنی ٹھوڑی سے نیچے لٹکنے والے بالوں کا دھونا ضروری ہے نہ سح۔

دوسرا مسئلہ: ڈاڑھی کے خلال کا حکم!

(۱) اہل خواہر کے نزدیک واجب ہے۔

(۲) جمہور کے نزدیک سنت یا مستحب ہے۔

اہل خواہر کی دلیل: حدیث ابو داؤد "هَكَذَا لَمُرْنِي رِبِّي" اور امر برائے وجوب یا فریضت ہے۔ جمہور کی دلیل: قرآن کریم میں فرائض وضو کے ضمن میں ڈاڑھی کے خلال کا ذکر نہیں، اسی طرح صفی وضو کی مشہور روایات میں بھی تحلیل لحيہ کا حکم نہیں، لہذا حدیث الباب سے استحباب یا سنیت ثابت ہوگی۔

اہل خواہر کو جواب: امر ہر جگہ وجوب کے لئے نہیں ہوتا، جیسے آیت ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَلُوا﴾ میں اصطاو یعنی صیغہ امر برائے وجوب نہیں۔

تحلیل لحيہ کا طریقہ: دائیں ہاتھ سے ایک چلو پانی لے کر اس کو ٹھوڑی کے نیچے ملیں اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھول کر گردن کی جانب سے ڈاڑھی کے بالوں میں داخل کر لی جائیں۔

بَابُ تَحْلِيلِ الْأَصَابِعِ

انگلیوں کے خلال کا بیان

۱۳۴..... عَنْ عَصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ. قَالَ: أَسْبَغِ الْوُضُوءَ، وَخَلِّلِ الْأَصَابِعَ، وَبَالِغِ فِي الْإِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا. رَوَاهُ الْأَزْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حُرَيْمَةَ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ الْقَطَّانِ.

ترجمہ: عاصم بن لقیط بن صبرہ سے روایت ہے کہ ان کے والد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں بتائیے، آپ نے فرمایا: اچھی طرح وضو کیا کر اور انگلیوں کا خلال کیا کر اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کیا کر مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو۔ (چاروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی، ابن خزیمہ، بخاری و ابن القطان نے اس کو صحیح کہا)

۱۳۵..... وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَحَلَّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنُ التِّرْمِذِيُّ.
ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم وضوء کرو تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔ (احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا)

مسئلۃ الباب: وضو میں انگلیوں کے خلال کا حکم!

(۱) بعض اہل ظواہر کے نزدیک تحلیل اصابع واجب ہے۔

(۲) ائمہ اربعہ کے نزدیک تحلیل اصابع مسنون یا مستحب ہے۔

اہل ظواہر کی دلیل: حدیث الباب ”حلل الأصابع“ صیغہ امر وجوب کے لئے ہے۔

جمہور کی دلیل: آیت وضو اور مشہور احادیث میں تحلیل اصابع کا ذکر نہیں۔

اہل ظواہر کو جواب: امر ہر جگہ وجوب کے لئے نہیں۔ آیت ”هُوَ إِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَبِئُوا“ کذاً کر چکی۔

قولہ ”اصْبِغْ الوضوء“ اسباب غنی الوضوء کے تین درجے ہیں۔

۱..... فرض: مقدار فرض ہر عضو کو دھونا اور سر کا مسح کرنا۔

۲..... سنت: اعضاء مشرکہ کو تین تین بار دھونا۔

۳..... احتیاب: ہر عضو کو دھونے کے بعد اس کے آگے تک پانی بہانا۔

بَابُ فِي مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ

کانوں کے مسح کا بیان

۱۳۶..... عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَقَرَفَ عُرْفَهُ فَمَسَحَ وَجْهَهُ، ثُمَّ غَرَفَ عُرْفَهُ فَمَسَحَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثُمَّ غَرَفَ عُرْفَهُ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ دَاخِلَهُمَا بِالسَّابِقَيْنِ وَخَالَفَ بَيْنَهُمَا إِلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ، فَمَسَحَ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا، ثُمَّ غَرَفَ عُرْفَهُ فَمَسَحَ رِجْلَيْهِ الْيُمْنَى ثُمَّ غَرَفَ عُرْفَهُ فَمَسَحَ رِجْلَيْهِ الْيُسْرَى. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَآخَرُونَ.

وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ مَنْدَةَ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضوء کیا چنانچہ ایک چلو (پانی) بھر اور اپنا چہرہ مبارک دھویا پھر ایک چلو (پانی) بھر اور اپنے دائیں ہاتھ کو دھویا پھر ایک چلو (پانی) بھر اور اپنا بایاں ہاتھ دھویا پھر ایک چلو (پانی) بھر اور اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا دونوں (کانوں) کے اندرونی حصہ کا شہادت کی انگلی سے اور بیرونی حصہ پر انگوٹھے کو پھیر لیا، پھر ایک چلو (پانی) بھر اور پانچا دایاں پیر دھویا پھر ایک چلو (پانی) بھر اور بایاں پیر دھویا۔ (ابن حبان اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

مسئلۃ الباب: اس باب میں دو اختلافی مسائل ہیں۔

پہلا مسئلہ: کانوں کا وظیفہ مسح یا غسل؟

(۱) داؤد دھارہی اور امام زہریؒ کے نزدیک کانوں کا وظیفہ غسل (دھونا) ہے۔

(۲) احمد اربیعہؒ کے نزدیک کانوں کا وظیفہ مسح ہے۔

فریق اول کی دلیل: آیت قرآنی ﴿فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ میں لحاظ لغوی معنی کان بھی وجہ میں داخل ہے لہذا اس کا دھونا لازم ہے۔

امام اربیعہؒ کی دلیل: حدیث ”انما الاذان من الرأس“ لہذا سر کی طرح کانوں کا بھی مسح ہوگا۔

فریق اول کو جواب: حدیث کے مقابلے میں لغوی معنی پر شرعی احکامات کا مذاکرہ نہیں ہوتا۔

دوسرا مسئلہ: کانوں کے مسح کے لئے نیاپانی لینے کا حکم!

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک کانوں کے مسح کے لئے نیاپانی ضروری ہے سر کا بچا ہوا پانی کافی نہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ و احمدؒ کے نزدیک کان سر کے تابع ہے لہذا علیحدہ پانی ضروری نہیں۔

امام شافعیؒ کی دلیل: حدیث ابو داؤدؒ ”واخذ ماء جدید الصماحیۃ“ اہی الاذنین۔

امام ثلاثہؒ کی دلیل: حدیث ”الاذان من الرأس“ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کان سر سے ہیں یعنی سر کے تابع ہیں، اور ایک حدیث میں ”واذا مسح رأسه خرجت النخاطا من اذنيه“

اس میں مسح کی نسبت سر کی طرف کی گئی اور گناہ دھلنے کا نشان کاٹوں کو قرار دیا۔
اما ہشامی کو جواب: تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ”واخذوا جدیدا“ والی حدیث کو اٹلی خشک ہو جانے کی صورت پر محمول کر دیا جائے۔

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوءِ

وضوء میں دائیں طرف سے ابتداء کرنا

۱۲۷..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَأَبْدَأُوا بِمَآئِمِنِكُمْ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَعَصَمَةُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم وضوء کرو تو اپنے دائیں طرف (والے اعضاء) سے شروع کرو۔ (چاروں نے اس کو روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

مسئلۃ الباب: جوا اعضاء دو ہیں ان میں داہنے طرف سے شروع کرنا مستحب ہے۔ حضور پاک ﷺ ہر ایسے کام کی ابتدا دائیں جانب سے کرنے کو پسند کرتے تھے۔

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ الْفَرَاعِ مِنَ الْوُضُوءِ

وضوء سے فارغ ہو کر کیا دعا پڑھے

۱۲۸..... عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيَبْلُغُ أَوْ يُسْبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ، وَرَسُولُهُ، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَزَادَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ.

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہیں

جو وضو کرے اور (وضو میں) برابر کھڑے یا (فرمایا) اچھی طرح وضو کرے پھر کہے: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ، وَرَسُولُهُ" مگر یہ کہ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مسلم اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ)

مسئلۃ الباب: ایک روایت میں شہادتین کے بعد "اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين" کا اضافہ بھی ہے، لہذا مکمل دعا پڑھ لینی چاہئے۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کا بیان

۱۳۹..... عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسْجِدٍ فَأَمْسَحَ بِإِصْبَعِ خُفِّهِ، فَقَالَ: دَعُوهُمَا، فَإِنِّي أَذْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ، فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. رَوَاهُ الشُّعْبَانِ

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں ایک سفر میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا پھر (جب آپ وضو کرنے لگے تو) میں جھکا تا کہ آپ کے موزے اتاروں تو آپ نے فرمایا کہ چھوڑ دو کیونکہ ان کو طہارت پر پہنا تھا پھر آپ نے ان دونوں پر مسح کیا۔ (بخاری)

۱۴۰..... وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَتْ: عَلَيْكَ يَا ابْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَاسْأَلْهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَاقَهُ أَيَّامَ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمَسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُعْتَمِرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: شریح بن حانی نے کہا: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ان سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھوں تو آپ نے فرمایا: تم ابن ابی طالب کے پاس جاؤ کہ وہ ان

سے ہی پوچھو کیونکہ وہ سفر میں رسول اللہ کے ہمراہ ہوتے تھے، پس ہم نے ان سے (اس بارے میں) پوچھا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تین دن تین رات مسافر کے لئے اور ایک دن ایک رات مقیم کے لئے مقرر کیا ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۴۱..... وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَعَلَ لِلْمَقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَلِلْمَسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ جَرَّوْدٍ وَآخَرُونَ، وَصَحَّحَهُ الشَّافِعِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ.

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد علی الخفین کے بارے میں مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات (مدت) مقرر فرمائی ہے۔ (ابن جرود اور دوسروں نے روایت کیا اور امام شافعی، خطابی اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

۱۴۲..... وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَا تَنْزِعَ خِفَافًا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَآخَرُونَ، وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ، وَحَسَنَهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ حکم دیتے تھے جب ہم سفر پر ہوتے کہ سوائے جنابت (کی صورت) کے ہم اپنے موزے تین دن اور تین رات تک نہ اتاریں نہ پاخانہ سے نہ پیشاب سے نہ سونے سے (یعنی آخر الذکر تین چیزوں کے بعد وضو کرتے وقت)۔ (احمد، نسائی، ترمذی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی، خطابی اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح اور بخاری نے حسن قرار دیا)

۱۴۳..... وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلَ الْخُفِّ أَوْلَىٰ بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَهْرِ خُفِّهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر دین رائے سے ہو تو موزے کے نیچے کا حصہ اوپر

کے حصے سے مسح کئے جانے کے زیادہ لائق تھا مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے موزوں کے ظاہری حصوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱۴۴..... وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخَفَيْنِ، قَالَ: ثَلَاثٌ لِلْمَسَافِرِ وَيَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيمِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں موزوں پر مسح کا حکم دیا، فرمایا کہ مسافر کے لئے تین دن (تین رات) اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے۔ (احمد نے اور طبرانی نے اوسط میں اس کو روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے راوی صحیح حدیث کے راویوں کی طرح ہیں)

مسئلۃ الباب:

مسح علی الخفین کی دو شرطیں: (۱) سہولت ایک میل چلا جا سکے۔ (۲) پانی بھی نہ چھن سکے۔ فقہی توجیہ: ”خفین“ تخفیف سے ہے، جس کی وجہ سے پاؤں کا وظیفہ غسل سے تخفیف ہو کر مسح کی طرف منتقل ہو گیا۔

مسح علی الخفین کی مشروعیت اور ثبوت:

علماء نے لکھا ہے کہ مسح علی الخفین اس امت کی خصوصیات میں سے ہے، جیسا کہ حضور پاک ﷺ کے ارشاد گرامی ”صلوا فی خفافکم؛ فان الیہود لا یصلون فی خفافہم“ شیعہ روافض اور خوارج کے علاوہ پوری امت کا اس بات کے اوپر اتفاق ہے کہ مسح علی الخفین مطلقاً جائز ہے خواہ سفر ہو یا حضر، کسی ضرورت سے ہو یا بلا ضرورت، مرد و عورت سب کے لئے حکم ہے۔

شیعہ روافض کی دلیل: حضرت علیؓ مسح علی الخفین کے قائل نہ تھے۔

خوارج کی دلیل: کتاب اللہ میں غسل رجليں کا حکم ہے، مسح علی الخفین اس کے مخالف حکم ہے۔ اہل سنت والجماعت کے دلائل:

۱..... آیت وضو و مسح و ابرؤ مسکم و ارجلکم یعنی ارجلکم کی جروالی قرأت جس کے مطابق پاؤں کا مسح ہونا چاہئے، یہ حکم موزے پہننے کے وقت ہے۔

۲..... احادیث متواترہ جو مس علی الخفین کے جواز کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں، قوی اور فعلی:

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ، ابن عمرؓ، عائشہؓ،

ابو ہریرہؓ، و دیگر صحابہ کرامؓ روایت کرتے ہیں کہ ”انہ علیہ السلام مسح علی الخفین“

(ب) حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے ”یُمسح المقیم یوم و لیلۃ و المسافر ثلاثۃ ایام

و لیلایہا“

۳..... تمام صحابہ کرامؓ مس علی الخفین کے جواز کے قائل رہے ہیں۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ میں

ستر بدری صحابہ سے ملا، وہ سب مس علی الخفین کو جائز سمجھتے تھے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں ”لیس فی

قلبی شیء من المسح علی الخفین، فیہ أربعون حدیثا عن صحابۃ النبی ﷺ

موقوفا و مرفوعا“ یعنی آپ فرماتے ہیں ”میرے دل میں مس علی الخفین کے متعلق کوئی شبہ

نہیں؛ کیونکہ اس بارے میں چالیس صحابہ کرامؓ سے مرفوع و موقوف روایتیں ہیں“۔ امام ابو حنیفہؒ

فرماتے ہیں ”ما قلت بالمسح علی الخفین حتی جاءنی فیہ مثل ضوء النهار“

میں مس علی الخفین کا قائل اسی وقت ہوا جب روز روشن کی طرح میرے سامنے اس کے دلائل

واضح ہو گئے۔ اور امام صاحب نے مس علی الخفین کو اہل سنت کی پہچان قرار دیا۔ ابن عبدالبر

فرماتے ہیں ”وہو (ای المسح علی الخفین) مذهب سائر اہل بدر و الحدیبیۃ

و غیرہم من المهاجرین و الأنصار و سائر الصحابۃ و التابعین و فقہاء المسلمین“۔

شیعہ کو جواب: بعض صحابہ کرامؓ کو اس وقت تک تردید تھا جب تک ان کے علم میں یہ نہیں آیا تھا

کہ آپ ﷺ نے ”نزول مائدہ“ یعنی آیت وضو (جس میں مشہور قرأت کے مطابق غسل

رجلین کا حکم ہے) بھی مس علی الخفین کیا ہے، جب ان کو اس کا علم ہو گیا تو پھر تردد بھی ختم ہو گیا،

چنانچہ باب کی حدیث نمبر ۱۴۰ ”جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمَسَافِرِ،

وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمَقِيمِ۔“ اور حدیث نمبر ۴۳ ”لَوْ كَانَ الَّذِينَ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلَ الْخُفِّ

أُولَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَيْهِ. ” دونوں حضرت علیؑ سے منقول ہیں۔

خوارج کو جواب: (۱) اس سلسلے میں روایات حد تو اترو کو پہنچی ہوئی ہیں جس کے ذریعہ کتاب اللہ کے کسی حکم کی تقلید یا اس کے حکم میں اضافہ ممکن ہے۔ (۲) یہ کہنا کہ مسح علی الخفین آیت وضو کے خلاف ہے غلط ہے کیونکہ آیت وضو میں ”ارجلکم“ کی دو قرأتیں مشہور ہیں، ایک بالصب جس سے غسل ثابت ہے اور یہ حالت غیر خف پر محمول ہے، دوسری بالجرجس سے مسح کا ثبوت ہے اور یہ حالت خف پر محمول ہے۔ یہی آیت قرآنی پر مکمل طور پر عمل کرنا ہے۔

مسح علی الخفین کی مدت کے بارے میں اقوال:

(۱) امام ابو حنیفہ، شافعی اور احمدؒ کے نزدیک مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات مسح کی مدت ہے۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک جب تک موزے نہ اتارے یا جنابت لاحق نہ ہو مسح کرتا رہے مقیم ہو یا مسافر۔ گویا آپ عدم توقیت کے قائل ہیں اور جمہور توقیت کے۔

امام مالکؒ کی دلیل: ابوداؤد کی دو روایتیں۔

۱..... حدیث خزیمہ بن ثابتؓ: ”وَلَهُوَ اسْتِزْدَنَاهُ لَزَادَنَا“، یعنی اگر ہم حضور ﷺ سے تین سے زیادہ کی اجازت چاہتے تو آپ ہمیں تین سے زیادہ مسح کرنے کی اجازت دیدیتے۔

۲..... حدیث ابی بن ابی عمارہؓ: انہوں نے آپ ﷺ سے ایک دن کی اجازت مسح چاہی آپ نے اجازت دی، دو دن کی چاہی آپ نے اس کی بھی اجازت دی، آگے ابی فرماتے ہیں ”حتی بلغ سبعا“، یعنی آپ ﷺ نے ہمیں سات دن تک مسح کرنے کی اجازت دی۔ ایک میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے آخر میں یہ بھی فرمایا ”ما شفت“ جب تک چاہو مسح کرتے رہو۔

جمہور کی دلیل: باب کی بیشتر احادیث بالخصوص حدیث علیؑ ”جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمَسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ۔“ یہ حدیث توقیت پر صریح ہے۔

امام مالک کو جواب:

۱..... پہلی حدیث کے اندر ”ولو استزدناہ لزدانا“ کی زیادتی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں، اگر ثابت ہو بھی تو اول یہ راوی کا اپنا گمان ہے جو صحیح و مستند روایتوں کے برخلاف ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ راوی کا مقصد نزول قرآن کے زمانہ میں مدت کی زیادتی کا سوال کرنے پر منجانب اللہ زیادتی کی امید ظاہر کرنا ہو لیکن چونکہ ایسا سوال نہیں ہوا تو مدت میں زیادتی بھی نہیں ہوئی۔

۲..... حدیث ابی بن ابی عمارہؓ کو اکثر محدثین نے ضعیف کہا ہے، اگر صحیح ہو بھی تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں اس بات کی تعلیم دی کہ مسح علی الخفین کسی زمانہ یا وقت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آدمی جب تک چاہے مسح کر سکتا ہے اس طور پر کہ قاعدے کے موافق مدت پوری ہونے پر موزے اتار کر پاؤں دھو لے اور پھر موزے پہن کر اگلی مدت تک مسح کرتا رہے۔

مسح علی الخفین کی کیفیت: مسح خفین کی اوپری جانب ہو گا یا اوپر نیچے دونوں طرف؟

(۱) امام مالک و شافعیؒ کے نزدیک اعلیٰ و اسفل دونوں طرف، اعلیٰ پر واجب اور اسفل پر مستحب۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ کے نزدیک صرف اوپری حصہ پر، اسفل پر نہ واجب نہ مستحب۔

امام مالک و شافعیؒ کی دلیل: حدیث مغیرہ بن شعبہؓ و یسند ولید بن مسلم ”فمسح اعلی الخف و اسفله“۔

امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ کی دلیل: حدیث علیؓ ”لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخَفِّ أَوْلَىٰ بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خَفَيْهِ“۔ نیز احادیث مغیرہؓ (جو ولید بن مسلم کے واسطے سے نہیں) جن کے الفاظ ”فمسح علی الخفین ظاہر ہما“۔

فریق اول کو جواب: ولید بن مسلم کی روایت کو اکثر محدثین نے ضعیف و معلول قرار دیا ہے، دوسری روایت کی روشنی میں یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اصلاً اعلی الخف پر مسح کیا ہو مگر اسفل کو روکنے کے لئے ہاتھ سے پکڑا، اس کو مسح سے تعبیر کیا گیا۔

أَبْوَابُ نَوَاقِصِ الْوُضُوءِ

وضوء کو توڑ دینے والی چیزیں

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْخَارِجِ مِنْ أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ

سبیلین میں سے نکلنے والی چیزوں سے وضوء کا بیان

۱۴۵..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَقْبَلُ صَلَاةٌ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ. قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ: مَا الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضَرَاطٌ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جو بے وضوء ہو جائے یہاں تک کہ وضوء کر لے۔ حضر موت کے ایک آدمی نے پوچھا: اے ابو ہریرہ! حدث (بے وضوء ہونا) کیا ہے؟ کہا: پھسکی یا پاد (یعنی پیچھے کے راستے سے ہوا خارج کرنا آواز کے ساتھ یا بغیر آواز کے)۔ (شخصین نے اس کو روایت کیا)

۱۴۶..... وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا، فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے اپنے پیٹ میں کوئی چیز (گڑبڑ) پائے اور وہ شک میں پڑ جائے کہ اس کے (پیٹ) سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں تو (محض شک پر) وہ ہرگز مسجد سے نہ نکلے یہاں تک کہ وہ کوئی آواز سنے یا ہوا (کا ٹکنا) محسوس کرے۔

۱۴۷..... وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا فِي حَدِيثِ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَّيْنِ: لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُونَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

ترجمہ: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مسح علی الخفین والی حدیث میں مرفوعاً روایت

ہے۔ مگر پاخانہ، پیشاب اور سونے سے (وضوء بنانے کی صورت میں الح)۔ (احمد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۴۸..... وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً لَكُنْتُ أُسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ؛ لِمَكَانِ ابْتِجَاهِ، فَأَمَرْتُ الْمَقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بہت مذی والا آدمی تھا تو مجھے شرم آتی تھی کہ (از خود) نبی کریم ﷺ سے (اس بارے میں) سوال کروں اس لئے کہ آپ کی صابزادی میرے نکاح میں تھی، چنانچہ میں نے مقداد بن اسود کو حکم کیا تو انہوں نے آپ سے پوچھ لیا تو آپ نے فرمایا: وہ اپنی شرمگاہ کو دھو لے اور وضوء کر لے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۴۹..... وَعَنْ عَائِشِ بْنِ أَنَسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى مَنَبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: كُنْتُ أَجِدُ مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً، فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ ابْنَتُهُ عِنْدِي، فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ، فَأَمَرْتُ عَمَارًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا يَكْفِي مِنْهُ الْوُضُوءُ. رَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ فِي مُسْنَدِهِ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عائشہ بن انسؓ نے کہا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کوفہ کے منبر پر سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں بہت مذی پاتا تھا تو میں نے چاہا کہ خود رسول اللہ ﷺ سے (اس بارے میں) پوچھوں مگر آپ کی صابزادی میرے نکاح میں تھیں اس لئے مجھے شرم آئی کہ خود پوچھوں تو میں نے عمار کو حکم کیا تو انہوں نے آپ سے پوچھ لیا، آپ نے فرمایا کہ اس سے تو وضوء کر لیتا کافی ہے۔ (حمیدی نے اپنی مسند میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۵۰..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ، فَقَالَ: تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَاحِدًا، ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مستحاضہ عورت کے متعلق

پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے (اور) پھر ایک مرتبہ غسل کرے (اور) پھر ہر نماز کے وقت وضوء کر لیا کرے۔ (ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: اس باب میں تین نواقض وضوء بیان ہوئے ہیں۔

پہلا ناقض: خارج من السبیلین

امام ابو حنیفہؒ، شافعیؒ و احمدؒ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خارج من السبیلین ناقض وضوء ہے خواہ معتاد ہو یا غیر معتاد۔ امام مالکؒ کے نزدیک خارج من السبیلین اگر معتاد ہے تو ناقض وضوء ہے ورنہ نہیں، مثلاً مذیٰ اور دم استحاضہ یہ جمہور کے نزدیک نصوص کے مطلق ہونے کی وجہ سے ناقض وضوء ہے اور امام مالکؒ ان سے وضوء کو امر تعبدی قرار دیتے ہیں۔

دوسرا ناقض: خروج مذیٰ، بالاتفاق ناقض وضوء ہے تفصیل ”باب ماجاء فی المذیٰ“ میں گذر چکی۔

تیسرا ناقض: دم استحاضہ، اس کا بیان بھی مفصلاً ”باب الاستحاضہ“ میں گذر چکا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ

وہ روایات جو نیند کے بارے میں وارد ہیں

وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ فِيهِ.

اور اس بارے میں صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے۔

۱۵۱..... وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

عَلَى عَهْدِهِ يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ حَتَّى تَحْقُقَ رُءُوسُهُمْ، ثُمَّ يَضَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّأُونَ.

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَأَصْلُهُ فِي مُسْلِمٍ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب آپ کے

زمانے میں عشاء کا انتظار کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ ان کے سر (نیند کی وجہ سے) جھک جاتے

تھے، پھر وہ نماز پڑھتے اور وضوء (دوبارہ) نہیں کرتے تھے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح سند کے

ساتھ اس کو روایت کیا اور اس کی اصل مسلم میں موجود ہے)

۱۵۲..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْسَ عَلَى الْمُحْتَبِي النَّائِمِ وَلَا عَلَى الْقَائِمِ النَّائِمِ وَلَا عَلَى السَّاجِدِ النَّائِمِ وَضُوءٌ حَتَّى يَضْطَجَعَ، فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ، وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِصِ: إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حالت احتباء میں سونے والے اور کھڑے ہو کر سونے والے اور سجدے کی حالت میں سونے والے پر وضوء نہیں ہے یہاں تک کہ وہ پہلو پر لیٹ جائے تو جب وہ پہلو پر لیٹ جائے تو وضوء کرے۔ (بیہقی نے معرفہ میں اس کو روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں کہا کہ اس کی سند جید ہے)

مسئلۃ الباب: نیند کے ناقض وضو ہونے کے متعلق تین مشہور اقوال یہ ہیں:

- (۱) اسحاق بن راہویہؒ اور حسن بصریؒ کے نزدیک مطلقاً ناقض وضو ہے۔
 - (۲) حضرت ابو موسیٰ اشعریؒ، سعید بن المسیبؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک مطلقاً ناقض نہیں۔
 - (۳) ائمہ اربعہؒ استرخاء مفصل (جوڑ بندھ چیلے پڑ جانا) کے ساتھ نیند کو ناقض وضو قرار دیتے ہیں، پھر ائمہ اربعہؒ کے نزدیک استرخاء مفصل کے لئے معیار کے تعین میں درج ذیل تفصیل ہے۔
- ۱..... امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز کے اندر یا نماز کے باہر قیام و قعود اور رکوع و سجود کی حالت میں جو سنت کے مطابق ہو، سونا ناقض وضو نہیں، باقی حالات میں جیسے چٹ لیٹنا یا کروٹ پر لیٹنا یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر سونا ناقض وضو ہے۔

۲..... امام شافعیؒ کے نزدیک بیٹھ کر ایسی حالت میں سونا کہ مقعد زمین پر لگا رہے ناقض وضو نہیں اور سب حالت میں ناقض وضو ہے۔

۳..... امام احمدؒ کے نزدیک صح قول کے مطابق حالت قیام و قعود میں نوم کثیر اور ان دو حالتوں کے علاوہ نوم مطلقاً ناقض ہے۔

۴..... امام مالکؒ کے نزدیک نوم کثیر مطلقاً ناقض ہے اور قلیل مطلقاً ناقض نہیں ہے۔

فریق اول کی دلیل: حدیث صفوان بن عسالؓ ”لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَيُولِ وَنَوْمٍ“ اس میں نوم کو مطلقاً ناقض قرار دیا گیا۔

فریق دوم کی دلیل: حدیث انسؓ ”كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى عَهْدِهِ يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ حَتَّى تَخْفَقَ رُءُوسُهُمْ، ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّأُونَ“ اس میں صحابہ کرامؓ کے مطلقاً نوم سے وضو نہ کرنے کا ذکر ہے۔

فریق سوم کی دلیل: حدیث ابن عباسؓ ”انما الوضوء على من نام مضطجعا؛ فإنه اذا نام استرخت مفاصله“ [ترمذی شریف]، اس میں استرخاء مفاصل کا اعتبار کیا گیا۔ پھر احسانؒ کی اپنی تشریح پر دلیل حدیث ابو ہریرہؓ ”لَيْسَ عَلَى الْمُحْتَجِّ النَّائِمِ وَلَا عَلَى الْقَائِمِ النَّائِمِ وَلَا عَلَى السَّاجِدِ النَّائِمِ وَضُوءٌ حَتَّى يَضْطَجِعَ، فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ“ ہے۔

فریق اول کو جواب: حدیث صفوانؓ میں گو قلیل و کثیر نیند کا فرق نہیں کیا گیا مگر دوسری احادیث سے اس کو استرخاء مفاصل والی نیند کے ساتھ مقید کیا جائے گا۔

فریق دوم کو جواب: مسند بزار میں حدیث انسؓ اس طرح مروی ہے کہ جن صحابہ کو گہری نیند آگئی تھی ان کو وضو کا حکم دیا گیا لہذا اس حدیث سے مطلق نوم کے غیر ناقض ہونے پر استدلال درست نہیں۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الدَّمِ

خون نکلنے سے وضوء کا بیان

۱۵۳..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَاتٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرَفْ فَلْيَتَوَضَّأْ، ثُمَّ لْيَنْ عَلَى صَلَاتِهِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَكْتَلِمُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ، وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ، وَتَقَدَّمَ حَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي بَابِ الْإِسْتِحَاظَةِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اٹھی یا کھیر یا

کرواپانی یا مذی آجائے تو اسے چاہئے کہ وہ چلا جائے اور وضوء کرے پھر اپنی نماز کی بناء کرے جبکہ وہ اس دوران بات چیت نہ کرے۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی (ایک) حدیث باب الاستحاضہ میں گزر چکی ہے)

۱۵۷..... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَغَفَ رَجَعَ فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ ثُمَّ رَجَعَ وَبَنَى عَلَى مَا قَدْ صَلَّى. رَوَاهُ الْإِسْهَقِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ جب انہیں (نماز میں) نکسیر پھوٹی تو لوٹ جاتے اور وضوء کرتے اور بات نہیں کرتے پھر واپس آ کر جو نماز پڑھ رہے ہوتے اسی پر بناء کرتے۔ (بخاری اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۵۸..... وَعَنْهُ قَالَ: إِذَا رَغَفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقِيَاءُ أَوْ وَجَدَ مَذْيَا فَلْيَنْهَ يَنْصَرِفْ وَيَتَوَضَّأْ، ثُمَّ يَرْجِعْ فَيُتِمِّ مَا بَقِيَ عَلَى مَا مَضَى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (ابن عمرؓ) نے فرمایا: جب آدمی کی نماز میں نکسیر پھوٹے، یا اسے الٹی لاحق ہو، یا وہ مذی پائے تو پھر بھاگے اور وضوء کرے پھر لوٹ آئے اور جو باقی نماز ہے اس پڑھی ہوئی نماز پر (بناء کر کے) پوری کرے جب تک بات نہ کی ہو۔ (عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: جسم کے کسی حصہ سے خون نکلنے کا حکم!

(۱) امام مالکؒ وشافعیؒ کے نزدیک ناقض وضو نہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ کے نزدیک اپنی جگہ سے بہہ کر تجاوز کرنے والا خون ہے۔

امام مالکؒ وشافعیؒ کی دلیل:

۱..... غزوہ ذات الرقاع کا واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حسب معمول دو صحابہ کرامؓ کو رات کے وقت پہرہ کے لئے مقرر فرمایا۔ ان میں سے ایک باری پر نماز میں مشغول ہو گئے، اتنے میں ایک مشرک نے جو پہلے ہی ان کی تاک میں تھا، اُن پر تیر برسائے شروع کر دیئے، مگر وہ صحابی نماز

میں جو تھے کہ نماز کو منقطع کرنا گوارا نہ کیا۔ نماز سے فارغ ہو کر جب اپنے ساتھی کو چکایا تو ان کے بدن پر خون دیکھ کر وہ گہرائے اور کہا سبحان اللہ! تم نے مجھ کو شروع میں کیوں نہ جگایا، جب اس نے پہلی بار تیرا راتھا؟ تو ان صحابی نے جواب دیا میں نے ایک سورت شروع کر رکھی تھی اس کو پورا کئے بغیر میں نے نماز کو ختم کرنا نہیں چاہا۔ پس اگر خون ناقض وضو ہوتا تو وہ فوراً نماز کو توڑ دیتے۔
۲..... مسعر کہتے ہیں جس رات حضرت عمرؓ پر حملہ کیا گیا تھا میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے بدن سے خون بہہ رہا تھا۔

امام ابو حنیفہؒ و احمدؒ کے دلائل:

۱..... باب کی تین حدیثیں، پہلی حدیث کی سند میں کچھ کلام ضرور ہے تاہم آخری دو حدیثوں کی سند قوی اور صحیح ہے، ابن عمرؓ صحابی کا قول غیر مدرك بالقیاس ہے جو حدیث مرفوعہ کے درجہ میں ہے۔
۲..... دوم استخاضہ والی احادیث بھی احناف کی مؤید ہیں کیونکہ وہاں علت استخاضہ کو نہیں بلکہ خون نکلنے کو قرار دیا گیا ہے ”فانہا دم عرق“۔
امام مالکیؒ وشافعیؒ کو جواب:

۱..... غزوہ ذات الرقاع والی حدیث سے استدلال صحیح نہیں؛ کیونکہ: (الف) یہ حدیث ضعیف ہے۔ (ب) ایک صحابی کا عمل ہے جو ممکن ہے ان کا اجتہاد ہو۔ (ج) صحابی مناجات کی حالت میں تھے اس لئے خروج دم کا پتہ ہی نہ چلا۔ (د) اگر خون کا نکلنا ناقض وضو نہیں تو ناپاک تو ضرور ہے، تو پھر ان صحابی نے اتنے خون کے باوجود کیسے نماز پڑھی اور ان کی نماز کیسے صحیح ہوئی؟ فمما ہو جوابکم فہو جوابکم۔

۲..... حضرت عمرؓ کے مسلسل خون بہہ رہا تھا اس لئے آپؓ معذورین کے حکم میں تھے۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقِيءِ

الٹی ہونے سے وضوء کا بیان

۱۵۶..... عَنْ مُعَذَّانِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَاءَ فَتَوَضَّأَ. فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ:

صَدَقَ، أَنَا صَبِيْتُ لَهُ، وَضُوءُهُ، رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ، وَقَدْ تَقَدَّمَ أَحَادِيثُ الْبَابِ فِي الْبَابِ السَّابِقِ.

ترجمہ: معدان بن ابو طلحہ حضرت ابو رداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے الٹی کی پھر وضوء کیا، تو میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے دمشق کی مسجد میں ملا اور میں نے اس بات کا ذکر ان سے کیا تو انہوں نے کہا: (ابو رداء نے) سچ کہا، میں نے ہی آپ ﷺ کے لئے وضوء کا پانی ڈالا تھا۔ (تینوں نے اس کو روایت کیا اور اس باب کی احادیث گذشتہ باب میں بھی گزر چکی ہیں) مسئلہ الباب: فی کاحکم!

(۱) امام مالک وشافعی کے نزدیک قے مطلقاً ناقض وضو نہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہ و احمد کے نزدیک منہ بھرتے ناقض وضو ہے۔

امام ابوحنیفہ و احمد کی دلیل: باب کی حدیث ابوالدرداء و ثوبان، نیز گزشتہ باب کی احادیث بھی مؤید ہیں جبکہ مالکیہ و شوافع کے پاس اس مسئلہ میں کوئی صریح حدیث نہیں۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الضَّحْكِ

بہنے سے وضوء کا بیان

۱۵۷..... عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَتَرَدَّى فِي حُفْرَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ فِي بَصَرِهِ ضَرْزٌ، فَضَحِكَ كَثِيرٌ مِنَ الْقَوْمِ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَيُعِيدَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَرِجَالُهُ نَقَاتٌ، وَالْإِسْنَادُ صَحِيحٌ فِي الْبَابِ.

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دوران کہ جناب رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اچانک ایک نابینا شخص داخل ہوا اور ایک گڑھے میں جو کہ مسجد میں تھا گر گیا اور اس کی بینائی کمزور تھی پس بہت سارے لوگ ہنس پڑے حالانکہ وہ نماز میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جو ہنس پڑے تھے حکم دیا کہ وہ وضوء دوبارہ کریں اور نماز کو لوٹائیں (طبرانی نے کبیر میں

روایت کیا اور اس کے روایت ثقہ ہیں اور اس باب میں مرسل حدیث صحیح ہے)

۱۵۸..... وَعَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الرَّيَّاحِيِّ أَنَّ أَعْمَى تَرَدَّى فِي بَنِي النَّبِيِّ ﷺ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ فَضَحَكَ بَعْضُ مَنْ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ كَانَ ضَحَكَ مِنْهُمْ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَيُعِيدَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ رَوَاهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

ترجمہ: ابو عالیہ ریاحی سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص کنویں (مراڈگڑھا) میں گر گیا جبکہ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے تو بعض وہ لوگ جو نماز میں آپ کے ساتھ شریک تھے ہنس پڑے، پس نبی کریم ﷺ نے ان میں جو لوگ ہنسے تھے انہیں حکم دیا کہ وہ وضوء دوبارہ کریں اور نماز کو لوٹائیں۔ (عبد الرزاق نے اس کو اپنی مصنف میں روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے) مسئلۃ الباب: قہقہہ مار کر ہنسنے کا حکم!

اس میں تو سب کا اتفاق ہے کہ قہقہہ مار کر ہنسنا مفسدِ صلاۃ ہے، لیکن کیا ناقض وضو

بھی ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مطلقاً ناقض وضو نہیں ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہ کے نزدیک عاقل بالغ شخص کا رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگانا ناقض ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل:

۱..... اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے کوئی صریح و صحیح حدیث بھی منقول نہیں۔

۲..... قیاس: یعنی جب قہقہہ خارج صلاۃ ناقض نہیں تو داخل صلاۃ بھی ناقض نہیں ہونی چاہئے۔

امام ابو حنیفہ کی دلیل: باب کی حدیث مرسل جس کے مطابق نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں سے ہنسنے والوں کو اعادۃ صلاۃ وضو کا حکم دیا۔

ائمہ ثلاثہ کو جواب: (۱) جمہور کے نزدیک حدیث مرسل جب صحیح سند کے ساتھ مروی ہو مقبول

ہے۔ (۲) قیاس کے مقابلے میں حدیث کو ترجیح حاصل ہے۔ ورنہ محکم و قہقہہ کے مفسدِ صلاۃ

ہونے کی کیا دلیل ہے جبکہ وہ بھی خلاف قیاس ہے۔

بَابُ الْوُضُوءِ بِمَسِّ الذِّكْرِ

عضوتنا سب کو چھونے سے وضوء کا بیان

۱۵۹..... عَنْ بُسْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذِكْرَهُ، فَلْيَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَآخَرُونَ، وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِ قُطْنِيُّ وَالتَّيْهَقِيُّ، وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ أُخَرُ.

ترجمہ: حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے عضو تناسل کو چھوئے تو اسے چاہئے کہ وہ وضوء کرے۔ (مالک نے موطا میں اور دوسروں نے روایت کیا اور احمد، ترمذی، دارقطنی اور تہقی نے اس کو صحیح قرار دیا اور اس باب میں دوسری اور بھی حدیثیں ہیں)

۱۶۰..... وَعَنْ طَلْحِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: مَسَسْتُ ذِكْرِي، أَوْ قَالَ: رَجُلٌ يَمَسُّ ذِكْرَهُ، فِي الصَّلَاةِ، أَعْلَيْهِ وَضُوءٌ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا، إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ. أَخْرَجَهُ الْخُمْسَةُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالتَّيْهَقِيُّ وَابْنُ حَزْمٍ، وَقَالَ ابْنُ الْمَدِينِيِّ: هُوَ أَحْسَنُ مِنْ حَدِيثِ بُسْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

ترجمہ: حضرت طالح بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے اپنے عضو تناسل کو چھولیا یا ایک شخص اپنے عضو تناسل کو نماز میں چھو لے تو کیا اس پر وضوء کرنا لازم ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، وہ تو تمہارا ہی ایک ٹکڑا ہے۔ (پانچوں نے اس کی تخریج کی اور ابن حبان، طبرانی اور ابن حزم نے اس کو صحیح قرار دیا، اور ابن المدینی نے کہا کہ یہ حدیث بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے زیادہ بہتر ہے)

۱۶۱..... وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ لَا يُرَى فِي مَسِّ الذِّكْرِ وَضُوءٌ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عضو تناسل کے چھونے میں وضوء (ضروری) نہیں سمجھتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۶۲..... وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: مَا أَبَالِي أَنْفِي مَسِسْتُ أَوْ أُذُنِي أَوْ ذَكَرِي. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ لَيْثٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ میں اپنی ناک کو چھوؤں یا اپنے کان کو یا اپنے عضو تناسل کو۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند تھوڑی کمزور ہے)

۱۶۳..... وَعَنْ أَرْقَمِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: قُلْتُ لِعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنِّي أَحْكُ جَسَدِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ، فَأَمْسُ ذَكَرِي؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ارقم بن شرحبیلؓ نے کہا: میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نماز کی حالت میں (کبھی) اپنے جسم کو کھجاتا ہوں تو اپنے عضو تناسل کو (بھی) چھو لیتا ہوں؟ تو آپؓ نے کہا کہ وہ تو تمہارا ہی ایک (گوشت کا) ٹکڑا ہے۔ (محمد بن حسن نے موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱۶۴..... وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ قَبِيصٍ قَالَ: قَالَ خَذِيفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي مَسِّ الذَّكَرِ: مِثْلُ أَنْفِكَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: براء بن قہسؓ نے کہا کہ حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے عضو تناسل کو چھونے کے بارے میں فرمایا کہ (وہ) تیری ناک کی طرح ہے۔ (محمد بن موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱۶۵..... وَعَنْ قَبِيصِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى مَعْقِدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُبْجِلُ لِي أَنْ أَمْسَ ذَكَرِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: إِنْ عَلِمْتَ أَنَّ مِنْكَ بَضْعَةً نَجَسَتْ فَاقْطَعْهَا. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: قہس بن ابوحازمؓ نے کہا: ایک آدمی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا (اور) کہا: کیا میرے لئے بھلائی نماز اپنے عضو تناسل کو چھونا جائز ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ

اگر تو سمجھتا ہے کہ تیرا (بدن کا) کوئی ناپاک حصہ (بھی) ہے تو اس کو کاٹ (کر پھینک) دے۔
(محمد نے موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱۶۶..... وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَسِّ الذِّكْرِ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ. رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ان سے عضو تناسل چھونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تو تیرا ہی ایک جز ہے۔ (محمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱۶۷..... وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ خُمْسِيَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَخَذِيفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَجُلٌ آخَرُ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرَوْنَ فِي مَسِّ الذِّكْرِ وَضُوءًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: حسن بصریؒ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے پانچ صحابہ کرام سے کہ جن میں علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، خذیفہ بن یمان، عمران بن حصین اور ایک صاحب بھی ہے (رضی اللہ عنہم) یہ نقل کرتے ہیں کہ یہ حضرات عضو تناسل کو چھونے سے وضوء (کرنا ضروری) نہیں سمجھتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کے روایت ثقہ ہیں)

مسئلہ الباب: مس ذکر سے وضوء کا حکم!

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مس ذکر (چند شرائط کے ساتھ) ناقض وضوء ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مطلقاً ناقض نہیں۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: حدیث برہم فروعاً "إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذِكْرَهُ، فَلْيَتَوَضَّأْ".
امام ابو حنیفہؒ کی دلیل:

۱..... حدیث طلق بن علیؓ فروعاً "إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ".

۲..... جلیل القدر صحابہ کرام کا مس ذکر کو مثل ناک و دیگر اعضاء کہہ کر غیر ناقض قرار دینا۔

۳..... قیاس: ذکر مثل دیگر اعضاء ایک عضو ہے اور کوئی نجاست بھی خارج نہیں ہوئی لہذا دیگر اعضاء کی طرح اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹنا چاہئے۔
ائمہ ثلاثہ کو جواب اور دو حدیثوں میں تطبیق:
۱..... حدیث بسرہ ضعیف ہے۔

۲..... حدیث بسرہ کے مقابلے میں حدیث طلق کو ترجیح حاصل ہے؛ کیونکہ اس مسئلہ کا تعلق مردوں کے ساتھ اور حضرت بسرہ خاتون ہیں، نیز حدیث طلق کی سند میں کوئی اضطراب بھی نہیں برخلاف حدیث بسرہ کے، صحابہ کرامؓ کی بڑی جماعت بھی ناقض نہ ہونے کی قائل تھی۔
۳..... تطبیق کی چند صورتیں ممکن ہیں کہ: حدیث بسرہ میں (الف) نقص وضو کا حکم استجابی ہو۔
(ب) وضو سے معنی لغوی یعنی دونوں ہاتھ دھولینا مراد ہو۔ (ج) مس ذکر نہایت مباشرت فاحشہ سے کنایہ ہو۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ آگ میں پکی ہوئی چیزوں سے وضوء کا بیان

۱۶۸..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آگ میں پکی ہوئی چیزوں سے وضوء کرو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۶۹..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ میں پکی ہوئی چیزوں سے وضوء کرو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۷۰..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ

كَيْفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) ایک بکری کی دہی کھائی پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۷۱..... وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عِنْدَهَا كَيْفًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک نبی کریم ﷺ نے میرے ہاں دہی کھائی پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۷۲..... وَعَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْتَرُ مِنْ كَيْفٍ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَنُذِيَ إِلَى الصَّلَاةِ لِقَامٍ وَطَرَحَ السُّكَيْنَ وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک بکری کی دہی چمڑی سے کاٹتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے اس میں سے کھایا پھر آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور چمڑی (ایک طرف) پھینکی اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (شیخین)

۱۷۳..... وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْبَابِ الثَّانِي مِنْ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَعَا بِكَيْفٍ فَتَعَرَّفَهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، ثُمَّ قَالَ: جَلَسْتُ مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَكَلْتُ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَنَعْتُ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى وَابْنُ زُرَّارٍ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُ أَحْمَدَ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ مسجد نبوی ﷺ کے دوسرے دروازے پر بیٹھے اور آپ نے ایک دہی منگائی اور اس کو دانتوں سے کھایا پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا پھر آپ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھا اور میں نے وہ چیز کھائی جو نبی کریم ﷺ نے کھائی تھی اور (اس کے کھانے کے بعد) ویسا ہی کیا جیسا نبی کریم ﷺ نے کیا تھا۔ (احمد، ابویعلیٰ اور یزار نے اس کو روایت کیا اور بیہقی نے کہا کہ احمد کے راوی

تھے ہیں)

۱۷۶..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ اللَّحْمَ ثُمَّ يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَا يَمْسُ مَاءً ۱. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَجَالُهُ مُوثِقُونَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ گوشت تناول فرماتے پھر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں۔ (احمد اور ابویعلیٰ نے اس کو روایت کیا اور بیہمی نے کہا کہ اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا گیا ہے)

۱۷۵..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْرُ بِالْقِدْرِ فَيَأْخُذُ الْعَرَقَ، فَيُصِيبُ مِنْهُ ثُمَّ يَصْلِي وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمْسُ مَاءً ۱. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى وَالْبَزَّازُ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَجَالُهُ رَجَالُ الصَّحِيحِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ (کبھی) ہاڑی کے پاس سے گذرتے اور اس سے گوشت لے کر کھاتے تھے، پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے نہ پانی کو چھوتے۔ (احمد، ابویعلیٰ اور بزاز نے اس کو روایت کیا اور بیہمی نے کہا کہ اس کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں)

مسئلہ الباب: آگ میں پکی ہوئی چیز سے وضو کا حکم!

اس مسئلہ میں ابتدائے صحابہ کرامؓ اور تابعین میں اختلاف رہا ہے:

- (۱) بعض صحابہؓ مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ، زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور بعض تابعین مثلاً عمر بن عبدالعزیزؓ، ابن شہاب زہریؓ اور حسن بصریؓ وغیرہ ”مماسۃ النار“ سے وضو کے قائل تھے۔
- (۲) بعض صحابہ کرامؓ مثلاً حضرات خلفائے راشدینؓ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ وغیرہ اس سے وضو سے قائل نہیں تھے۔

فریق اول کی دلیل: حدیث ”تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ“۔

فریق ثانی کی دلیل: وہ تمام احادیث جن میں آنحضرت ﷺ کا آگ میں پکی ہوئی چیز کھانے

کے بعد بلا تجدید وضو نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔

جواب اور تطبیق: بعد ازاں صحابہ و تابعین کا بامست النار سے وضو نہ ٹوٹنے پر اتفاق ہو گیا۔ اب ”توضا و امامت النار“ میں درج ذیل تاویلیں کی جاتی ہیں:

۱..... وہ حدیث منسوخ ہو چکی، دلیل: حدیث جابرؓ ”کان آخر الأمرین من رسول الله ﷺ

ترك الوضوء ممامست النار“۔ [ابوداؤد شریف]

۲..... وضو سے مراد وضو لغوی ہے یعنی ہاتھوں کا کلائی تک دھو لینا، دلیل: حدیث عکراش کہ آنحضرت ﷺ نے آگ میں پکی ہوئی چیز تناول کی پھر اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو دھویا اور

ان کو چہرہ انور پر پھیر کر فرمایا ”هكذا الوضوء مما غيرت النار“۔ [ترمذی شریف]

۳..... وضو کا حکم احتجائی ہے۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْمَرْأَةِ

عورت کو چھونے سے وضوء کا بیان

۱۷۶..... عَنْ أَبِي عُيَيْدَةَ وَطَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ”أَوْ لَمْ تُسْتَمِ الْيَسَاءُ“ قَوْلًا مَعْنَاهُ: مَا ذُوْنَ الْجَمَاعِ. رَوَاهُ الْيَهْيَ فِي الْمَعْرِفَةِ وَقَالَ: هَذَا إِسْنَادٌ مُوْضُوءٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ابو عییدہ اور طارق بن شہابؓ سے مروی ہے کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿أَوْ لَمْ تُسْتَمِ الْيَسَاءُ﴾ کی تفسیر میں ایک بات کہی جس کا مفہوم یہ ہے کہ جماع کے علاوہ چھونا مراد ہے۔ (یہی نے معترف میں اس کو روایت کیا اور کہا: یہ سند متصل اور صحیح ہے)

۱۷۷..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قُبْلَةُ الرَّجُلِ أَمْرَاتُهُ وَجَسَّهَا بِيَدِهِ مِنَ الْفَلَامَسَةِ، فَمَنْ قَبَّلَ أَمْرَاتَهُ أَوْ جَسَّهَا بِيَدِهِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ. رَوَاهُ مُلْتٌ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ: آدمی کا اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور اس

کو ہاتھ لگانا یہ "لامست" سے ہے لہذا جس شخص نے اپنی بیوی کا بوسہ لیا یا اس کو ہاتھ لگایا تو اس پر وضو ہے۔ (مالک نے موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۷۸..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَجُلَايَ فِي قُبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ عَمَزَنِي فَقَبِضْتُ رِجْلِي، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، وَالْيُوثُ يَوْمَعِدَ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوری ہوتی اور میرے دونوں پاؤں آپ کے قبلہ کی جانب ہوتے تو جب آپ سجدہ میں جاتے تو مجھے چھو لیتے تو میں اپنے پاؤں کیسر لیتی اور جب آپ کھڑے ہوتے تو میں ان دونوں کو پھیلا دیتی تھی اور اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوتا تھا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۷۹..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: فَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنَ الْفَرَاشِ، فَالْتَمَسْتُهُ، فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ، وَهُوَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سُخْطِكَ، وَبِمَعَا فَاتِكَ مِنْ غَفْوَيْتِكَ، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءَ عَلَيْكَ، اَنْتَ كَمَا اَتَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہیں پایا، پس میں نے آپ کو تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ کے تلووں پر لگا جبکہ آپ سجدے میں تھے اور (آپ کے) دونوں قدم کھڑے ہوئے تھے اور آپ کہہ رہے تھے: "یعنی اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں آپ کی رضا کے ساتھ آپ کی ناراضگی سے، اور آپ کی معافی کے ساتھ آپ کی سزا سے، اور میں پناہ چاہتا ہوں آپ کی ذات کے ساتھ آپ (کے عذاب) سے، میں آپ کی تعریف شمار نہیں کر سکتا، آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے خود اپنی تعریف (بیان) کی۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۸۰..... وَعَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

لِيُصَلِّيَ وَإِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُؤْتِرَ مَسْنِيَّ بَرَجْلِهِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: قائم سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں آپ کے سامنے جنازے کی مانند پڑی ہوتی یہاں تک کہ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے اپنے پاؤں مبارک سے چھوتے۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۸۱..... وَعَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبَلُ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ يَصَلِّيُ وَلَا يَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الْبُزَارُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عطاءؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیتے پھر نماز پڑھتے اور وضوء نہیں کرتے۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: عورت کے چھونے سے وضو کا حکم!

(۱) امۃ ثلاثہ چند شرائط کے ساتھ مس مرأۃ کو ناقض وضو قرار دیتے ہیں۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مطلقاً ناقض وضو نہیں لایہ کہ مباشرت فاحشہ ہو۔

امۃ ثلاثہ کی دلیل: آیت قرآنی ﴿أَوْ لَا مَسْتَمُ النَّسَاءِ﴾ یہاں لیس بالید یعنی ہاتھوں سے چھونا مراد ہے جس سے وضو کے ٹوٹنے اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کا حکم ہو رہا ہے۔ اس پر دو دلیل ہیں، اول: حمزہ و کسائی کی قرأت ﴿أَوْ لَا مَسْتَمُ النَّسَاءِ﴾ اور دوم: حضرت ابن مسعودؓ و ابن عمرؓ کا لامستم کی تشریح لیس بالید سے کرنا اور اس سے وضو کا حکم دینا۔

امام ابو حنیفہؒ کی دلیل: باب کی دیگر احادیث بالخصوص حدیث عائشہؓ فرموا ”كَانَ يُقْبَلُ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ يَصَلِّيُ وَلَا يَتَوَضَّأُ.“

امۃ ثلاثہ کو جواب:

۱..... آیت وضو میں ﴿أَوْ لَا مَسْتَمُ﴾ جماع سے کنایہ ہے، کیونکہ اصل مقصود حدث اصغر اور

حدیث اکبر سے تیمم کا جو ازیان کرتا ہے تو ﴿أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ﴾ سے حدیث اصغر کا بیان ہوا، اب ﴿أَوْ لَا مَسْتَم﴾ سے حدیث اکبر یعنی جماع مراد لینا قرین قیاس ہے ورنہ تکرار لازم آئے گا جو کہ خلاف اصل ہے، نیز ”لامستم“ ملامتہ بروزن مفاعلہ ہے جو جاتین سے فعل کا تقاضا کرتا ہے اور یہ مشارکت جماع یا مباشرت فاحشہ میں ہو سکتی ہے۔

۲..... احادیث صریحہ صحیحہ کے مقابلے میں اثر صحابی سے استدلال درست نہیں، ممکن ہے یہ ان کا اپنا اجتہاد ہو، نیز ابن عباسؓ نے آیت طلاق ﴿مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُمْ﴾ میں مس سے جماع مراد لیا ہے جبکہ اس کے لغوی معنی ہاتھوں سے چھونا ہے۔

۳..... پورے ذخیرہ احادیث میں نبی کریم ﷺ سے کسی بھی موقع پر مسِ مرأۃ سے وضو ثابت نہیں۔

بَابُ التَّيْمُمِ

تیمم کا بیان

۱۸۲..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْيَنْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عَقْدِي لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْيَسَابِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيَسُوا عَلَى مَاءٍ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ وَلَيَسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاضَعَ رَأْسَهُ عَلَى فِجْعِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ وَلَيَسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعَنُنِي فِي خَاصِرَتِي فَلَا يُمْنَعُنِي مِنَ التَّحْرُكِ إِلَّا مَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى فِجْعِي، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ التَّيْمُمِ فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أَسِيدُ بَنِ الْحَضِيرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: فَجَعَلْنَا الْبُعِيرَ

الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصْبْنَا الْعِقْدَ فَخَنَّهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر پر نکلے یہاں تک کہ جب ہم بیدار یا ذات الحش کے مقام پر پہنچے تو میرا ایک ہاتھ گم ہو گیا پس رسول اللہ ﷺ اس کو ڈھونڈنے کے لئے رک گئے اور لوگ (بھی) آپ کے ساتھ رک گئے جبکہ لوگ پانی (والی جگہ) پر نہیں تھے، پس لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو ٹھہرایا جبکہ نہ تو وہ پانی (والی جگہ) پر ہیں اور نہ ان کے پاس پانی ہے، پس ابوبکر (رضی اللہ عنہ میرے پاس) آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے تھے تحقیق آپ سوچکے تھے، (ابوبکر رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ • تو نے رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو روک لیا ہے حالانکہ وہ پانی (والی جگہ) پر نہیں ہیں اور نہ ان کے پاس پانی ہے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹا اور جو کچھ اللہ نے چاہا (وہ) انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری پیٹھ میں کچھ کے مارنے لگے، پس مجھے حرکت کرنے سے (کسی چیز نے) نہیں روکا سوائے اس کے کہ رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھے ہوئے (آرام فرما رہے) تھے، پس صبح کو رسول اللہ ﷺ پانی نہ ہونے (کی حالت) پر بیدار ہوئے تو اللہ عزوجل نے آیت تیمم نازل کر دی اور لوگوں نے تیمم کیا تو اسید بن خنیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوبکر کی آل! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (یعنی اس سے پہلے اور بھی ہیں) حضرت عائشہ فرماتی ہیں: پھر (جب) ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں (بیٹھی) تھی تو ہم نے ہار کو اس کے نیچے پایا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۸۳..... وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حَصِينٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا انْقَضَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ يَا فَلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ؟ قَالَ: أَصَابَتْني جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ. قَالَ: عَلَيْكَ بِالصُّعِيدِ، فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں

تھے پس آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر جب آپ نماز سے فارغ ہو کر لوٹے تو ایک آدمی سے ملے جو لوگوں سے الگ تھلگ (بیٹھا ہوا) تھا (اور) اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی تو آپ نے فرمایا کہ اے فلاں! تجھے کس چیز نے روکا اس بات سے کہ تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے؟ کہنے لگا کہ مجھے جنابت لاحق ہوئی ہے اور پانی نہیں ہے، تو آپ نے فرمایا کہ تجھے مٹی لازم ہے اس لئے کہ وہ تجھے (پاک کے لئے) کافی ہے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۸۷..... وَعَنْ حَدِيقَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَضَّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِلَاثٍ: جَعَلْنَا صُفُوفًا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ، وَجَعَلْنَا لَنَا الْأَرْضَ كُلَّهَا مَسْجِدًا، وَجَعَلْنَا ثَرِبَتَهَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت حدیقہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں دوسرے لوگوں (امتوں) پر تین باتوں میں فضیلت دی گئی: ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی طرح قرار دیا گیا اور تمام زمین کو ہمارے لئے مسجد بنایا گیا اور اس کی مٹی کو پاک کرنے والا بنایا گیا جب ہم پانی نہ پائیں۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۸۵..... وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اخْتَلَمْتُ لَيْلَةً بَارِدَةً فِي غُرُوبِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَشْفَقْتُ أَنْ أُغْتَسِلَ فَأَهْلِكَ، فَتَيْمَمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا عَمْرُو! صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ! فَأَخْبَرْتَهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الْإِغْتِسَالِ، وَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ: «وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا» فَصَحَّحَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے غزوہ ذات السلاسل میں ایک ٹھنڈک والی رات میں احتلام ہو گیا، پس مجھے ڈر لگا کہ اگر میں غسل کروں گا تو ہلاک ہو جاؤں گا، پس میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو ان لوگوں نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اے عمرو! تو نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی جبکہ تو جنس تھا؟ پس میں نے آپ

کو اس چیز کی خبر دی جس نے مجھے غسل کرنے سے روکا تھا اور میں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی سنا ہے ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (یعنی اور تم اپنے آپ کو مت مارو الو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے) اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ (بھی) نہیں کہا۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۸۶..... وَعَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي الْقَوْمِ حِينَ نَزَلَتْ الرُّخَصَةُ فِي الْمَسْحِ بِالشَّرَابِ إِذَا لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ، فَأَمَرْنَا فَضْرَبْنَا وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ ثُمَّ ضَرْبَةً أُخْرَى لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ الْبُزَارُ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدَّرَايَةِ: بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

ترجمہ: حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت لوگوں میں موجود تھا جب مٹی سے مسح کرنے کی اجازت اتری ہمیں پانی نہ ملنے کی صورت میں، پس ہمیں حکم دیا گیا اور ہم نے ایک دفعہ (ہاتھ کو) مارا چہرے کے لئے پھر دوسری بار مارا کہنوں تک ہاتھوں کے لئے۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا کہ حسن درجہ کی سند کے ساتھ مروی ہے)

۱۸۷..... وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: التِّيمُّ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلذَّرَاعَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیمم ایک دفعہ (ہاتھ زمین پر) مارنا ہے چہرے کے لئے اور ایک دفعہ (ہاتھ) مارنا ہے کہنوں تک دونوں بازوؤں کے لئے۔ (دارقطنی اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور صحیح قرار دیا)

۱۸۸..... وَعَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَصَابَتْ بَنِيَّ جَنَابَةٌ وَإِنِّي تَمَعَّكْتُ فِي الشَّرَابِ، فَقَالَ: اضْرِبْ هَكَذَا، وَضَرْبُ يَدَيْهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ، ثُمَّ ضَرْبُ يَدَيْهِ فَمَسَحَ بِهِمَا إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالْدارِقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (جابر) نے فرمایا کہ ایک آدمی نے آکر کہا کہ مجھے جناب لائق ہوئی اور میں مٹی

میں اسٹ پوٹ ہو گیا تو آپ ﷺ نے کہا کہ اس طرح ہاتھ مارو، اور آپ نے اپنے دست مبارک کو زمین پر مارا اور چہرے کا مسح کیا پھر اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) مارا اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح کیا۔ (حاکم، دارقطنی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۸۹..... وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ التَّيْمَمِ فَضَرَبَ يَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ وَمَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، وَضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَمَسَحَ بِهِمَا ذِرَاعَيْهِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: نافع نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا اور ان کے ساتھ ہاتھوں اور چہرے کا مسح کیا اور دوسری مرتبہ (ہاتھوں کو زمین پر) مارا تو ان کے ساتھ اپنے بازوؤں کا مسح کیا۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۹۰..... وَعَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُوفِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْبُيُوتِ نَزَلَ عَبْدُ اللَّهِ فَتَيَمَّمُ صَعِيدًا طَيِّبًا فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ إِلَى الْجُمُوعَيْنِ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (نافع) سے مروی ہے کہ وہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جوف (مقام) سے آنے لگے یہاں تک کہ جب وہ مرید پر پہنچے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (سواری سے) نیچے اترے اور پاک مٹی سے تیمم کیا پس آپ نے اپنے چہرے اور کہنیوں تک ہاتھوں کا مسح کیا۔ (مالک نے موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۹۱..... وَعَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَيَمَّمُ ضَرَبَ يَدَيْهِ ضَرْبَةً فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ ضَرَبَ يَدَيْهِ ضَرْبَةً أُخْرَى ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ إِلَى الْجُمُوعَيْنِ وَلَا يَنْقُضُ يَدَيْهِ مِنَ التُّرَابِ. رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: سالم سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب (کبھی) تیمم کرتے تو اپنے

ہاتھوں کو ایک دفعہ (زمین پر) مارتے اور ان سے اپنے چہرے کا مسح کرتے پھر دوبارہ اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) مارتے پھر ان سے کہنوں تک اپنے ہاتھوں کا مسح کرتے اور آپ اپنے ہاتھوں کو مٹی سے نہیں جھاڑتے تھے۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

امت محمد ﷺ کی خصوصیت: تیمم اس امت کی خصوصیات میں سے جو حضور پاک ﷺ کے واسطے سے ہمیں نصیب ہوئیں۔ مٹی کو جو درحقیقت ملوث ہے پاک کرنے والا قرار دینا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔

سبب مشروعیت: غزوہ بنی مصلط میں حضرت عائشہؓ کا گلے کا ہار گم ہونا اور لوگوں کا اس جگہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے میں بظاہر مشقت میں پڑنا جس پر اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔

چار فقہی مسائل:

پہلا مسئلہ: تیمم زمین کی کس چیز سے حاصل کیا جائے؟

(۱) امام شافعیؒ، احمدؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک صرف خالص مٹی سے تیمم کیا جاسکتا ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ کے نزدیک زمین کی جنس کی کسی بھی چیز سے تیمم ہو سکتا ہے۔

فریق اول کی دلیل: حدیث حذیفہؓ ”وَجُعِلَتْ تُرْبُهَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ“۔

ترتیب سے مراد خالص مٹی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ کی دلیل:

۱..... آیت تیمم ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ کیونکہ صعيد مطلق مٹی اور زمین کے بالائی حصہ کو کہتے ہیں۔

۲..... حدیث حذیفہؓ جس کے مشہور الفاظ یہ ہیں ”وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَطَهُورًا“ اس میں کل زمین کو طہور یعنی قابل تیمم قرار دیا گیا ہے۔

فریق اول کو جواب:

۱..... حدیث حذیفہؓ کی مشہور روایت میں ”تربة“ کے بجائے مطلق ارض یعنی زمین کا ذکر آیا ہے۔

۲..... حدیث میں ایک چیز کا ذکر آیا اور دیگر دلائل سے دوسری اشیاء بھی اس حکم میں شامل

ہو گئیں لہذا کوئی منافات نہیں۔

دوسرا مسئلہ: تیمم طہارۃ مطلقہ یا طہارۃ ضروریہ؟

(۱) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تیمم طہارۃ مطلقہ (کاملہ) ہے اس لئے ہمارے یہاں تیمم نماز کا وقت داخل ہونے سے قبل کر سکتے ہیں پھر جب تک کوئی ناقض وضو چیز یا پانی پر قدرت متحقق نہ ہو تیمم باقی رہے گا اور ایک تیمم سے جتنے چاہیں فرض و نفل پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) ائمہ ثلاثہؒ کے یہاں تیمم طہارۃ ضروریہ ہے اس لئے دخول وقت سے قبل تیمم درست نہیں اور خروج وقت کے ساتھ ہی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ پھر امام احمدؒ کے نزدیک وقت کے اندر فرض و نفل سب ادا کر سکتے ہیں اور امام مالکؒ و شافعیؒ کے یہاں ہر فرض کے لئے علیحدہ تیمم ضروری ہے، البتہ نوافل ان دونوں کے یہاں فرض کے تابع ہیں، شافعیہؒ کے یہاں نوافل قبلہ و بعدیہ دونوں اور مالکیہؒ کے یہاں صرف بعدیہ۔^{۱-۱۱۱}
[الدر المختوم: ۱/۳۲۳]

تیسرا مسئلہ: تیمم کی ضربات!

(۱) امام احمدؒ کے نزدیک تیمم فقط ضربہ واحدہ ہے چہرہ اور کلائی تک دونوں ہاتھوں کے لئے۔
(۲) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک دو ضربیں ہیں: ایک چہرہ کے لئے اور دوسری کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لئے، البتہ امام مالکؒ کے یہاں کلائیوں تک فرض اور کہنیوں تک مستحب ہے۔
امام احمدؒ کی دلیل: حدیث عمار بن یاسرؓ "انما یکفیک ان تضرب بیدیک الارض، ثم تمسح بهما وجهک و کفیک"۔ اور ایک روایت میں یوں ہے "امرہ بالتیمم ضربۃ للوجه و الکفین"۔

ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل:

۱..... باب کی کئی ساری حدیثیں جن میں صراحۃً ضربتین کا ذکر ہے بالخصوص حدیث جابرؓ:
"التیمم ضربۃ للوجه و ضربۃ للذراعین إلى المرفقین۔"

۲..... قیاس: کہ تیمم وضو کا سبب اور خلیفہ ہے اور وضو میں چہرے اور ہاتھوں کے لئے الگ پانی لیا جاتا ہے تو نائب میں بھی دو ضربیں ہونی چاہئیں۔

امام احمد کی دلیل کا جواب: حدیث عمار مضرب ہے ان کی ایک روایت میں دو ضربوں کا ذکر آیا ہے ”ضَرْبْنَا وَاحِدَةً لِلْوُجْهِ ثُمَّ ضَرْبَةً أُخْرَى لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْغُرْفَيْنِ۔“
چوتھا مسئلہ: باب کی حدیث نمبر ۱۹۱ کے مطابق ابن عمر ضربات میں ہاتھوں سے مٹی جھاڑنے کے قائل نہیں تھے مگر جمہور علماء کا کہنا یہی ہے کہ ہاتھ جھاڑ لئے جائیں تاکہ مثلہ کی شکل نہ ہو۔“

کِتَابُ الصَّلَاةِ

نماز کا بیان

پہلی بحث: صلاۃ کے لغوی معنی دعا اور اصطلاحی معنی مخصوص اوقات میں مخصوص ارکان ادا کرنا۔

دوسری بحث: نماز کی مشروعیت کب ہوئی؟

اس پر توب کا اتفاق ہے کہ پنج وقتی نماز کی ابتداء لیلۃ الاسراء یعنی شب معراج میں ہوئی، البتہ شب معراج کے سن اور تاریخ و مہینہ کی تعیین میں شدید اختلاف ہے۔ اکثر کا کہنا ہے کہ ہجرت سے تین سال قبل ہوئی۔

تیسری بحث: کون سی نماز پہلے کس نے پڑھی؟

دن بھر میں پانچ نمازیں تو بلاشبہ امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے، باقی عشاء کے علاوہ دوسری نمازیں اور استوں میں بھی مشروع تھیں۔ طحاوی شریف میں کی ایک روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ جب صبح صادق کے وقت قبول ہوئی تو انہوں نے دو رکعت پڑھی اس پر صبح کی نماز مشروع ہوئی، اور حضرت اسماعیل کا ندیہ ظہر کے وقت آیا تھا جس پر انہوں نے چار رکعت بطور شکرانہ کے پڑھیں اس وقت سے ظہر کی نماز مشروع ہوئی، اور حضرت عزیر علیہ السلام کو طویل نیند سے سویرے بعد عصر کے وقت بیدار کیا گیا، اس پر انہوں نے چار رکعت ادا کیں اس پر عصر کی نماز مشروع ہوئی، اور حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش بوقت مغرب معاف ہوئی تو وہ چار رکعت پڑھنے کی نیت سے کھڑے ہوئے لیکن شدت حزن اور تعب کی وجہ سے تیسری رکعت پر بیٹھ گئے اور چوتھی رکعت نہ پڑھ سکے اس وقت سے مغرب کی تین رکعات

شروع ہوئیں، اور عشاء کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ اور آپ کی امت نے پڑھی۔
چوتھی بحث: نماز کی فرضیت اور اہمیت!

نماز کی فرضیت کتاب، سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ الْآيَةَ﴾ اسی طرح حدیث پاک میں ہے: ”بنی الاسلام علی خمس: شهادة أن لا إله الا الله وأن محمداً رسول الله وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة“ [المحدث [تحقیق علیہ] اس کے علاوہ بے شمار آیات و احادیث ہیں۔ جو فرض نماز کی فرضیت کا حکم ہوا اس کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے اور جو فرضیت کا قائل ہونے کے ساتھ صرف عملاً اس کو ترک کرے تو جمہور علماء جس میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بھی ہیں، کا مسلک یہ ہے کہ وہ فاسق ہے اور اس کی سزا قتل ہے حد الا کفر، امام احمدی کی ایک روایت ہے کہ اسے ارتداد کی بناء پر قتل کیا جائے گا، اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کی سزا تعزیر اور جس دائم ہے یہاں تک کہ تائب ہو جائے۔ [الدر المنثور: ۲/۳۰۰]

بَابُ الْمَوَاقِيتِ

اوقات (نماز) کا بیان

۱۹۲..... عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَتَاهُ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، قَالَ: فَأَمَرَ بِإِلَاءٍ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكْادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُولُ: قَدْ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ كَانَ أَعْلَمَ مِنْهُمْ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ: قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ، ثُمَّ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى كَانَ قَرِيبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ، ثُمَّ أَخَّرَ الْعَصْرَ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ: قَدْ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى كَانَ عِنْدَ سُقُوطِ

الشَّفَقِ، ثُمَّ أَخَّرَ الْعِشَاءَ حَتَّى كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ أَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ بَيْنَ هَذَيْنِ.. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سائل آیا جو آپ سے نماز کے اوقات سے متعلق سوال کر رہا تھا تو آپ نے (زبانی طور سے) اس کو کوئی جواب نہیں دیا، حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں: پھر آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز فجر قائم کی جس وقت صبح ہوئی اور لوگ ایک دوسرے کو (اندھیرے کی وجہ سے) نہیں پہچان رہے تھے، پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز ظہر قائم کی جس وقت کہ سورج کا زوال ہوا حالانکہ کہنے والا کہہ رہا تھا کہ نصف نہار ہو گیا اور آپ ان سے زیادہ جانتے تھے، پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے عصر قائم کی حالانکہ سورج بلند تھا، پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو مغرب قائم کی جس وقت کہ سورج ڈوب گیا تھا پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء قائم کی جس وقت شفق غائب ہو گئی تھی پھر اگلے روز آپ نے فجر میں تاخیر کی یہاں تک کہ (جب) اس سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا: سورج طلوع ہو گیا ہے یا طلوع ہوا ہی چاہتا ہے، پھر آپ نے ظہر میں تاخیر کی یہاں تک کہ گذشتہ کل کی عصر کا وقت قریب آ گیا پھر عصر میں تاخیر کی یہاں تک کہ (جب) اس سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سورج لال ہو گیا، پھر مغرب میں تاخیر کی یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی پھر عشاء میں تاخیر کی یہاں تک کہ رات کی پہلی تہائی گزر گئی پھر صبح ہوئی تو آپ نے سائل کو بلایا اور فرمایا: وقت ان دونوں کے درمیان ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۱۹۲..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطَوِيلِهِ مَا لَمْ تَخْضِرِ الْعَصْرُ، وَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَضْفِرِ الشَّمْسُ، وَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ، وَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ، وَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الشَّمْسِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَامْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّهَا سَالِحٌ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظہر کا

وقت جب سورج ڈھل جائے اور آدی کا سایہ اس کی لمبائی کے برابر ہو جائے جب تک عصر نہ آجائے (اس وقت تک) ہے، اور عصر کا وقت جب تک سورج پیلا نہ ہو جائے، اور مغرب کی نماز کا وقت جب تک شفق غائب نہ ہو اور عشاء کی نماز کا وقت بالکل آدھی رات تک ہے، اور صبح کی نماز کا وقت فجر طلوع ہونے سے ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو، پس جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز سے رک جاؤ اس لئے کہ وہ (سورج) شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم)

۱۹۶..... وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أُمِّي جِبْرِيلُ عِنْدَ النَّبِيِّ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا حِينَ كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشَّرَاكِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ وَجَبَتْ الشَّمْسُ وَأَفْطَرَ الصَّائِمَ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ بَرَقَ الْفَجْرُ وَحَرُمَ الطَّعَامُ عَلَى الصَّائِمِ، وَصَلَّى الْمَرْءُ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، لَوْ قُبِ الْعَصْرُ بِالْأَمْسِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لَوْ قُبِ الْأَوَّلُ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ أَشْفَرَتِ الْأَرْضُ، ثُمَّ انْفَتَحَ إِلَيَّ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقَّتَيْنِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

قَالَ النَّيْمِيُّ: الْمُرَادُ بِالْوَقْتِ وَقْتُ الْفَضْلِ جَمْعًا بَيْنَ الْأَحَادِيثِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل امین نے بیت اللہ کے پاس دو بار امت کرائی، پس ان میں سے پہلی بار ظہر کی نماز پڑھی جس وقت سورج کا سایہ تسمہ کے برابر تھا پھر عصر پڑھی جس وقت ہر چیز کا سایہ اسی (چیز) کے برابر تھا پھر مغرب پڑھی جس وقت سورج چھپ گیا اور روزے دار نے افطار کیا، پھر عشاء پڑھی جس وقت شفق غائب ہو گئی، پھر فجر پڑھی جس وقت صبح ظاہر ہوئی اور روزے دار پر کھانا حرام ہو گیا پھر دوسری مرتبہ ظہر کی نماز پڑھی جس وقت ہر چیز کا سایہ اسی (چیز) کے برابر تھا گذشتہ کل کی عصر کے وقت،

پھر عصر پڑھی جس وقت ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو گیا پھر مغرب پڑھی اس کے پہلے وقت میں پھر عشاء پڑھی جس وقت رات کا تہائی حصہ گزر گیا تھا پھر صبح کی نماز پڑھی جس وقت زمین روشن ہو گئی، پھر جبرائیل امین میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے محمد! یہ آپ سے پہلے انبیاء کا وقت ہے اور (آپ اور آپ کی امت کے لئے) ان دو وقتوں کے درمیان وقت ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، احمد، ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

نبوی کہتا ہے: وقت سے مراد فضیلت والا وقت ہے تاکہ احادیث کے درمیان تطبیق ہو جائے۔

۱۹۵..... وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ، فَلَمَّا ذَلَّكَ الشَّمْسُ أَذَّنَ بِلَالٌ لِلظُّهْرِ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعَصْرِ حِينَ ظَنَّ أَنْ ظِلَّ الرَّجُلِ أَطْوَلَ مِنْهُ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِينَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْفَجْرِ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ الْغَدَ لِلظُّهْرِ حِينَ ذَلَّكَ الشَّمْسُ، فَأَخَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَقَامَ وَصَلَّى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعَصْرِ فَأَخَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِيهِ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَقَامَ وَصَلَّى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى كَادَ يَغِيبُ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ فِيمَا يُرَى، ثُمَّ أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ فَقُمْنَا ثُمَّ قُمْنَا مَرَارًا، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَنْتَظِرُ هَذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرَكُمْ، فَإِنْ كُنْتُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمْوهَا، وَلَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُ بِتَأْخِيرِ هَذِهِ الصَّلَاةِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ أَوْ أَقْرَبَ مِنْ نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ أَذَّنَ لِلْفَجْرِ فَأَخَّرَهَا حَتَّى كَادَتْ الشَّمْسُ أَنْ تَطْلُعَ، فَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى، ثُمَّ قَالَ: الْوَقْتُ بَيْنَ هَذَيْنِ. رَوَاهُ

الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

قَالَ السَّيْمُورِيُّ: هَذَا الْحَدِيثُ يَذُلُّ عَلَى أَنَّ الشَّقَقُ هُوَ الْيَاسُ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا، پس جب سورج ڈھل گیا تو بلالؓ نے ظہر کے لئے اذان دی پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر عصر کے لئے اذان دی جس وقت ہم سمجھ رہے تھے کہ آدمی کا سایہ اس سے لمبا ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی پھر مغرب کی اذان دی جس وقت سورج غائب ہو چکا تھا پس رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر عشاء کے لئے اذان دی جس وقت دن کی سفیدی یعنی شفق جا چکی تھی پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر فجر کے لئے اذان دی جس وقت فجر طلوع ہو چکی تھی پس آپ نے ان کو حکم دیا اور انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر اگلے دن بلالؓ نے ظہر کے لئے اذان دی جس وقت سورج ڈھل چکا تھا پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو موخر کیا یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر عصر کے لئے اذان دی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو موخر کیا یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ اس سے دو گنا ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر مغرب کے لئے اذان دی جس وقت سورج غروب ہو گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو موخر کیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ دن کی سفیدی یعنی شفق جو دکھائی دے رہی تھی وہ غائب ہو جاتی، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر عشاء کے لئے اذان دی جس وقت شفق غائب ہو گئی تھی پس ہم اٹھے پھر ہم کئی بار (سوکر) اٹھے، پھر ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ لوگوں میں سے کوئی بھی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا سوائے تمہارے تو تم برابر نماز ہی میں رہے (یعنی نماز کا ثواب ملتا رہا) جب تک اس کے انتظار میں رہے، اور اگر میری امت پر

(یہ بات) مشقت نہ ہوتی تو میں ان کو اس نماز کے آدمی رات یا آدمی رات کے قریب (قریب) تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا، پھر فجر کے لئے اذان دی پس آپ نے اس کو مؤخر کیا یہاں تک کہ سورج طلوع ہونے کے قریب تھا پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھی، پھر آپ نے فرمایا کہ (نماز کا) وقت ان دونوں کے درمیان ہے۔

(طبرانی نے اوسط میں اس کو روایت کیا اور یثقی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے) نیوی کہتا ہے کہ یہ حدیث اس بات کے اوپر دلیل ہے کہ شفق سفیدی ہی ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

قولہ: ”امنی جبریل“ امامت جبرائیل کا واقعہ لیلۃ الاسراء کی صبح میں ظہر کے وقت پیش آیا اور نزول جبرائیل زوال کے بعد ہوا۔ فرضیت صلاۃ کے بعد سب سے پہلے یہی نماز ادا کی گئی اسی لئے اس کو ”الصلاة الأولى“ کہا جاتا ہے۔

ترجمۃ الباب کا مقصد: مصنف کی غرض اس باب کے قائم کرنے سے غالباً اجمالاً ہر نماز کا کل وقت بیان کرنا ہے اس لئے وقت مستحب کے بیان کے لئے مستقل ابواب قائم کریں گے۔ ہم انشاء اللہ انہی ابواب کے تحت تفصیلی گفتگو کریں گے۔ شفق کا بیان بھی آگے آ رہا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الظُّهْرِ

ظہر کے بارے میں جو روایات آئی ہیں

۱۹۶..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَتْبِرُوا بِالصَّلَاةِ؛ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فِتْحِ جَهَنَّمَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب گرمی بڑھ جائے تو نماز کو شہدہ کرو، اس لئے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش مارنے کی وجہ سے ہے۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۱۹۷..... وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغَفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَدَّنُ أَنْ يُؤَدِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أُبْرِدْ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَدِّنَ

فَقَالَ لَهُ: أَبْرِدْ. حَتَّى رَأَيْنَا فِيهِ التَّلَوَّلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے پس مؤذن نے ظہر کے لئے اذان دینا چاہی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ٹھنڈا کر، پھر اس نے اذان دینا چاہی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ٹھنڈا کر، یہاں تک کہ (جب) ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک گرمی کی شدت دوزخ کے جوش مارنے سے ہے، تو جب گرمی بڑھ جائے تو تم نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۱۶۸..... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّمَا أُجِلَّكُمْ فِي أَجَلٍ مِنْ خَلَا مِنْ الْأَمَمِ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَلَاءَ، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلْ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيَرَاطٍ قِيَرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيَرَاطٍ قِيَرَاطٍ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلْ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيَرَاطٍ قِيَرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيَرَاطٍ قِيَرَاطٍ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلْ لِي مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيَرَاطِينَ قِيَرَاطِينَ؟ أَلَا، فَاتَّسَمَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، أَلَا، لَكُمْ الْأَجْرُ مَوْتَيْنِ، فَغَضِبَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، فَقَالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً! قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَهَلْ ظَلَمْتُمْكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَإِنَّهُ فَضَّلَنِي أُعْطِيَهُ مَنْ شِئْتُ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری مدت بچھلی استوں کے مقابلے میں اتنی ہے جتنا عصر کا درمیانی وقت سورج غروب ہونے تک، اور تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثالی ایسی ہے کہ ایک آدمی نے مزدور لیا اور کہا کہ کون میرے لئے نصف نہار تک کام کرے گا ایک قیراط پر؟ یہود نے ایک قیراط پر نصف نہار تک کام کیا، پھر اس نے کہا:

کون میرے لئے نصفِ نہار سے عصر کی نماز تک ایک قیراط پر کام کرے گا؟ پس نصاریٰ نے کام کیا نصفِ نہار سے عصر کی نماز تک ایک قیراط پر، پھر اس نے کہا: کون میرے لئے عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک دو قیراط پر کام کرے گا؟ سن لو! تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک کام کیا، سن لو! تمہارے لئے دواجر ہے، پس یہود و نصاریٰ غضب ناک ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم کام زیادہ کرنے والے ہیں اور عطیہ کم پانے والے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تم پر تمہارے حق میں کمی کی ہے؟ تو کہا کہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک یہ میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۱۹۹..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَاهُ رِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا أَخْبَرُكَ، صَلَّى الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ، وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ، وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَمَا بَيْنَ ثَلَاثِ اللَّيْلِ، وَصَلَّ الصُّبْحَ بَعْثَ يَغْنِي بَغْلَسَ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عبد اللہ بن رافع سے جو کہ زوجہ رسول ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: میں تجھے بتلاتا ہوں، تو ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیرے برابر ہو جائے اور عصر (پڑھ) جب تیرا سایہ تجھ سے دو گنا ہو جائے اور مغرب (پڑھ) جب سورج غروب ہو جائے اور عشاء (پڑھ) جو تیرے اور رات کے تہائی حصہ کے درمیان (وقت) ہے اور صبح کی نماز غُش یعنی اندھیرے میں پڑھ۔ (مالک نے موطا میں اس کو روایت کیا، اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النُّعْمَانِيُّ: اسْتَدَلَّ الْحَقِيقَةُ بِهَذِهِ الْأَحَادِيثِ عَلَى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ لَا يَنْقَضِي بَعْدَ الْمِثْلِ بَلْ يَبْقَى بَعْدَهُ، وَوَقْتُهُ أَزِيدُ مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ، وَفِي الْأَسْبِذَالِ بِهَا أَبْحَاثٌ، وَإِنِّي لَمْ أَجِدْ حَدِيثًا صَرِيحًا صَحِيحًا أَوْ ضَعِيفًا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ إِلَى أَنْ يَصِيرَ الظِّلُّ مِثْلَيْهِ، وَعَنِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ فِيهِ قَوْلَانِ.

ترجمہ: نبوی کہتا ہے: خفیہ نے ان احادیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کے بعد بھی رہتا ہے اور اس کا وقت عصر کے وقت سے زیادہ ہے، اور اس استدلال میں کئی بحشیں ہیں، اور میں نے کوئی واضح حدیث صحیح یا ضعیف نہیں پائی جو دلالت کر رہی ہو کہ ظہر کا وقت سایہ کے دوشل ہونے تک ہے، اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دو قول ہیں۔

پہلی بحث: نماز ظہر کا وقت جواز!

ظہر کے وقت کی ابتداء باجماع فقہاء زوال کے بعد سے ہوتی ہے اور آخر وقت میں اختلاف ہے۔

(۱) جمہور علماء و صاحبین کے نزدیک ہر چیز کا سایہ اصلی (سوائے فیء الزوال کے) ایک مثل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔ یہی ایک روایت امام صاحب سے بھی ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہ کا مشہور قول اور ظاہر الروایہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت مثلین تک رہتا ہے۔
نوٹ: امام مالکؒ اور بعض علماء کے نزدیک ایک مثل کے بعد چار رکعت کے بقدر وقت مشترک ہے اس میں ظہر اور عصر دونوں اداء پر بھی جاسکتی ہے۔
جمہور علماء کی دلیل:

۱..... حدیث ابن عباسؓ و دیگر: ”وَصَلَّى الْمَرْءُ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ“۔ دوسرے دن ایک مثل پر ظہر کی نماز پڑھنا اس کے انتہائی وقت ہونے کی دلیل ہے۔

۲..... روایت موطا امام مالکؒ ”كُتِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عَمَالِهِ أَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَكُونَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ“۔
امام ابو حنیفہؒ کی دلیل:

۱..... حدیث ابو ہریرہؓ: ”إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ“، کیونکہ حجاز جیسے ملک میں گرمیوں میں ایک مثل کے ”ابراہ“، یعنی ٹھنڈا وقت نہیں ہوتا۔

۲..... باب کی دوسری حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ نے موسم گرما میں اتنا ٹھنڈا کر کے ظہر کی نماز ادا کی کہ راوی کے مطابق ٹیلوں کے سائے اپنے اوپر سے باہر نکل گئے اور ظاہر بات

ہے کہ وسیع اجسام کا سایہ ایک مثل کے اندر باہر نہیں سکتا بلکہ دو مثل کے اندر نکلے گا بالخصوص بلا مغرب میں کہ جہاں وسط زمین پر واقع ہونے کی وجہ سے سایہ دیر سے بڑھتا ہے۔

۳..... باب کی تیسری حدیث جس کے مطابق آنحضرت ﷺ نے امت محمدیہ کی زندگی کو عصر تا مغرب وقت کی مانند قرار دیا اور یہود و نصاریٰ کی مدت زندگی سے نہایت کم بتایا جس پر یہودی و نصاریٰ محض اس وجہ سے معترض ہوئے کہ ہمارا وقت عمل ان کے وقت عمل سے کئی زیادہ مگر پھر بھی ان کی اجرت ہم سے دوگنی؟ اب عصر تا مغرب وقت یہودیوں کے وقت (صبح صادق تا زوال) سے تو گرمی سردی ہر موسم میں کم ہے مگر نصاریٰ کے وقت (ظہر تا عصر) سے سال بھر اسی صورت میں کم ہوگا جب ظہر کی انتہاء مثل ثانی پر مانی جائے گی ورنہ سال کے کچھ ایام میں زوال تا مثل اول وقت اتنا ہی ہوگا جتنا کہ مثل اول تا غروب آفتاب وقت ہوگا اور نصاریٰ کا ہمارے اوپر اعتراض عقلاً کسی طرح درست نہ ہوگا وقت برابر ہونے کی وجہ سے، اور مثال بھی غلط ثابت ہوگی۔

۴..... حدیث ابو ہریرہؓ موقوفاً ”صَلَّ الظُّهْرُ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ مِثْلَكَ، وَالْعَصْرُ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ“۔

قولہ: ”قَالَ النِّيمَوِيُّ: وَلَمْ أَجِدْ حَدِيثًا صَرِيحًا.....“ الخ احناف کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ امام صاحبؒ کے قول مشہور یعنی مثلیں کے کوئی صریح حدیث مرفوع نہیں البتہ ایسی احادیث مرفوعہ ضرور ملتی ہیں جن کے مطابق یہ ماننا لازم ہوتا ہے کہ مثل اول کے بعد بھی ظہر کا وقت ہے۔ نیز یہ بھی کہ مثل اول والی حدیثیں ابتدا کی ہیں اور مثلیں والی حدیثیں بعد کی ہیں لہذا ان پر عمل متعین ہوگا اور حدیث جبرائیل میں نسخ ہوتا رہا ہے مثلاً اس میں عصر کا انتہائی وقت مثلیں کو قرار دیا گیا ہے حالانکہ بالاتفاق عصر کا وقت غروب آفتاب تک ہے۔

دوسری بحث: ظہر کا وقت مستحب!

سردیوں میں بالاتفاق تعیل یعنی جلدی پڑھنا بہتر ہے اور گرمیوں میں وقت مستحب کے بارے میں اختلاف ہے:

پہلا قول: امام شافعیؒ کے نزدیک عام حالات میں ظہر میں تعیل ہی اولیٰ ہے، البتہ چند شرائط کے ساتھ موسم گرما میں تاخیر مستحب ہے، وہ شرطیں یہ ہیں: (۱) سخت گرمی ہو کہ لوگوں کا کھانا مشکل

ہو۔ (۲) مسجد لوگوں سے بہت دور ہو۔ (۳) جماعت کی نماز ہو، مفرد کے لئے تاخیر بہتر نہیں۔
ان شرطوں میں سے ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو پھر وہی قبیل افضل بہتر ہوگی۔
دوسرا قول: جمہور بشمول احناف گری میں تاخیر فی الظہر کے قائل ہیں۔
امام شافعی کی دلیل:

۱..... حدیث: ”الصلاة أول وقتها وضوء الله“۔ [ترمذی شریف]

۲..... حدیث عائشہ: ”ما رأيت أحدا أشد تعجیلاً للظہر من رسول الله ﷺ“ [ترمذی]
جمہور کی دلیل: باب کی ”اہراد“ کے بیان پر مشتمل مرتب صحیح احادیث ”إِذَا اشْتَدَ الْحَرُّ فَأَتَرْتُوْا بِالصَّلَاةِ؛ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فِتْحِ جَهَنَّمَ۔“
امام شافعی کو جواب:

۱..... پہلی حدیث میں ”اول وقتها“ سے مراد اول وقت مستحب ہے تطبیقاً بین الاحادیث۔
۲..... حدیث عائشہ میں زیادہ تاخیر کی نفی مقصود ہے مطلق تاخیر کی نفی ورنہ تناقض لازم آئے گا۔
۳..... مطلق قبیل ترمذی ظہر والی حدیثیں منسوخ ہو چکیں کما فی حدیث مخیرة بن شعبہ ”کان آخر الامرین من رسول الله ﷺ الابراد بالظہر“۔ [درس مظلوة: ۱۸/۲ بحوالہ النسخ الحی ر]

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَصْرِ

ان روایات کا بیان جو عصر کے بارے میں آئی ہیں

۲۰۰..... عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَيَتُوتُهُمْ نَارًا كَمَا حَبَسُونَا وَشَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ، وَلِمُسْلِمٍ فِي رِوَايَةٍ: شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى صَلَاةَ الْعَصْرِ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: غزوہ احزاب والے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جس طرح انہوں نے ہمیں روکے رکھا اور مشغول رکھا صلاۃ وسطی سے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا اور مسلم کی

ایک روایت میں ہے کہ ”ہمیں صلاۃ وسطیٰ (یعنی نماز عصر سے مشغول رکھا“)

۲۰۱..... وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلَاةَ الْعَصْرِ﴾ فَقَرَأْنَاهَا مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ نَسَخَهَا اللَّهُ فَنَزَلَتْ: ﴿حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ فَقَالَ رَجُلٌ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيقِي لَهُ: هِيَ إِذَا صَلَاةُ الْعَصْرِ. فَقَالَ الْبَرَاءُ: قَدْ أَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ، وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: شقیق بن عقبہؓ سے مروی ہے وہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی ﴿حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلَاةَ الْعَصْرِ﴾ (یعنی نمازوں کی حفاظت کرو اور نماز عصر کی) تو جب تک اللہ کو منظور ہوا ہم اس کو پڑھتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو منسوخ کیا اور (آیت) نازل ہوئی: ﴿حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ (یعنی حفاظت کرو نمازوں کی اور صلاۃ وسطیٰ کی) تو ایک آدمی نے جو شقیق کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان سے کہا کہ پھر تو یہ عصر کی نماز ہوئی تو حضرت براء نے کہا کہ تحقیق میں نے تمہیں بتا دیا کہ (آیت) کیسے نازل ہوئی اور کیسے اللہ نے اس کو منسوخ کیا اور اللہ زیادہ جانتا ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۰۲..... وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صلاۃ الوسطیٰ نماز عصر ہے۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور صحیح قرار دیا)

۲۰۳..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ قَامَ فَقَرَأَهَا أَوْ بَعَا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ منافق کی نماز ہے بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب

وہ (سیرج) شیطان کے دوستگوں کے درمیان ہوتا ہے تو یہ کھڑا ہوتا ہے اور (جلدی جلدی) چار ٹھونگیں مارتا ہے (اور) اس میں اللہ کو (بس) تھوڑا سا یاد کرتا ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا) ۲۰۶..... وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ، وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کے لئے تم سے زیادہ جلدی کرتے تھے اور تم عصر کے لئے ان سے زیادہ جلدی کرتے ہو۔ (احمد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قولہ: "تلك صلاة المنافق" اس سے مراد اصفر ارٹس تک نماز کو مؤخر کرتا ہے۔

پہلی بحث: صلاة وسطی (جس کی فضیلت وارد ہوئی ہے) کون سی نماز ہے؟

(۱) امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ نماز فجر ہے۔

(۲) امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ نماز ظہر ہے۔

(۳) امام ابوحنیفہ کا مشہور قول یہ ہے کہ نماز عصر ہے دھوقول احمد وروایت عن مالک والشافعی۔

اکثر صحابہ و تابعین کا یہی مذہب ہے اور باب کی پہلی تین حدیثوں میں اسی کا ثبوت ہے۔

دوسری بحث: عصر کا وقت جواز!

عصر کے ابتدائی وقت میں وہی اختلاف ہے جو ظہر کے انتہائی وقت میں ہے یعنی جمہور

علماء و صاحبین کے نزدیک اس کی ابتداء مثل اول سے ہو جاتی ہے اور امام صاحب کے نزدیک

مثل ثانی کے بعد، اس مسئلہ کے دلائل گذر چکے اور انتہائی وقت بالاتفاق غروب آفتاب ہے۔

تیسری بحث: عصر کا مستحب وقت:

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عصر میں تقیل اولیٰ ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہ کے نزدیک اصفر ارٹس ہونے سے پہلے تک تاخیر مستحب ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل:

۱..... حدیث: "الصلاة أول وقتها رضوان الله"۔ [ترمذی شریف]

۲..... حدیث عائشہؓ ”كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حَجَرٍ تَهَالِمُ يَظْهَرُ الْفَيْءُ مِنْ حَجَرِ تَهَالِمٍ“ یعنی آفتاب کی روشنی حضرت عائشہؓ کے حجرے کے فرش پر رہتی اور دیوار پر نہیں چڑھتی تھی اس وقت عصر کی نماز پڑھی تو معلوم ہوا کہ آفتاب بہت بلند رہا، اس سے تعجیل ثابت ہوئی۔
امام ابو حنیفہؒ کی دلیل:

۱..... حدیث ام سلمہؓ ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ، وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ“۔

۲..... حدیث: ”حافظو اعلیٰ العصرین: صلاة قبل طلوع الشمس وصلاة قبل غروبها“۔ ”قبل“ سے مراد عرف میں قبلیت قریبہ یعنی ”کچھ پہلے“ مراد ہوتی ہے۔
ائمہ ثلاثہؒ جو جواب:

۱..... ”اول وقت“ سے مراد اول وقت مستحب ہے نہ کہ کمال وقت، خود امام مالکؒ و ائمہ طہر میں اس حدیث کے باوجود تاخیر فی الصیف کو افضل قرار دیتے ہیں۔

۲..... حجرہ عائشہؓ کی دیوار چھوٹی تھی اس لئے غروب آفتاب سے ذرا پہلے تک دھوپ رہتی تھی، اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بعض وقت حجرے کے اندر رہ کر امامت کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ باہر سے اقتدا کرتے تھے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ دیوار چھوٹی ہوتا کہ مقتدی امام کی حالت کو دیکھ سکے، لہذا اس تعجیل ظہر پر استدلال درست نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

ان روایات کا بیان جو نماز مغرب کے بارے میں آئی ہیں

۲۰۵..... عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَحْوَجِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ.
ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز پڑھتے تھے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردہ کے پیچھے چھپ جاتا۔ (سوائے نسائی کے جماعت نے اس کو روایت کیا)

۲۰۶.....وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تَزَالُ أُمِّيُّ
يَخِيرُ أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ
وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت
مسلل خیر پر یا (فرمایا) فطرت پر رہے گی جب تک مغرب کو (اتنا) مؤخر نہ کرے کہ ستارے
(بہت زیادہ) نظر آنے لگے۔ (احمد اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: اس باب میں تین فقہی مسائل ہیں:

پہلا مسئلہ: مغرب کا ابتدائی اور انتہائی وقت!

وقت مغرب کی ابتدا تو بالاتفاق غروب سے ہوتی ہے، البتہ انتہاء میں اختلاف ہے۔

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک غروب آفتاب کے بعد پانچ رکعات پڑھنے کی مقدار وقت مغرب
ہے، یہی ایک روایت امام شافعیؒ سے ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ کے یہاں شفق ڈوبنے تک مغرب ہے و مہر ولیہ عن الامام الشافعیؒ۔
امام مالکؒ کی دلیل: حدیث جبرائیلؑ کہ انہوں نے دونوں دن مغرب ایک وقت میں پڑھائی،
اگر وقت میں وسعت و نجاش ہوتی تو وہ ضرور اول و انتہاء کا فرق کرتے۔

امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ کی دلیل: باب المواقیث کی کئی احادیث بالخصوص حدیث ابو موسیٰؓ ”ثُمَّ أَخْرَجَ
الْمَغْرِبَ حَتَّى كَانَ عِنْدَ سُقُوطِ الشَّفَقِ“۔ اور حدیث عبد اللہ بن عمروؓ ”وَوَقْتُ صَلَاةِ
الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ“۔

امام مالکؒ کو جواب: حدیث جبرائیلؑ منسوخ ہے یا اس میں مغرب کا وقت مستحب مراد ہے۔

دوسرا مسئلہ: مغرب میں بالاتفاق تعیل اولیٰ ہے۔

تیسرا مسئلہ: شفق سے کیا مراد ہے!؟

(۱) امام مالکؒ و شافعیؒ و صاحبینؒ کے نزدیک وہ سرخی جو غروب کے کچھ دیر بعد ظاہر ہوتی ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ کے یہاں وہ سفیدی جو سرخی کے بعد نمودار ہوتی ہے اور اس کے بعد

رات کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ احناف کا مفتی یہ قول یہی ہے۔ [رحمۃ لامة، ص: ۲۹]

امام مالک و شافعی و صاحبین کی دلیل:

۱..... قول ابن عمر: "الشفق هو الحمرة" صحابہ کرام میں سے ابن عباسؓ، شداد بن اوسؓ، عبادہ بن صامتؓ، اور تابعین میں سے مکحولؓ اور طاؤسؓ کا بھی یہی قول ہے۔

۲..... امام اہل لغت خلیل بن احمدؒ نے شفق کی تفسیر سرخی سے کی ہے۔

امام ابو حنیفہ و احمدؒ کی دلیل:

۱..... حدیث جاہل (باب المواقیت): "ثُمَّ أَذِنَ لِلْعِشَاءِ حِينَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ"۔ اس میں صراحتہً بیاض التہار یعنی دن کی سفیدی کو "شفق" کہا گیا ہے۔

۲..... جلیل القدر صحابہ کرامؓ بھی شفق سے بیاض مراد لیتے ہیں مثلاً حضرت ابو بکر صدیقؓ، عائشہؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ اور عبد اللہ بن زبیرؓ بعد کے فقہاء میں عمر بن عبد العزیزؓ، زفرؓ، ابو ثورؓ وغیرہ اس کے قائل کل تھے۔ امام مالک و شافعیؒ کا بھی ایک قول اس کے موافق ہے۔

۳..... ائمہ لغت برد، ثعلب، فراء اور ابو عمرؒ نے شفق کی تفسیر سفیدی سے کی ہے۔

بہر حال دونوں اقوال دلائل پر مبنی ہیں اور امام صاحبؒ سے بھی دو قول مروی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ

وہ روایات جو نماز عشاء کے بارے میں آئی ہیں

۲۰۷..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخَّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے لئے اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو میں ان کو حکم دیتا کہ عشاء کو رات کے تہائی حصے یا آدھی رات تک مؤخر کریں۔ (احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے

اس کو صحیح قرار دیا)

۲۰۸..... وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنْ تَنْظَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ حَتَّى ذَهَبَ نَحْوُ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، قَالَ: فَجَاءَ فَصَلَّى بِنَا ثُمَّ قَالَ: خُذُوا مَقَاعِدَكُمْ؛ فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مُنْذُ أَنْتُمْ تَمُوتُهَا، وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسَقَمُ السَّقِيمِ وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَأَخْرَجْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ہم نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کا عشاء کی نماز کے لئے انتظار کیا یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا، (حضرت ابوسعید نے فرمایا) تو آپ تشریف لائے اور آپ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر آپ نے فرمایا کہ اپنی بیٹنی کی جگہ کو پکڑے رہو (یعنی اپنی جگہ سے اٹھو نہیں) اس لئے کہ لوگوں نے تو اپنے لیٹنے کی جگہ پکڑ لی ہے (یعنی سو گئے ہیں) اور تم برابر نماز ہی میں رہے جب سے اس کا انتظار کر رہے ہو، اگر کمزور کی کمزوری، بیمار کی بیماری اور ضرورت مند کی ضرورت نہ ہوتی تو میں اس نماز کو تمہاری رات تک مؤخر کرتا۔ (ترمذی کے علاوہ پانچوں نے اور ابن خزیمہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۰۹..... وَعَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَصَلَ الْعِشَاءَ أَمَّا اللَّيْلُ شَبَّتْ وَلَا تَغْفُلْهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهُ بِقَاتٍ. ترجمہ: نافع بن جبیر سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ لکھا کہ ”اور عشاء کی نماز رات کے جس حصے میں چاہو پڑھو اور اس کو بھولو مت“۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کے روایت ثقہ ہیں)

۲۱۰..... وَعَنْ غَيْسَةَ بِنِ جَرِيحٍ أَنَّهَا قَالَتْ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا إِفْرَاطُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ؟ قَالَ: طُلُوعُ الْفَجْرِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عبیدہ بن جریج سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا

کہ عشاء کی نماز میں کوتاہی کیا ہے؟ فرمایا کہ فجر کا طلوع ہو جانا۔ (لحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّسَمِيُّ: ذَلَّ الْحَدِيثَانِ عَلَى أَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ يَبْقَى بَعْدَ مُضِيِّ نِصْفِ اللَّيْلِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ وَلَا يَخْرُجُ بِخُرُوجِهِ، فَبِالْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ كُلِّهَا يَبْثُثُ أَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ مِنْ حِينَ دُخُولِهِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ، وَبَعْضُهُ أَوْلَى مِنْ بَعْضٍ، وَأَمَّا بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا يَخْلُو مِنَ الْكَرَاهَةِ.

ترجمہ: نبوی کہتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کی دلالت اس بات پر ہے کہ عشاء کا وقت آدمی رات گزرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے فجر کے طلوع ہونے تک اور آدمی رات کے نکلنے سے نماز کا وقت نہیں نکلتا تو تمام احادیث کے درمیان تطبیق دینے سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ایک تہائی رات تک عشاء کا افضل وقت ہے اور نصف لیل تک وقفہ جواز ہے اور (اس میں) بعض وقت بعض سے اولیٰ ہے اور بہر حال آدمی رات کے بعد کراہت سے خالی نہیں ہے۔

مسئلۃ الباب: عشاء کا ابتدائی و انتہائی وقت!

عشاء کی ابتداء بالاتفاق غروب شفق سے ہوتی ہے اور انتہاء میں اختلاف ہے۔

(۱) امام مالک و شافعی کے نزدیک عشاء کا انتہائی وقت نصف اللیل یعنی آدمی رات ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہ و احمد کے نزدیک طلوع صبح صادق تک عشاء کا وقت ہے۔

امام مالک و شافعی کی دلیل: حدیث عبداللہ بن عمرؓ (باب المواقیث): ”ووقت العشاء الى نصف الليل الأوسط“.

امام ابوحنیفہ و احمد کی دلیل:

حقیقہ ”ومن معمم کی دلیل میں کوئی ایک حدیث نہیں پیش کی جاسکتی، اس کے بجائے احناف کا قول اس مسئلہ میں مجموعہ روایات پر مبنی ہے؛ کیونکہ آپ ﷺ سے لٹک لیل اور نصف لیل کے بعد بھی نماز پڑھنا ثابت ہے، چنانچہ:

..... حدیث عائشہؓ میں ہے: ”أعتم النبي ﷺ ذات ليلة حتى ذهب عامة الليل

وحتی نام اہل المسجد ثم خرج فصلی، یعنی ایک رات نبی کریم ﷺ نے (عشاء کی نماز میں) اتنی تاخیر فرمائی کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا اور مسجد والے لوگ سو گئے پھر آپ ﷺ باہر نکلے اور آپ نے نماز پڑھائی۔ [طحاوی شریف]

۲..... باب کی حدیث عمرؓ کہ آپ نے اپنے عاملوں کو یہ لکھا: ”وَصَلِّ الْعِشَاءَ أَيْ اللَّيْلِ شَيْئًا“۔ حضرت عمرؓ متسرہ کے تحت یہ جانتے تھے کہ پوری رات عشاء کا وقت ہے۔

۳..... باب میں مذکور قول ابو ہریرہؓ: ”طُلُوعُ الْفَجْرِ“ یعنی عشاء کا آخری وقت طلوع فجر ہے۔

اب احتلاف نے تمام احادیث میں تطبیق کرتے ہوئے یہ رائے اختیار کی کہ مکث لیل تک عشاء کا وقت مستحب، نصف لیل تک وجہ جواز اور اس کے بعد سے طلوع صبح صادق تک وقت مکروہ تخریجی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيسِ

وہ روایات جو تغلیس کے بارے میں آئی ہیں

۲۱۱..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْ نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفَعَاتٍ بِمِرْوَطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغُلَسِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مسلمان عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز میں حاضر ہوتی تھیں (وہ) اپنی چادروں میں لپیٹی ہوئی ہوتی تھیں پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتی جس وقت نماز پوری کر لیتی تھیں، کوئی ان کو اندھیرے کی وجہ سے نہیں پہچان سکتا تھا۔ (شیخین)

۲۱۲..... وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الطُّهْرَ بِأَلْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةً وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجِبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَلًا وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغُلَسٍ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: نبی کریم ﷺ طہر (کی نماز) دوپہر میں پڑھتے،

اور عمر پڑھتے جبکہ سورج روشن ہوتا اور مغرب (پڑھتے) جب وہ چھپ جاتا اور عشاء جب زیادہ لوگ ہوتے تو جلدی (پڑھتے) اور جب کم ہوتے تو مؤخر کرتے اور صبح (کی نماز) اندھیرے میں (پڑھتے)۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۱۳..... عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: نَزَلَ جِبْرِئِيلُ فَأَخْبَرَنِي بِوَقْتِ الصَّلَاةِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ - فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الظُّهْرِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَرُبَّمَا أُخْرَهَا حِينَ يَشْهُدُ الْحَجَرُ، وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ قَبْلَ أَنْ تَذْخُلَهَا الْمَغْرَبَةُ، فَيُتَصَرَّفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَيَأْتِي ذَا الْحُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِينَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ حِينَ يَسُودُ اللَّافِقُ، وَرُبَّمَا أُخْرَهَا حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ وَيُصَلِّي الصُّبْحَ مَرَّةً بِفُلَس، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيصِ حَتَّى مَاتَ لَمْ يَبْعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفِرَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ، وَالزِّيَادَةُ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ.

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ جبرائیل امین نازل ہوئے مجھے نماز کے وقت کے بارے میں بتایا پس میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، آپ اپنی انگلی سے پانچ نماز شمار کرتے رہے۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ظہر پڑھی جس وقت کہ سورج ڈھل گیا اور بسا اوقات اس کو مؤخر کرتے جس وقت گرمی زیادہ ہوتی اور میں نے آپ کو عصر پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ سورج چمکا ہوا بلند تھا اس میں زردی آنے سے پہلے، پھر ایک آدی نماز سے فارغ ہو کر ذوالحلیفہ آتا غروب ہونے سے پہلے،

اور مغرب کی نماز پڑھتے جس وقت سورج ڈوب جاتا اور عشاء پڑھتے جس وقت افق کالا ہو جاتا اور بسا اوقات اس کو کوثر کرتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے اور صبح کی نماز ایک مرتبہ اندھیرے میں پڑھی پھر دوسری بار اس کو روشنی میں پڑھا، پھر اس کے بعد آپ کی (فجر کی) نماز اندھیرے میں ہی ہوتی یہاں تک کہ آپ (دنیا سے) رخصت ہو گئے روشنی میں پڑھنے کی طرف نہیں لوٹے۔ (ابوداؤد اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند میں کلام ہے اور زیادتی غیر محفوظ ہے)

مسئلۃ الباب: فجر کا وقت مستحب!

بالا اتفاق فجر کا وقت جواز صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک رہتا ہے، البتہ فجر کے وقت مستحب کے بارے میں اختلاف ہے۔

- (۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فجر میں تغلیس یعنی اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔
- (۲) امام ابو حنیفہؒ، ان کے اصحاب اور سفیان ثوریؒ کے نزدیک اسفار یعنی روشنی میں پڑھنا افضل ہے۔ احناف میں سے امام محمد بن حسنؒ فرماتے ہیں کہ غلّس میں شروع کرے اور اسفار میں ختم کر دے۔ امام طحاویؒ اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: اس باب کی تینوں حدیثیں ائمہ ثلاثہ کی دلیل ہیں:

۱..... حدیث عائشہؓ: ”ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضَيْنَ الصَّلَاةَ لَا يَغْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْفَلَاسِ.“

۲..... حدیث جابرؓ: ”وَالصُّبْحُ بِفَلَاسٍ.“

۳..... حدیث ابو مسعودؓ: ”وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِفَلَاسٍ، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيسِ حَتَّى مَاتَ لَمْ يَغْزِ إِلَى أَنْ يُسْفَرَ.“

(احناف کے دلائل اور ائمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب اگلے باب کے تحت ملاحظہ کیجئے)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْفَارِ

وہ روایات جو اسفار کے بارے میں آئی ہیں

۲۱۴..... عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ لَغَيْرٍ مِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ، جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيقَاتِهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ، وَلِمُسْلِمٍ: قَبْلَ وَقْتِهَا بَغْلَسٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی نماز کو اس کے وقت کے علاوہ پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے دو نماز کے، آپ نے (ایک بار) مغرب اور عشاء کو جمع فرمایا، اور فجر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔ (شخصین اس کو روایت کیا اور مسلم کی روایت میں اتنا اضافہ ہے: وقت سے پہلے اندھیرے میں)

۲۱۵..... وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَمَرْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى مَكَّةَ، ثُمَّ قَلِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَاةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَالْعِشَاءَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلَ يَقُولُ: لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ. ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حَوَّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا فِي هَذَا الْمَكَانِ: الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَلَا يَقْدُمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتَّى يُعْتَمُوا وَصَلَاةُ الْفَجْرِ هَذِهِ السَّاعَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلا، پھر ہم مزدلفہ میں آئے تو انہوں نے دو نمازیں پڑھی اور ہر نماز کو علیحدہ اذان اور اقامت کے ساتھ، اور ان دونوں (نمازوں) کے درمیان راستہ کا کھانا کھایا، پھر فجر کی نماز پڑھی جب فجر طلوع ہو گئی، پھر انہوں نے کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ دونوں نمازیں مغرب اور عشاء اس جگہ میں اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں تو لوگ مزدلفہ نہ آئیں یہاں تک کہ اندھیرا کر لیں اور فجر کی نماز اس وقت میں۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ: فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةَ فِي هَذَا الْمَكَانِ مِنْ هَذَا الْيَوْمِ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: هُمَا صَلَاتَانِ تَحُولَانِ عَنْ وَفْتِهِمَا صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمَزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرِ حِينَ يَنْتَرِعُ الْفَجْرُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ.

ترجمہ: اور اس کی ایک اور روایت میں اتنا اضافہ ہے: پھر جب فجر طلوع ہوگی تو فرمایا: نبی کریم ﷺ اس وقت کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے سوائے اس نماز کے اس جگہ میں اس دن۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی جاتی ہیں: نماز مغرب لوگوں کے مزدلفہ آجانے کے بعد اور فجر (کی نماز) فجر طلوع ہونے کے وقت۔ فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

۲۱۶..... وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَسْفَرُوا لِصَلَاةِ الْفَجْرِ؛ فَإِنَّ ذَلِكَ أَكْثَرُ لِلْأَجْرِ أَوْ قَالَ: لِأَجْوَدِ كُمْ. رَوَاهُ الْحَمِيدِيُّ وَأَصْحَابُ السُّنَنِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فجر کی نماز کو روٹی میں پڑھو؛ اس لئے کہ یہ اجر کے اعتبار سے بڑا ہے یا فرمایا: تمہارے اجر کے لئے (بڑا ہے)۔ (حمیدی اور سنن کے مصنفین نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۱۷..... وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَيْثٍ عَنْ رِجَالٍ مِنْ قَوْمِهِ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَا أَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ؛ فَإِنَّهُ أَكْثَرُ لِلْأَجْرِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ الزُّبَيْدِيُّ: بِسَنَدٍ صَحِيحٍ.

ترجمہ: محمد بن لیبث اپنی قوم کے انصاری آدمیوں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جتنا فجر کی نماز کو روٹی میں پڑھو گے اتنا زیادہ اجر کا باعث ہوگا۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور حافظ زبیدی نے کہا کہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے)

۲۱۸..... وَعَنْ هُرَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

سَمِعْتُ جَدِّي رَافِعَ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِبِلَالٍ: نَوِّزْ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى يَبْصُرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِنَ الْإِسْقَارِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَابْنُ عَدِيٍّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْحَاقُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ہریر بن عبد الرحمن بن رافع بن خدیج نے کہا کہ میں نے اپنے دادا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ صبح کی نماز کو روشن کر دو یہاں تک کہ لوگ، اپنے تیر گرنے کی جگہ دیکھنے لگے روشنی کی وجہ سے۔ (ابن ابی حاتم، ابن عدی، طبرانی، اسحاق، ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۲۱۹..... وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: حَدَّثَنِي بِوَقْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ. قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ عِنْدَ ذُلُوكِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ بَيْنَ صَلَاتِكُمُ الْأُولَى وَالْعَصْرِ، وَكَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ، وَيُصَلِّي الْغَدَاةَ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ حِينَ يَفْتَحُ الْبَصَرُ، كُلُّ مَا بَيْنَ ذَلِكَ وَقْتُ أَوْ قَالَ: صَلَاةٌ. رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: یزید بن ابی انس نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کا نماز کے بارے میں وقت بتائیے، انہوں نے کہا کہ آپ ظہر سورج ڈھلنے کے وقت پڑھتے اور عصر تمہاری پہلی نماز (مرا ظہر) اور عصر کے درمیان پڑھتے اور مغرب غروب شمس کے وقت پڑھتے اور عشاء شفق کے غروب ہونے کے وقت پڑھتے اور صبح (کی نماز) فجر کے طلوع ہونے کے وقت جب آنکھ کھل جاتی۔ ان تمام اوقات کے درمیان (نماز کا) وقت ہے یا فرمایا نماز ہے۔ (ابو یعلیٰ نے اس کو روایت کیا اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے)

۲۲۰..... وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِغَلَسِ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَسْفِرُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّهُ أَفْقَى لَكُمْ. إِنَّمَا

تُرِيدُونَ أَنْ تَخْلُوا بِحَوَائِجِكُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

جبر بن نفیرؒ نے کہا: ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی، تو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نماز کو روشن کرو اس لئے کہ یہ تمہارے لئے زیادہ سمجھ کی بات ہے، تم تو (بس) یہ چاہتے ہو کہ اپنی ضروریات کے لئے (جلد) فارغ ہو جاؤ۔ (طحاوی، سند حسن ہے)

۲۲۱..... وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لِمَوْذِيهِ: أَسْفِرْ أَسْفِرْ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: علی بن ربیعہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ اپنے مؤذن سے کہہ رہے تھے کہ ”روشن کرو روشن کر“۔ (عبدالرزاق، ابوبکر بن ابی شیبہ اور طحاوی، سند صحیح ہے)

۲۲۲..... وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ يُسْفِرُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عبدالرحمن بن یزیدؒ نے کہا کہ: ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ صبح کی نماز روشنی میں پڑھا کرتے تھے۔ (طحاوی، عبدالرزاق اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

امام ابوحنیفہؒ کے دلائل پر ایک نظر:

اس باب میں نو حدیثیں ہیں جو اسفار بالفجر کے مسئلے میں امام ابوحنیفہؒ کی دلیلیں ہیں، تین اہم دلیل یہ ہے:

۱..... حدیث رافع مرفوعاً: ”أَسْفِرُوا لِصَلَاةِ الْفَجْرِ؛ فَإِنَّ ذَلِكَ أَكْبَرُ لِلْأَجْرِ“۔

۲..... حدیث انس مرفوعاً: ”وَيُصَلِّيُ الْغَدَاةَ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ حِينَ يَفْتَحُ الْبَصَرُ“۔

۳..... حدیث ابن مسعود مرفوعاً، وحدیث ابوبکرؓ وعمرؓ علیؓ ابودرداءؓ وغیر ذلک۔

انہم ثلاثہ کے دلائل کا جواب:

۱..... حدیث عائشہؓ کا جواب: حضرت عائشہؓ کی حدیث ”لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ“ پر ختم ہے اور آپ

کا منشا یہ ہے کہ چونکہ عورتیں انتہائی پردہ کئے ہوئے ہوتی تھیں اس لئے کوئی انہیں پہچان نہیں پاتا تھا، اب راوی نے یہ سمجھا کہ نہ پہچاننے کی وجہ اندھیرے میں نماز پڑھ لینا تھا اس لئے اس نے ”من الغلس“ کا اضافہ کر دیا۔ اس کی دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے جس میں راوی نے اس طرح کہا ہے ”تعنی من الغلس“ یعنی حضرت عائشہؓ کی مراد اندھیرے کی وجہ سے ہے۔ غرض یہ جملہ مدرج من الراوی ہے اس سے صحیح و صریح احادیث کا قائل درست نہیں۔

اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ ”من الغلس“ حضرت عائشہؓ کا اپنا فرمان ہے تو پھر اس غلس سے ان کی مراد بکھنے کی ضرورت ہے تاکہ احادیث کے درمیان اور صحابہ کرامؓ کے بیان میں تضاد نہ رہے۔ دراصل اس زمانے میں مسجد نبوی ﷺ کی دیواریں چھوٹی تھیں، چھت نیچی تھی، اور اس میں کھڑکیاں نہیں تھیں، مسجد کا رخ بھی مشرق کی جانب نہ تھا، اس لئے اسفار کے بعد بھی وہاں پر اندھیرا رہتا تھا، جس کی وجہ سے عورتیں پہچان میں نہیں آتی تھیں نہ یہ کہ نمازی اندھیرے میں پڑھی جاتی تھی۔

۲..... حدیث جامعہ ”وَالصُّنْحُ بِغُلَسٍ“ کا جواب یہ ہے کہ ایک دوسرے صحابی حضرت ابو بزرہؓ سلمیٰ کا بیان اس کے برخلاف اسفار کا ہے وہ فرماتے ہیں ”وكان ينفصل من صلاة الغداة حين يعرف الرجل جلسہ“ مسجد نبوی ﷺ کی دیواریں چھوٹی تھیں اور چھت نیچی تھی، لہذا اس کے اندر اپنے ہم نشین کو پہچانا اسی وقت ممکن ہے جب باہر اسفار ہو چکا ہو۔ نیز باب مساجد فی الاسفار میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سوائے حردلفہ کے کسی جگہ کسی دن نماز فجر کو غلس میں نہیں پڑھا۔ اب جبکہ فعلی احادیث میں صحابہ کرامؓ کا اختلاف ہے تو قاعدے کے مطابق قولی احادیث کی طرف رجوع کیا جائے گا اور قولی احادیث میں صراحۃً اسفار میں فجر پڑھنے کا حکم ہے۔ نیز ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں ”ما اجتمع اصحاب محمد ﷺ علی شیء ما اجتمعوا علی التؤیر“، یعنی صحابہ کرامؓ کا اجماع جیسا فجر کو روشنی میں پڑھنے کے متعلق ہوا کہیں اور ایسا اتفاق نہیں ہوا۔ آپؐ کے قول کے مطابق غلس والی حدیث کو منسوخ ماننا پڑے گا۔

نیز حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کا اسفار بالغیر کرنا بھی نسخ کی کافی دلیل ہے۔ [المہاب فی الجمع بین السنن والکتاب: ۲۰۶/۱]

۳..... حدیث ابو مسعودؓ: ”وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بَغْلَسَ، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيْسِ حَتَّى مَاتَ لَمْ يَغْدُ إِلَى أَنْ يُسْفَرَ.“ کے دو جواب ہیں: (الف) اس حدیث کے دو حصے ہیں، ایک حصہ ”سمعت رسول اللہ ﷺ يقول: فزل جبرئیل..... الی قوله خمس صلوات“ ہے جس میں امامت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اور دوسرا حصہ ”فرایت رسول اللہ ﷺ..... الی قوله لم بعد الی أن یسفر“ ہے جس میں نماز کے اوقات کا تفصیلی ذکر ہے۔ امام ابو داؤدؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کو معطل قرار دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حدیث کی سند کا مدار امام زہریؒ پر ہے۔ زہریؒ کے تلامذہ میں اسامہ بن زیدؒ لشی کے علاوہ معمرؒ، مالکؒ اور سفیان بن عیینہؒ وغیرہ شاگرد حدیث کا صرف پہلا حصہ نقل کرتے ہیں، ان شاگردوں میں اوقات والا حصہ صرف اسامہ نے نقل کیا ہے جن کو امام احمدؒ نے ضعیف کہا ہے۔ لہذا اس حدیث میں ذکر اوقات والا حصہ (بشمول تغلیس) سنداً ضعیف ہے۔

(ب) اگر تلامذہ خود حدیث کے دوسرے حصے پر عمل نہیں کرتے کیونکہ اس میں گرمیوں میں طہر کی نماز تاخیر سے پڑھنے کا ذکر ہے حالانکہ امام شافعیؒ قبیل طہر کے قائل ہیں اور اس حصہ میں افق کے خوب سیاہ ہوجانے کے بعد عشاء پڑھنے کا ذکر ہے گویا شفق سرنخی سے پہلے کی سفیدی ہے جبکہ امام مالکؒ و شافعیؒ شفق سے سرنخی مراد لیتے ہیں۔

أَبْوَابُ الْأَذَانِ

اذان کا بیان

بحث اول: اذان کے لغوی معنی اعلان و اطلاع کے ہیں اور شرعاً اذان کہتے ہیں وقتِ صلاۃ کی مخصوص الفاظ کے ذریعہ اطلاع کرنا۔

بحث ثانی: آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں اذان و اقامت کے بغیر نماز ادا فرماتے تھے یہاں تک کہ جب آپ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اولاً آپ نے اسے ہ میں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی اس کے بعد اذان کے سلسلے میں مشورہ ہوا، پھر ایک قول کے مطابق اسے ہ میں اور دوسرے قول کے مطابق اسے ہ میں اذان شروع ہوئی۔ [الدر المنضود: ۴/۸۵]

بحث ثالث: امام ابو حنیفہؒ، مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک پنج وقتی نمازوں اور جمعہ کے لئے اذان سنت مؤکدہ قریب من الوجوب ہے اور امام احمدؒ کے یہاں شہر والوں پر فرض کفایہ ہے۔ اذان کو فرض عین نہیں لیکن شعائر اسلام میں سے ہے لہذا اگر بستی والے اس کے ترک پر اتفاق کر لیں تو امام ان کے ساتھ قتال کرے گا۔ [رحمۃ اللامۃ: ص ۲۷]

بَابُ فِي بَدْءِ الْاَذَانِ

اذان کی ابتداء کے بارے میں

۲۲۳..... عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ، فَيَتَحَنُّونَ الصَّلَاةَ لَيْسَ يَنَادِي لَهَا، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَافُوسًا مِثْلَ نَافُوسِ النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ. فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَوْ لَا تَتَعَنُّونَ رَجُلًا يَنَادِي بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا بِلَالُ اقْمِ فَنَادٍ بِالصَّلَاةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مسلمان جس وقت مدینہ میں آئے تھے تو وہ جمع ہوتے اور نماز کے وقت کا اندازہ کر لیا کرتے تھے، نماز کے لئے بلایا نہیں جاتا تھا تو انہوں نے ایک دن (آپس میں) اس بارے میں بات کی تو بعضوں نے کہا کہ نصاریٰ کی گھنٹی کی طرح ایک گھنٹی بنا لو اور بعضوں نے کہا کہ یہود کے سینک (والے باجے) کی طرح ایک باجے بنا لو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کیوں نہیں ایک آدمی کو بھیج دیتے جو نماز کے لئے بلائے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! اٹھو اور نماز کے لئے بلاؤ۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۲۴..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرُوا النَّارَ وَالنَّافُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، فَأَمَرَ بِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُؤْتِيَ الْإِقَامَةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ تَرْجُمَهُ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے (بوقتِ مشورہ) آگ (جلائے) اور گھنٹی کا ذکر کیا تو یہود و نصاریٰ (کے طریقوں) کا (بھی) ذکر کیا پس بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان (کے الفاظ) جہت کہیں اور اقامت (کے الفاظ) طاق کہیں۔ (شیخین)

۲۲۵..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّافُوسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ، طَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَافُوسًا فِي يَدِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! أَتَبِيعُ النَّافُوسَ؟ فَقَالَ: وَمَا تَضَعُ بِهِ؟ فَقُلْتُ لَهُ: نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ. قَالَ: أَفَلَا أَذْلُكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهُ: بَلَى إِيَّاهُ. فَقَالَ: فَقَوْلُ: "اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، فَذَكَرَ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ. قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ. فَقَالَ: إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٍّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَكُنْ مَعَ بِلَالٍ، فَجَعَلْتُ أَلْفِيهِ عَلَيْهِ وَيُودُّنُ بِهِ. قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ غَمَزَ بَيْنَ الْخُطَابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَجُوزُ وَدَائِهِ يَقُولُ: وَاللَّيْلِ بِحَلْكِ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أَرَى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَلِلَّهِ الْحَمْدُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے گھنٹی بٹانے کا حکم دیا تاکہ اس کو لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے لئے بجایا جائے، میرے پاس سونے کی حالت میں ایک آدمی آیا جس کے ہاتھ میں گھنٹی تھی، میں نے اس سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! کیا تم گھنٹی بچو گے؟ تو اس نے کہا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے نماز کی طرف بلائیں گے۔ (تو) اس نے کہا: کیا میں تیری ایسی چیز کی طرف رہنمائی نہ کروں جو اس سے بہتر ہے، میں نے کہا: کیوں نہیں! تو اس نے کہا: تم یوں کہا کرو: اللہ اکبر، اللہ اکبر، پھر اس نے اذان و اقامت کو ذکر کیا۔ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ پھر جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس

آیا اور اس کی خبر دی جو میں نے دیکھا تو آپ نے فرمایا: یقیناً یہ سچ خواب ہے ان شاء اللہ، پس بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، تو میں ان کو کھانے لگا، فرمایا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سنا تو جبکہ وہ اپنے گھر میں ہی تھے تو اپنی چادر کو گھسیٹے ہوئے نکلے اور کہنے لگے: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے وہی دیکھا ہے جو اس نے دیکھا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ (ابوداؤد اور احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

تشریح الکلمات:

ناقوس: ایک خاص قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ ایک چھوٹی ہوتی ہے اور ایک بڑی، بڑی کو ناقوس اور چھوٹی کو ذہیل کہتے ہیں، ایک کو دوسری پر مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔

یوق: سینک کی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے آواز بلند ہو جاتی ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں: یہود کے باجوں میں ایک باج ہوتا ہے اس کی صورت ایسی ہوتی ہے جیسے چمدانوں میں شادی بیاہ کے موقع پر ایک لمبی گردن کا باج استعمال کرتے ہیں جسے ”زسکھا“ کہا جاتا ہے۔

مشروعیت اذان کی کیفیت اور احادیث کے درمیان تطبیق:

ابتداء میں نماز کے لئے کوئی وقت مقرر کر لیا جاتا تھا اس پر لوگ اپنے انداز سے جمع ہو جاتے تھے، پھر جب مسلمان زیادہ ہو گئے اور ایک ساتھ جمع ہونے میں دشواری پیش آگئی حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے تو بعض نے کہا کہ نماز کے وقت ناقوس بجایا جائے تاکہ آواز سن کر سب جمع ہو جایا کریں لیکن اس پر اعتراض ہوا کہ اس سے نصاریٰ کی شاہت ہو جاتی ہے، بعض حضرات نے سیگا بجانے کی تجویز پیش کی، اس پر اعتراض ہوا کہ یہ یہودی کی مشابہت ہے، بعض نے اونچی جگہ آگ جلانے کا مشورہ دیا اس پر اعتراض ہوا کہ اس سے نجس کے ساتھ مشابہت ہو جاتی ہے اس لئے یہ سب تجاویز غیر منظور ہو گئیں، البتہ قرن (سیگا) بجانے کی طرف کچھ رجحان تھا۔ حضرت عمرؓ نے رائے دی ”لولا قبضون رجلا ینادی بالصلاة“، یعنی کوئی منادی مقرر کر دیا جائے۔ اس تجویز کو سب نے پسند کیا اور اس پر رائے طے ہو گئی اور حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ہر نماز کے وقت ”الصلاة جامعة“ پکار لیا

کریں۔ اس کے باوجود ہر ایک کے دل میں یہ بات رہی کہ اس سے بہتر صورت نکالی جائے، اسی حالت میں سب اپنے اپنے گھر میں چلے گئے تو اسی دن یا کچھ دن بعد حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہؓ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرائیلؑ یا کوئی دوسرا فرشتہ ایک آدمی کی شکل میں ایک ناقوس لے کر آیا..... (حدیث نمبر ۲۲۵ دیکھیے) صبح کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سچا خواب ہے، بلالؓ کو کہتے رہو اور وہ اذان دیتے رہیں کیونکہ اس کی آواز بلند ہے۔ حضرت عمرؓ نے بھی اس واقعہ سے تقریباً بیس دن قبل اسی جیسا خواب دیکھا تھا، لیکن وہ اس خواب کو بھول گئے تھے، پھر جب حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے اپنا خواب سنایا تو اس وقت انہیں اپنا خواب یاد آیا، لیکن وہ بتقاضائے حیا خاموش رہے کیونکہ حضرت عبداللہ سبقت کر چکے تھے (اور غالباً اپنے گھر تشریف لے گئے)۔

بعد میں جب حضرت بلالؓ نے اذان دی تو اس وقت انہوں نے آکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ”وَالَّذِي بَخَلَكَ بِأَنَّهُ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أَرَأَيْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَلِلَّهِ الْحَمْدُ۔“

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اور بیس صحابہ کرامؓ نے خواب دیکھا لہذا مشروعیت اذان صرف حضرت عبداللہؓ کے خواب سے نہیں ہوئی بلکہ اس میں حضور اکرم ﷺ کی تصویب اور حضرت عمرؓ و دیگر صحابہ کرامؓ کے خواب اس کے مؤید تھے، لیکن چونکہ حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا اور حضور ﷺ نے تصویب کی اس لئے ان کی طرف منسوب ہو گئی اور ان کو ”صحابہ اذان“ کہا جاتا ہے۔

سب سے پہلے اذان دینے کی سعادت:

مشروعیت اذان کا سہرا اگر عبداللہ بن زیدؓ کے سر ہے تو سب سے پہلے اذان دینے کی سعادت حضرت بلالؓ کے حصہ میں آئی اس لئے کہ وہ اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں اسلام لانے کی سزائیں گرم ریت پر پتھروں کے زیر بار ہونے کے ساتھ ”أُحْدَاهُ“ کی نداء تو حید بلند کر چکے تھے۔ [الدر المنصور و دیگر مکتبہ]

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوَجُّعِ

وہ روایات جو توجع کے بارے میں آئی ہیں

۲۲۶..... عَنْ أَبِي مَخْلُورَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَذَانَ فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ، حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ، حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ، حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ، وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ بِطَبِيعَةِ التَّكْثِيرِ.

ترجمہ: حضرت ابو مخزومہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اذان سکھائی یہی فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر، اُشہد ان لا الہ الا اللہ، اُشہد ان لا الہ الا اللہ، اُشہد ان محمدًا رسول اللہ، اُشہد ان محمدًا رسول اللہ، اُشہد ان لا الہ الا اللہ، اُشہد ان لا الہ الا اللہ، اُشہد ان محمدًا رسول اللہ، اُشہد ان محمدًا رسول اللہ، حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ، حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ، حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ، حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ۔ (نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور مسلم نے اس کو اشاد اکبر ورفہ کہنے کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۲۲۷..... وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ بِسَعِ عَشْرَةِ كَلِمَةٍ وَالْإِلَاقَةَ بِسَعِ عَشْرَةِ كَلِمَةٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ابن ابی عمر) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اذان کے ان کلمات اور اقامت کے

سترہ کلمات سکھائے۔ (ترمذی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تشریح الکلمات:

”التربیع“: پہلے دو مرتبہ شہادتین کو آہستہ کہنا پھر دو مرتبہ زور سے کہنا۔

”التربیع“: ”اللہ اکبر“ کو اذان کے شروع میں چار مرتبہ کہنا۔

مسئلۃ الباب: اگلے باب کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ التَّرْجِيعِ

وہ روایات جو ترجیع نہ کرنے کے بارے میں آئی ہیں

۲۲۸..... عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا قَالَ الْمُؤَدِّنُ: ”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ“ فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مِنْ صِدْقِ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مؤذن ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ کہے جس پر تم میں سے (بھی) کوئی (جواب میں) ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ کہے، پھر مؤذن کہے ”أشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ تو وہ بھی کہے ”أشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پھر مؤذن ”أشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ کہے تو وہ بھی کہے ”أشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ پھر مؤذن ”حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ“ کہے تو وہ بھی کہے ”حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ“ پھر مؤذن ”حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ کہے تو وہ بھی کہے ”حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ“ پھر مؤذن ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ کہے تو وہ بھی کہے ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ پھر مؤذن ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہے تو وہ بھی کہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“

کہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ تجھ دل سے تو وہ جنت میں جائے گا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۲۹..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ هَمَّ بِالْبُوقِ وَأَمَرَ بِالنَّاقُوسِ فَنَحَتْ، فَأَرَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فِي النَّعَامِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فَقُلْتُ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّبِعِ النَّاقُوسَ؟ قَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ قُلْتُ: أَنَادِي بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَيْرٍ مِنْ ذَلِكَ؟ قُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: تَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قَالَ: فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا رَأَى. قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَأَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوسًا، فَقَصَّ عَلَيْهِ الْخَبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَأَى رُؤْيَا فَأَخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَالْقِهَا عَلَيْهِ وَلْيَنَادِ بِلَالٍ؛ فَإِنَّهُ أَتَدْنِي صَوْتًا مِنْكَ. قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَجَعَلْتُ أَلْقِيهَا عَلَيْهِ وَهُوَ يُنَادِي بِهَا. قَالَ: فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالصَّوْتِ فَخَرَجَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ خَالٍ فِيمَا جَاءَهُ عَنْهُ التِّرْمِذِيُّ فِي الْعِلَلِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (اذان کے لئے) بوق (باج) کا قصد کر لیا تھا اور ناقوس کا حکم کر چکے تھے چنانچہ وہ تیار کر لی گئی، پھر عبداللہ بن زید کو خواب میں دکھایا گیا، فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا، اس پر دو بزرگ پٹے تھے وہ ناقوس اٹھایا ہوا تھا، میں نے اس سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! تو ناقوس بچو گے؟ اس نے کہا تو اس کا کیا کرے گا؟ میں نے کہا: میں اس کے ذریعہ نماز کے لئے بلاؤں گا۔ اس نے کہا میں تجھے وہ نہ بتاؤں

جو اس سے بہتر ہو؟ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تو کہہ کر: ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، خِيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، خِيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، خِيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، خِيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“، کہا کہ تو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ لکھے (اور) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ جو دیکھا تھا اس کی خبر دی، کہا اے اللہ کے رسول! میں نے (خواب میں) ایک شخص کو دیکھا جس پر دو سبز کپڑے تھے وہ ناقوس اٹھایا ہوا تھا پھر (پورا) واقعہ آپ سے بیان کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تمہارے ساتھی نے ایک خواب دیکھا ہے، پس تم بلال کے ساتھ مسجد جاؤ اور اس کو سکھاتے جاؤ اور بلال اذان دے اس لئے کہ اس کی آواز تم سے بلند ہے۔ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں: چنانچہ میں حضرت بلال کے ساتھ مسجد گیا اور ان کو سکھانے لگا اور انہوں نے ان (کلمات) کے ذریعے اذان دی، کہا کہ پھر عمر بن خطاب نے (جنب) آوازنی تو (گھر سے) نکلے اور کہا اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم، تحقیق میں نے بھی اسی طرح دیکھا جو اس نے دیکھا ہے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد اور احمد نے اس کو روایت کیا اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے اور امام ترمذی کی اپنی کتاب المعمل میں حکایت کے مطابق بخاری نے اس کو صحیح قرار دیا ہے)

مسئلۃ البایین: ”کلمات اذان کی تعداد میں اختلاف ائمہ“

- (۱) امام شافعیؒ کے نزدیک انیس کلمات ہیں۔
 - (۲) امام مالکؒ کے نزدیک سترہ کلمات ہیں۔
 - (۳) امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ کے نزدیک پندرہ کلمات ہیں۔
- تفصیل:

- (۱) امام شافعیؒ ترجیح مع ترجیع کے قائل ہیں۔
- (۲) امام مالکؒ ترجیح بلا ترجیح کے قائل ہیں۔
- (۳) امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ ترجیح بلا ترجیح کے قائل ہیں۔

امام شافعی کی دلیل: گذشتہ باب کی احادیث جن کے مطابق آنحضرت ﷺ نے ابوہریرہؓ کو اذان کے انہی کلمات سکھائے یعنی ترجیع مع ترجیع کے، آپ اسی کے مطابق اذان دیا کرتے تھے۔ امام مالکؒ کی دلیل:

۱..... عدم ترجیع کی دلیل حدیث انسؓ ”أَمْسَرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ“ یعنی حضرت بلالؓ کو شفیع اذان کا حکم کیا گیا، شفیع کے معنی ہے ہر کلمہ کو دو مرتبہ کہنا۔

۲..... ترجیع کے ثبوت کی دلیل حدیث ابوہریرہؓ ہے جو اہر گزرتی تھی۔

امام ابوحنیفہؒ کا حکم بھی دلیل:

۱..... عبداللہ بن زیدؓ جن کی حدیثیں اس باب میں اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہے، ان احادیث میں اذان ترجیع بلا ترجیع وارد ہے ”ذَكَرَ الْأَذَانَ بِغَيْرِ تَرْجِيْعٍ“

(باب فی افراد الاقامۃ میں دیکھیے)

۲..... اسلام میں پہلے مؤذن اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت بلالؓ کی اذان کے کلمات چہرہ ہوتے تھے ”سَمَاعَانَ يَتْلُو الْأَذَانَ وَيَتْلُو الْإِقَامَةَ“۔

۳..... حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں چار مؤذن تھے: (۱) ابوہریرہؓ مکہ مکرمہ میں۔ (۲) بلالؓ مدینہ منورہ میں۔ (۳) ابن ام مکتومؓ مدینہ منورہ میں۔ (۴) سعد القرظیؓ بقیع میں۔

حضرت ابوہریرہؓ کے علاوہ باقی سب حضرات اذان کے چہرہ کلمات کہا کرتے تھے۔

۴..... اذان کی عام احادیث ۱۵ کلمات پر مشتمل ہیں۔

امام شافعیؒ کو جواب:

۱..... فتح مکہ کے موقع پر ابوہریرہؓ کم سن تھے اور دوستوں کے ساتھ مکہ کی گلیوں میں گھوم رہے تھے اور بلالؓ اذان سن کر بطور شوخی اذان کے کلمات ٹنکنے لگے، نبی کریم ﷺ نے ان کو قریب بلا کر سر پر ہاتھ پھیرا اور اپنے سامنے ان سے اذان کے کلمات کہلوائے۔ ابوہریرہؓ نے کلمات پڑھ دیے مگر چونکہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے اس لئے شہادتیں کو آہستہ

آواز سے پڑھا، آپ ﷺ نے ان کے دل میں ایمان کو راسخ کرنے کے لئے شہادتین دوسرے پہلوئے، حاصل یہ کہ شہادتین دوبارہ کھلوانا بغرض تعلیم تھا نہ کہ مستقل حکم۔

۲..... عین ممکن ہے کہ ترجیح آپ کی خصوصیت ہو اس کی دو وجوہات ہیں: (۱) دیگر مؤذنین ترجیح نہیں کرتے تھے۔ (۲) فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور انہوں نے ساری زندگی بال نہیں کٹوائے یوحنا تک کے تو وہ ان کی خصوصیت تھی۔

امام مالک کو جواب:

۱..... حضرت بلالؓ، ابن ام مکتوم اور سعد قرظیؓ کی اذان چونکہ چار مرتبہ اللہ اکبر پر مشتمل تھی، اس لئے ”شیخ اذان“ کا معنی شہادتین کا شیخ ہوگا۔

۲..... شیخ سے مراد فقہی معنی ”ملانا“ اور مطلب یہ ہے کہ دوسرے اللہ اکبر کو ملا کر کہنا۔
بہر حال دلائل دونوں جانب قائم ہیں لہذا مذکورہ طریقوں میں سے کسی طریقہ کو غلط نہیں کہا جاسکتا البتہ اس نے دیگر قرائن کی روشنی میں کسی خاص طریقہ کو اولیٰ قرار دیا ہے۔

بَابُ فِي إِقْرَادِ الْإِقَامَةِ

اقامت کے الفاظ ایک ایک بار کہنے کا بیان

۲۳۰..... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُؤَيِّرَ الْإِقَامَةَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَزَادَ بَعْضُهُمْ: إِلَّا الْإِقَامَةَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کو دو، دوبار کہے اور اقامت ایک ایک بار کہے۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا اور بعض نے ”الا لا اقامۃ“ یعنی تہ قامت الصلاة کے استثناء کا اضافہ کیا ہے)

۲۳۱..... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اذان دو، دوبار ہوتی اور اقامت ایک ایک بار ہوتی تھی سوائے اس کے کہ وہ کہتے ”قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“۔ (احمد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۲..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: طَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ فَقَالَ: قَقُولُ اللَّهِ أَكْبَرُ فَذَكَرَ الْآذَانَ بِتَرْجُمَةِ الْعُكْبَرِ بِغَيْرِ تَرْجُمَةٍ وَالْإِقَامَةَ فَرَأَيْتُ إِلَّا قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ پر نیند کی حالت میں ایک آدمی نے چکر لگایا پس اس نے کہا کہ تم یہ کہا کرو: ”اللہ اکبر“ تو آپ نے چار مرتبہ بکیر اور ترجیع کے بغیر اذان کی اور اقامت کو ایک بار سوائے ”قد قامت الصلاة“۔ (احمد اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

تشریح الکلمات:

”الإقامة“: فقہاء کی اصطلاح میں ان مخصوص الفاظ کا نام ہے جو اعلام حاضرین کے لئے کہے جاتے ہیں۔

مسئلۃ البائین: اقامت کے کتنے کلمات ہیں؟!

(۱) امام شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک گیارہ کلمات ہیں، شروع اور آخر دونوں جگہ اللہ اکبر صرف دو مرتبہ، اسی طرح لفظ ”قد قامت الصلاة“ بھی دو مرتبہ اور باقی کلمات ایک مرتبہ کہے جائیں۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک دس کلمات ہیں ان کے یہاں لفظ ”قد قامت الصلاة“ بھی ایک مرتبہ کہنا چاہئے۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سترہ کلمات ہیں، چند وہ کلمات اذان والے اور لفظ ”قد قامت الصلاة“ دو مرتبہ۔

تفصیل:

(۱) امام شافعی و احمدی افراد اقامت کے قائل ہیں، سوائے لفظ ”قد قامت الصلاة“ کے۔

(۲) امام مالک تمام کلمات کے افراد (اکہرے کہتا) کے قائل ہیں۔

(۳) امام ابوحنیفہ اذان کی طرح اقامت میں بھی تنزیہ (دوبار کہتا) کے قائل ہیں۔

امام شافعی و احمدی کی دلیل:

۱..... حدیث انسؓ: ”أَمَرَ بِلَالٍ أَنْ يَشْفَعَ الْإِذَانَ وَيُؤَيِّرَ الْإِقَامَةَ إِلَّا الْإِقَامَةَ“۔ شفع اذان کا مطلب اذان کے کلمات دوبار کہتا ہے، الا الاقامت سے قد قامت الصلاة کا استثناء کیا گیا۔

۲..... حدیث ابن عمرؓ: ”الْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَامَتِ الصَّلَاةُ“۔ حدیث دعویٰ پر مکمل صادق آ رہی ہے۔

۳..... حدیث عبداللہ بن زیدؓ: ”وَالْإِقَامَةُ قُرَاضِي إِلَّا قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“۔ امام مالک کی دلیل: حدیث انسؓ المزکور، البتہ آپ ”الا الاقامتہ“ کو درج من الراوی قرار دے کر ناقابل استدلال سمجھتے ہیں۔

(امام ابوحنیفہ کے دلائل اور ائمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب اگلے باب میں ملاحظہ کیجئے)

بَابُ فِي تَشْنِيَةِ الْإِقَامَةِ

اقامت کو دوبار کہنے کا بیان

۲۳۳..... عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ارْأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا قَامَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ فَقَامَ عَلَى حَانِطٍ فَأَذَّنَ مَثْنَى مَثْنَى وَأَقَامَ مَثْنَى مَثْنَى. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا ہم سے حضرت محمد ﷺ کے اصحاب نے بیان کیا ہے کہ

عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے ایک آدمی کھڑا تھا اور اس پر دو بزر چادریں تھیں پس وہ ایک دیوار پر چڑھا اور اس نے دو، دو بار اذان دی اور ایک، ایک بار اقامت کہی۔ (ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۴..... وَعَنْهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَجَىٰ اللَّهُ عَنْهُ رَأَىٰ فِي الْمَنَامِ الْأَذَانَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: عَلِمْتَهُ بِلَاأٍ فَأَذَّنَ مَثْنَى مَثْنَى وَأَقَامَ مَثْنَى مَثْنَى وَقَعَدَ قَعْدَةً. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (ابن ابی شیبہ) نے کہا: مجھے حضرت محمد ﷺ کے اصحاب نے بتایا کہ عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان دیکھی پس وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اس کی خبر دی، آپ نے فرمایا کہ یہ بلال کو سکھا دو پھر انہوں نے دو، دو بار اذان دی اور دو، دو بار اقامت کہی اور (دونوں کے درمیان) تھوڑی دیر بیٹھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۵..... وَعَنْ أَبِي أُمَيَّةٍ الْغُمَيْسِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَجَىٰ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ أَرَى الْأَذَانَ مَثْنَى مَثْنَى وَالْإِقَامَةَ مَثْنَى مَثْنَى. قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: عَلِمْتَهُنَّ بِلَاأٍ. قَالَ: فَتَقَلَّمْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَلِيمَ. رَوَاهُ الْإِسْهَاقِيُّ فِي الْخِلَافِيَّاتِ، وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّرَاثُومِ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ابوعمیس نے کہا میں نے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا کے بارے میں بیان کرتے تھے کہ انہیں خواب میں دو، دو بار اذان اور دو، دو بار اقامت دکھائی گئی (اور) کہا کہ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ یہ (کلمات) بلال کو سکھا دو، کہا کہ پھر (اقامت کے وقت) میں آگے بڑھ گیا تو آپ نے مجھے اقامت کہنے کا حکم دیا۔ (بیہقی نے اس کو خلافيات میں روایت

کیا ہے اور حافظ نے درایہ میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۶..... وَعَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَذَانَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ أَذَانُهُ وَإِقَامَتُهُ مَشْنِي مَشْنًى. رَوَاهُ أَبُو عَوَانَةَ فِي صَحِيحِهِ وَهُوَ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

ترجمہ: شعبی عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ (کے زمانے) کی اذان سنی پس آپ کی اذان اور اقامت دو دو بار ہوتی تھی۔ (ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اس کو نقل کیا اور یہ مرسل قوی ہے)

۲۳۷..... وَعَنْ أَبِي مَخْلُوفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلِمَهُ الْآذَانَ بِسَبْعِ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ بِسَبْعِ عَشْرَةَ كَلِمَةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَاللَّيْثِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابو مخلفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اذان کے انیس کلمات اور اقامت کے ستر کلمات سکھائے۔ (ترمذی، نسائی اور دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۸..... وَعَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْآذَانَ بِسَبْعِ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ بِسَبْعِ عَشْرَةَ كَلِمَةً. الْآذَانَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، فَدَكْرَهُ، بِالتَّوَجُّعِ مَفْسُورًا، قَالَ: وَالْإِقَامَةُ سَبْعِ عَشْرَةَ كَلِمَةً: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَمْدٌ عَلَى الصَّلَاةِ، حَمْدٌ عَلَى الصَّلَاةِ، حَمْدٌ عَلَى الْفَلَاحِ، حَمْدٌ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (ابو مخلفہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان کے انیس کلمات اور اقامت کے ستر کلمات سکھائے (اور) اذان کے کلمات (یہ ہیں) "اللہ اکبر اللہ اکبر" پس آپ نے اس

کی تفسیر کرتے ہوئے ترجیح کے ساتھ ذکر کیا کہا کہ اور اقامت کے سترہ کلمات (یہ) ہیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، حَيُّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيُّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيُّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيُّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (ابن ماجہ اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۳۹..... وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَزِيْعٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا مَحْلُوْرَةً رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَدِّنُ مَثْنً مَثْنً وَيَقِيْمُ مَثْنً مَثْنً. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: عبد العزیز بن رزیع نے کہا: میں نے ابو محلوڑہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اذان دو، دو بار کہتے اور اقامت (بھی) دو، دو بار کہتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۲۴۰..... وَعَنْ اَلْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدٍ اَنْ بَلَآ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَثْنِي الْاَذَانَ وَيَثْنِي الْاِقَامَةَ وَكَانَ يَبْدَأُ بِاَلتَّكْبِيْرِ وَيَخْتِيْمُ بِاَلتَّكْبِيْرِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: اسود بن یزید سے مروی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ دو، دو بار اذان، اور دو، دو بار اقامت کہتے تھے اور تکبیر سے شروع اور تکبیر سے ہی ختم کرتے تھے۔ (عبد الرزاق، طحاوی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۴۱..... وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ بِلَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَدِّنُ مَثْنً وَيَقِيْمُ مَثْنً. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: سويد بن غفلة رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے سنا وہ دو بار اذان اور دو بار اقامت کہتے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۲۴۲..... وَعَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جَحِيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنْ بَلَآ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَدِّنُ لِنَفْسِهِ مَثْنً مَثْنً وَيَقِيْمُ مَثْنً مَثْنً. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَفِيْ اِسْنَادِهِ لَيْنٌ.

ترجمہ: عون بن ابی حنیفہؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ رو، دو بار اذان، اور دو، دو بار اقامت کہتے تھے۔ (دارقطنی اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند کور ہے) ۲۴۳..... وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا لَمْ يُمْلِكِ الصَّلَاةَ مَعَ الْقَوْمِ أَذَّنَ وَأَقَامَ وَيُقَسِّي الْإِقَامَةَ. رَوَاهُ الثَّوَالِطِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: یزید بن ابوعبیدؒ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ انہیں جب لوگوں کے ساتھ نماز نہیں ملتی تو اذان دیتے اور اقامت کہتے اور دو بار اقامت کہتے تھے۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے) ۲۴۴..... وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانَ ثَوْبَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنً وَيَقِيمُ مَثْنً. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَهُوَ مُرْسَلٌ.

ترجمہ: ابراہیم سے مروی ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ دو بار اذان اور دو بار اقامت کہتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور یہ مرسل ہے) ۲۴۵..... وَعَنْ لَطِيفٍ بْنِ حَنْفَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ ذَكَرَ لَهُ الْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً فَقَالَ: هَذَا شَيْءٌ اسْتَحَبَّهُ الْأَمْرَاءُ، الْإِقَامَةُ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: لطف بن غلیفؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے مجاہدؒ کے سامنے ایک، ایک بار اقامت کا ذکر کیا تو مجاہدؒ نے کہا یہ ایسی بات ہے جسے امراء نے (اپنے لئے) ہلکا سمجھا ہے (آسان خیال کر کے اختیار کر لیا ہے)، اقامت تو دو، دو مرتبہ ہے۔ (عبدالرزاق، ابوبکر بن ابی شیبہ اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے) امام ابوحنیفہؒ کے قول کی دلیل:

۱..... حدیث ابو محمد ورثہ: اذان میں ترجیع ان کی خصوصیت تھی مگر اقامت کے کلمات ان سے بھی بلا ترجیع سترہ منقول ہیں۔

۲..... حدیث عبداللہ بن زیدؒ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ..... فَأَذَّنُ مَثْنً مَثْنً وَأَقَامُ مَثْنً مَثْنً۔

۳..... حدیث بلالؒ: "أَذَّنَ مَثْنً مَثْنً وَأَقَامَ مَثْنً مَثْنً۔"

انکہ ملائکہ کو جواب:

.....! انہوں نے اقامت کا حکم منسوخ ہو چکا؛ کیونکہ حضرت بلالؓ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بھی ”مثنیٰ مثنیٰ“ اقامت کہتے تھے۔

۲۔۔۔۔۔ حدیث انسؓ میں ”ایتنا اقامت“ اور حدیث ابن عمرؓ میں ”الاقامة مرة مرة“ سے مراد ایسا رقص الصوت ہے یعنی دو کلہوں کو ملا کر ایک سانس میں ادا کرنا اور اس کو حذر اپڑھنا بخلاف اذان کے کہ اس میں تریل ہے یعنی ٹمبر ٹمبر کر ہر کلہ کو علیحدہ سانس لیکر ادا کرنا۔

۳..... عبداللہ بن زید کی اقامت والی احادیث میں ایسا سے بڑھ کر تشبیہ والی روایات مضبوط ہیں، ترجیح کے وقت انہی کے مطابق عمل ہوگا۔

بہر حال دونوں طرح اقامت ثابت ہے کسی طریقہ کا انکار درست نہیں، البتہ دلائل اور ترجیحات کی روشنی میں احناف کا مسلک رائج کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي "الصَّلَاةِ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ"

وہ روایات جو الصلاۃ خیر من النوم کہنے کے بارے میں ہیں

٢٤٦..... عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَدِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. وَرَوَاهُ ابْنُ عُزَيْمَةَ وَالْدَّارَقُطَنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ: إِسْنَادهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بات بھی سنت ہے کہ مؤذن صبح کی اذان میں جس وقت ”حی علی الصلاة، حی علی الفلاح“ کہے تو (اس کے بعد) الصلاة خیر من النوم (بھی) کہے۔ (ابن خزیمہ، دارقطنی اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

٢٤٧..... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الْأَذَانُ الْأَوَّلُ يُبَدَأُ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ "الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" مَرَّتَيْنِ. أَخْرَجَهُ السَّرَاجُ وَ الطَّبْرَانِيُّ وَ النَّيْهَقِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيفِ: وَسَنَدُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پہلی اذان (میں) حسی علی الصلاة حسی علی الفلاح کے بعد دوسریہ "الصلاة خير من النوم" ہے۔ (سراج طبرانی اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

۲۴۸..... وَعَنْ غُثْمَانَ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَأُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي مَحْلُورَةَ عَنْ أَبِي مَحْلُورَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ حُنَيْنٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ: حَسِي عَلَى الْفَلَاحِ حَسِي عَلَى الْفَلَاحِ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ مُعْتَصِرًا وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

ترجمہ: عثمان بن سائب نے کہا: مجھے میرے والد اور عبد الملک بن ابی محذورہ کی والدہ نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نکلے (واپس ہوئے) پھر آپ نے پوری حدیث بیان کی اور اس میں (یہ بھی) ہے: حَسِي عَلَى الْفَلَاحِ حَسِي عَلَى الْفَلَاحِ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ۔ (نسائی اور ابوداؤد نے اس کو مختصر روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

مسئلہ الباب: فجر کی اذان میں "حسی علی الفلاح" کے بعد دوسریہ "الصلاة خير من النوم" کہنا بالاتفاق مستحب ہے۔

بَابُ فِي تَحْوِيلِ الْوَجْهِ يَمِينًا وَشِمَالًا

چہرے کو دائیں اور بائیں جانب پھیرنے کے بیان میں

۲۴۹..... عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّهُ رَأَى بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ فَيَجْعَلُتُ ابْتِغَاءَ فَاهُ هَهُنَا وَهَهُنَا بِالْأَذَانِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: ابو جعفر سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا (کہا) تو میں اذان کے ساتھ ان کا چہرہ دائیں بائیں ہوتا ہوا دیکھا۔ (شیخین)

۲۵۰..... وَعَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الْأَطْحَاحِ فَأَذَّنَ، فَلَمَّا بَلَغَ حَسِي عَلَى الصَّلَاةِ حَسِي عَلَى الْفَلَاحِ قُلِيَ غُفَّةً يَمِينًا وَشِمَالًا وَلَمْ يَسْتَلِزْ. رَوَاهُ

أَبُو ذَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (ابوحیثیہ) نے کہا: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اٹلح کی طرف گئے اور اذان دی، تو جب وہ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں اور بائیں جانب گھمایا اور (خود) نہیں گھوڑے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۵۱..... وَعَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ بِلَالًا يُؤَدِّنُ وَيَذْوُرُ وَيَتَّبِعُ فَاهُ هَهُنَا وَهَهُنَا وَإِصْبَعَاهُ فِي أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (ابوحیثیہ) نے کہا: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اذان دے رہے تھے اور گھوم رہے تھے اور اپنے چہرے کو ادھر، ادھر گھماتے اور ان کی انگلیاں کانوں میں تھیں۔ (ترمذی، احمد اور ابوعوانہ نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح قرار دیا)

مسئلۃ الباب: اذان میں ”حی علی الصلاۃ“ پر دائیں جانب اور ”حی علی الفلاح“ پر بائیں جانب رخ کرنا سنت ہے۔

دو حدیثوں کے درمیان رقع تعارض:

استدارہ مؤذن خانہ میں آواز کو دو در دو رنگ پہنچانے کی غرض سے دائیں بائیں گھومنے اور کھڑکیوں سے سر باہر نکالنے کو کہتے ہیں۔ حضرت ابوحیثیہ کی حدیث نمبر ۲۵۰ میں ”ولم یصدّر“ کہہ کر استدارہ کی نفی کی گئی ہے اور انہی سے مروی اگلی حدیث میں ”ویدور“ کہہ کر استدارہ کا اثبات کیا گیا ہے۔ تطبیق کی دو صورتیں ہیں۔

۱..... اثبات کی روایت تحمیل راس پر محمول ہے اور نفی کی پورے بدن کے ساتھ گھومنے پر۔

۲..... اثبات کی روایت محمول ہو عند الضرورة گھومنے پر اور نفی کی محمول ہو عند عدم الحاجة پر۔

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ سَمَاعِ الْأَذَانِ

اذان سننے کے وقت کیا پڑھے؟

۲۵۲..... عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا

سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اذان سنو تو جو مؤذن کو کہتا ہوا سنو اسی طرح تم بھی کہو۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۲۵۳..... وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: "اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَمْ يَقُلْ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَمْ يَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ "مِنْ قَلْبِهِ دَعَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مؤذن "اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ" (جس پر تم میں سے (بھی) کوئی (جواب میں) "اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ" کہے، پھر مؤذن کہے "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" تو وہ بھی کہے "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" پھر مؤذن "أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" کہے تو وہ بھی کہے "أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" پھر مؤذن "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" کہے تو وہ بھی کہے "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" پھر مؤذن "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہے تو وہ بھی کہے "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" پھر مؤذن "اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ" کہے تو وہ بھی کہے "اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ" پھر مؤذن "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہے تو وہ بھی کہے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" دل سے تو وہ جنت میں جائے گا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۵۴..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ؛ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْفِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ

سَأَلَ اللَّهُ لِي الْوَسِيلَةَ خَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن (کی اذان) سنو تو یہ سناؤ کہ جیسا وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ اس کے بدلہ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا، پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگو اس لئے کہ وہ جنت میں ایک مقام ہے، وہ مناسب نہیں مگر اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لئے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں بھی ہوں، پس جس نے غصص نے میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس پر (حیری) شفاعت ہوگی۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: اہل اذان کی دو قسمیں ہیں: (۱) اجابت بالقول۔ (۲) اجابت بلا اقدام۔

اجابت یعنی اذان کی آواز سن کر زبانی طور پر اس کا جواب دینا، دعا پڑھنا مستحب ہے اور اجابت بلا اقدام یعنی جماعت کی نماز میں حاضر ہونا واجب ہے۔

دو حدیثوں کے درمیان تطبیق:

۱۔۔۔۔۔ باب کی پہلی اور تیسری حدیث میں ”مثل ما یقول المؤذن“ کے الفاظ سے ظاہر یہی ہے کہ مؤذن کی طرح سامع بھی ”حی علی الصلاة“ ”حی علی الفلاح“ پر انہی کلمات کو دہرائے گا لیکن دوسری حدیث میں واضح طور پر ”حی علیین“ پر لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ پڑھنے کا ذکر ہے۔

تطبیق کی ایک صورت یہ ہے کہ ”مثل ما یقول“ سے ”حی علیین“ کا حکم مستثنیٰ قرار دیا جائے اور ان پر ”حی علی“ پڑھا جائے جمہور کا بھی اختیار ہے۔ بعض مشائخ کے ہاں دونوں کا جمع کر لینا بہتر ہے اور سامع ”حی علی الصلاة“ پڑھے آپ کو جو ذکر کرنے کی نیت کرے۔

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ الْآذَانِ

اذان کے بعد کیا پڑھے؟

۲۵۵۔۔۔۔۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: «اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدُّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ، اَيُّ مُحَمَّدٍ

الْوَيْسِلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْنَهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتُهُ“ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي
يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے: ”اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ، اَنْتَ مُحَمَّدٌ نِ الْوَيْسِلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْنَهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتُهُ“ (اے اللہ! اس پوری پکار اور قائم ہونے والی نماز کے پروردگار، عطا فرما محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت، اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے) تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت ہوگی۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

بَابُ مَا جَاءَ فِي اَذَانِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِهِ طلوع فجر سے پہلے فجر کی اذان کے متعلق روایات

۲۵۶..... عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ بَلَأَ يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ
ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بلال رات میں اذان دیتا ہے پس تم کھاؤ پیو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے۔ (شیخین)

۲۵۷..... وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدُكُمْ أَذَانَ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ؛ فَإِنَّهُ يُؤَدِّنُ أَوْ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ فَاَيْمَكُمْ وَلِيَنْتَبَهَ فَاَيْمَكُمْ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بلال کی اذان ہرگز سحری کرنے سے نہ روک دے؛ کیونکہ وہ اذان دیتا ہے یا (فرمایا) نداء دیتا ہے رات میں، تاکہ تمہارا شب بیدار لوٹ آئے اور تمہارے سوئے ہوئے کو جگائے۔ (شیخین نے اس کی تخریج کی)

۲۵۸.....وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَغْرُنُ أَحَدُكُمْ نِدَاءَ بِلَالٍ مِنَ السُّحُورِ وَلَا هَذَا الْبَيَاضَ حَتَّى يَسْتَطِيرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہرگز تم میں سے کسی کو بلال کی اذان محری کرنے سے دھوکے میں نہ ڈالے، اور نہ یہ (صبح کاذب کی) سفیدی یہاں تک کہ پھیل جائے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۵۹.....وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَغْرُنُكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ؛ فَإِنْ فِي بَصَرِهِ شَيْئًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہرگز تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے بلال کا اذان دینا اس لئے کہ اس کی بینائی میں کچھ (کمزوری) ہے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۶۰.....وَعَنْ شَيْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَسَحَّرْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ فَاسْتَنْدَثُ إِلَى حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: أَبُو يَحْيَى؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: هَلُمَّ إِلَى الْعَدَاءِ. قُلْتُ: إِنِّي أُرِيدُ الصِّيَامَ. قَالَ: وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ وَلَكِنْ مُؤَدَّنَا هَذَا فِي بَصَرِهِ سَوْءٌ أَوْ قَالَ: شَيْءٌ، وَإِنَّهُ أَذِنَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَدِّنُ حَتَّى يُصْبِحَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدَّرَايَةِ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت شیبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے محری کی پھر میں مسجد آیا اور نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے حجرے سے ٹیک لگالی، دیکھا کہ آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ محری فرما رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ: ابو یحییٰ ہو؟ میں نے کہا: جی! فرمایا: آؤناشتہ کرو۔ میں نے کہا: میرا روزہ رکھنے کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا (بھی) روزہ کا ارادہ ہے لیکن ہمارے اس مؤذن کی بینائی میں برائی ہے یا (فرمایا) کوئی چیز ہے، اور اس نے فجر طلوع ہونے سے پہلے اذان دی ہے پھر آپ نے مسجد میں جا کر کھانے کو حرام کر دیا

اور آپ اذان نہیں کہلاتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ (طبرانی نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے)

۲۶۱..... وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رُوَادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ بِلَالًا أَذَّنَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ؟ فَقَالَ: اسْتَيْقَظْتُ وَأَنَا وَسَيِّئَانُ فَطَنَنْتُ أَنَّ الْفَجَرَ طَلَعَ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنَادِيَ بِالْمَدِينَةِ فَلَا نَا: أَنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ، ثُمَّ أَقْعَدَهُ، إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ. رَوَاهُ التَّيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبد العزیز بن ابی روادناض سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بلالؓ نے (ایک دن) فجر سے پہلے اذان دے دی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کہ اس پر تجھے کس چیز نے ابھارا تو انہوں نے کہا میں بیدار ہوا اس حال میں کہ میں اونگھ رہا تھا تو میں یہ سمجھا کہ فجر طلوع ہوگئی ہے، پس نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ مدینہ میں تین دفعہ پکار لگائیں کہ بے شک بندہ سو گیا تھا، پھر ان کو اپنے پہلو میں بٹھایا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔ (تبیہی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۲۶۲..... وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ أَنَّ بِلَالًا أَذَّنَ لَيْلَةً بِسَوَادٍ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى مَقَامِهِ فَيُنَادِيَ أَنَّ الْعَبْدَ نَامَ، فَرَجَعَ. رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِيُّ وَقَالَ فِي الْإِمَامِ: هُوَ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ لَيْسَ فِي رِجَالِهِ مَطْعُونٌ فِيهِ.

ترجمہ: حمید بن ہلالؓ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک رات اندھیرے میں اذان دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ اپنی جگہ لوٹ جائے اور یہ پکارے کہ بندہ سو گیا تھا تو وہ اپنی جگہ چلے گئے۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور ”امام“ میں کہا کہ یہ عمدہ مرسل ہے اس کے راویوں میں کوئی بھی مطعون نہیں ہے)

۲۶۳..... وَعَنْ أَمْرِئَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ: كَانَ نَبِيُّيَ مِنْ أَطْوَلِ بَنَاتِ حَوْلِ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يَأْتِي بِسَحَرٍ، فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ يَنْتَظِرُ إِلَى الْفَجْرِ، فَإِذَا رَأَاهُ أَذَّنَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدَّرَايَةِ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: بنی نجار کی ایک خاتون کہتی ہیں کہ میرا گھر مسجد کے اطراف میں لمبے گھروں میں سے تھا، تو بلال صحری کے وقت آتے اور اس کے اوپر بیٹھ کر فجر ہونے کا انتظار کرتے رہتے تھے پھر جب وہ دیکھ لیتے (کہ فجر ہوگئی ہے) تب اذان دیتے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے)

۲۶۴..... وَعَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَدْنَى الْمُؤَذِّنُ بِالْفَجْرِ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ غَوَّجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يُصْبِحَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالتَّيْمِيُّ وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

ترجمہ: حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن فجر کی اذان دیتا اٹھتے اور فجر کی دو رکعت پڑھتے پھر مسجد تشریف لے جاتے اور کھانا کھانا حرام قرار دے دیتے اور آپ اذان نہیں کہلاتے تھے جب تک کہ صبح نہ ہو جائے۔ (طحاوی اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند عمدہ ہے)

۲۶۵..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا كَانُوا يُؤَذِّنُونَ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ. أَخْرَجَهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنِّعِهِ وَأَبُو الشَّيْخِ فِي كِتَابِ الْأَذَانِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ اذان نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ فجر پھوٹ جائے۔ (ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور ابوالشیخ نے کتاب الاذان میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۶۶..... وَعَنْ نَافِعٍ عَنْ مُؤَذِّنٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُقَالُ لَهُ مَسْرُوحٌ: أَدْنَى قَبْلِ الصُّبْحِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِي. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِ قُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: نافع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک مؤذن کے بارے میں جن کو مسروح کہا جاتا تھا بیان کرتے ہیں کہ اس نے (ایک دن) صبح ہونے سے قبل اذان دے دی تو حضرت عمرؓ نے اس کو حکم دیا کہ وہ واپس جائے اور (دوبارہ) اذان دے۔ (ابوداؤد اور دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

قَالَ التَّيْمَوِيُّ: ثَبَتَ بِهِذِهِ الْأَخْبَارُ أَنَّ صَلَاةَ الْفَجْرِ لَا يُؤَذَّنُ لَهَا إِلَّا بَعْدَ دُخُولِ وَقْتِهَا، وَأَمَّا أَذَانُ بَلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ طُلُوعِهِ فَإِنَّمَا كَانَ فِي رَمَضَانَ لِيَسْتَبِيحَ النَّاسُ وَلِيَرْجِعَ الْقَائِمُ إِلَى الصَّلَاةِ، وَأَمَّا فِي غَيْرِ رَمَضَانَ فَكَانَ ذَلِكَ خَطَا مِنْهُ لَظَنَهُ أَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

ترجمہ: تیموی کہتا ہے کہ ان احادیث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ نماز فجر کے لئے اذان نہیں دی جائے گی مگر وقت داخل ہونے کے بعد، اور جہاں تک حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا فجر طلوع ہونے سے پہلے اذان دینا ہے تو ایسا رمضان میں ہوتا تھا تاکہ سونے والا بیدار ہو جائے اور شب بیدار واپس آجائے (اور عمری کر لے) نہ کہ نماز کے لئے (اذان دی جاتی تھی)، اور غیر رمضان میں جہاں ایسا ہوا ہے تو ان سے غلطی ہوئی تھی ان کے اس گمان کی وجہ سے کہ فجر طلوع ہو گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب مسئلۃ الباب: اذان چونکہ نماز کے وقت کی اطلاع کا نام ہے اس لئے ظاہر ہے قبل دخول الوقت جائز نہ ہونی چاہئے اور مسئلہ بھی یہی ہے۔ چنانچہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ فجر کے علاوہ باقی چار نمازوں میں اذان قبل الوقت جائز نہیں، البتہ نماز فجر میں اختلاف ہو رہا ہے۔

(۱) ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صبح کی اذان طلوع فجر سے پہلے رات کے چھپنے حقے میں دینا جائز ہے یعنی اذان دیدی تو اس کا اعتبار کیا جائے گا اور اس کا اعادہ ضروری نہیں۔
(۲) امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کی رائے کے مطابق فجر میں بھی قبل از وقت اذان جائز نہیں، اگر دیدی تو لوٹانا ہوگا۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: باب کی پہلی حدیث (مردی عن ابن عمرؓ) ”إِنْ بَلََا يُنَادِي بَلِيلٍ فَكُلُّوْا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِي ابْنَ مَرْثَمٍ مَكْتُومٌ.“ اس صحیح حدیث میں خود حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ بلالؓ رات میں اذان کہتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ کی دلیل:

۱..... حدیث ابن عمرؓ کہ ایک دن حضرت بلالؓ نے طلوع صبح صادق سے پہلے اذان دیدی تو آنحضرت ﷺ نے انہیں مدینہ منورہ کی گلیوں میں یہ پکارنے کو کہا ”ان العبد قد نام“، یعنی غلطی کا اظہار کروایا۔ اگر وقت سے قبل اذان صحیح ہے تو اعلان کیوں کروایا؟

۲..... حدیث مرفوعہ ”لَا تَوَذِّنْ حَتَّى يَسْتَبِينَ لَكَ الْفَجْرُ هَكَذَا وَمَدِيدُهُ عَرَضًا“ [ابوداؤد]

۳..... حدیث نمبر ۲۶۶ کے مطابق ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے مؤذن نے قیل الطلوع اذان دیدی تو آپ نے ان سے اذان کا اعادہ کروایا۔

ائمہ ثلاثہ کو جواب:

۱..... حضرت بلالؓ کی قیل صبح صادق اذان نماز فجر کے لئے نہیں بلکہ سحری و تہجد کے ہوتی تھی، حدیث ابن مسعودؓ میں ”لَيُؤَجِّعُ قَائِمُكُمْ وَلَيُنْبِئُ نَائِمُكُمْ“ کی تفسیر ہے یعنی پہلی اذان اس لئے ہوتی تھی کہ جو لوگ پہلے سے بیدار ہیں اور تہجد پڑھ رہے ہیں وہ ذرا آرام کر لیں اور جواب تک سو رہے تھے وہ بیدار ہو کر چند رکعات تہجد کی پڑھ لیں۔ پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہے کہ صبح کی اذان قیل الوقت جائز ہے اس لئے کہ یہ بات دیگر صحیح احادیث کے خلاف ہے اور آپ کی مسئلہ حدیث میں بھی فجر کی تفسیر نہیں۔

۲..... اگر بالفرض اذان بلال قیل اذان صبح صادق نماز فجر کے لئے ہوتی تھی تو پورے ذخیرہ حدیث میں ایک مرتبہ بھی اس قیل از وقت اذان پر اکتفاء کا ذکر نہیں بلکہ جب ایسا واقعہ ہوا اذان کا اعادہ کروایا گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَذَانِ الْمَسَافِرِ

وہ روایات جو مسافر کی اذان کے بارے میں آئی ہیں

۲۶۷..... عَنْ مَالِكِ بْنِ الْخُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ ﷺ يُرِيدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَأَذِّنَا ثُمَّ أَفِيمَا ثُمَّ لِيَوْمُكُمْمَا أَكْبَرُكُمَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت مالک بن خویرث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمی آئے جو سفر کا ارادہ رکھتے تھے، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم دونوں جاؤ تو اذان کہو، پھر اقامت کہو پھر چاہئے کہ تم میں سے بڑا تمہاری امامت کرے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

مسئلہ الباب: سفر میں جہاں دوسرے آدمیوں کے جماعت میں شامل ہونے کی توقع نہ ہو امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک وہاں بھی اذان و اقامت دونوں مسنون ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ

اور امام مالک سے مروی ہے کہ ایسی صورت میں صرف اقامت پر اکتفاء بلا کراہت جائز ہے، اور اذان مسنون نہیں، حدیث باب شافعیہ و حنابلہ کے مسلک کی تائید کرتی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے بھی ایک روایت اسی کے مطابق مروی ہے، چنانچہ عام مشائخ حنفیہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے کہ حالت سفر اذان و اقامت دونوں کہنی چائیں۔ [رد المحتار: ۱/۳۹۴]

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ تَرْكِ الْآذَانِ لِمَنْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ

گھر میں نماز پڑھنے والے کے لئے ترکِ اذان جائز ہونے کا بیان

۲۶۸..... عَنْ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا: أَتَيْنَا عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي دَارِهِ فَقَالَ: أَمْ صَلَّى هَؤُلَاءِ خَلْفَكُمْ؟ قَالْنَا: لَا، قَالَ: فَوُضُّوا فَصَلُّوا، وَلَمْ يَأْمُرْ بِالْآذَانِ وَلَا بِإِقَامَةٍ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَتِيبَةَ وَمُسْلِمٌ وَآخَرُونَ.

ترجمہ: اسود اور علقمہ نے کہا: ہم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر آئے، انہوں نے فرمایا کہ کیا ان لوگوں نے تمہارے پیچھے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا: نہیں! فرمایا اٹھو اور نماز پڑھو اور اذان و اقامت کا حکم نہیں دیا۔ (ابن ابی حنیفہ، مسلم اور دوسروں نے اس کو روایت کیا) مسئلۃ الباب: شہر میں رہتے ہوئے اگر گھر کے اندر جماعت ہو رہی ہو تو اذان و اقامت دونوں کہنا مستحب ہے، لیکن محلہ کی اذان و اقامت پر اکتفاء کرتے ہوئے بلا اذان و اقامت بھی گھر کی جماعت بلا کراہت درست ہے، حضرت ابن مسعود کا قول مشہور ہے کہ ایسے موقع پر فرمایا: ”آذان الحی یکفینا“۔ [رد المحتار: ۱/۳۹۵]

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان

۲۶۹..... عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ بِمَكَّةَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَالْكَعْبَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ

وَأَسْنَدُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب تک کہ معطرہ میں تھے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے اس حال میں کہ کعبہ آپ کے سامنے ہوتا۔ (احمد اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۷۰..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقَبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ أَبُوبُ قَحْلَبَانَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنًا وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا، وَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس دوران کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز میں تھے ان کے پاس ایک آنے والا آیا اور کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ پر آج رات قرآن (کا کچھ حصہ) اترا ہے اور تحقیق آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ رخ کعبہ کی طرف کریں پس تم لوگ اپنا رخ اس کی جانب کر لو، ان کے چہرے (پہلے) ملک شام کی طرف تھا تو وہ کعبہ شریف کی طرف گھوم گئے۔ (شعین)

۲۷۱..... وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَزَلَ عَلَى أَجْدَادِهِ أَوْ قَالَ: أَخَوَاتِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَنَّهُ صَلَّى قَبْلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قَبْلَ الْبَيْتِ، وَأَنَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَاةَ الْعَصْرِ، وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مَعَهُ صَلَّى مَعَهُ، فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُونَ فَقَالَ: أَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ مَكَّةَ، فَذَارُوا كَمَا هُمْ قَبْلَ الْبَيْتِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پہلے پہل جب مدینہ آئے تو اپنے تھمیل میں اترے یا کہا (راوی کو شک ہے) انصار میں سے اپنے ماموؤں کے ہاں اترے اور یہ کہ آنحضرت ﷺ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف (رخ کر کے) نماز پڑھی اور آپ پسند کرتے تھے کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ (کعبہ شریف) ہو اور یہ کہ آپ نے جو پہلی نماز (اس کی طرف

منہ کر کے) پڑھی (وہ) عصر کی نماز ہے، اور آپ کے ساتھ کچھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی پھر ان میں سے جنہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی ایک آدمی نکلا اور اس کا گنہرا ایک مسجد پر ہوا جبکہ وہ حالت رکوع میں تھے تو اس شخص نے کہا: میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی ہے، پس وہ لوگ اسی (نماز کی) حالت میں ہی کعبہ شریف کی طرف گھوم گئے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۲۷۲..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا يَتَيْنِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَقَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کچھ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے (سب) قبلہ ہے۔ (ترمذی نے اس کو نقل کیا اور صحیح قرار دیا اور بخاری نے اس کو مضبوط کہا)

۲۷۳..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَإِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْتَبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو جب تم نماز پڑھنے کھڑے ہو (ارادہ کرو) تو اچھی طرح وضوء کرو پھر قبلہ رو ہو اور کبیر کہو۔ (مسلم)

۲۷۴..... وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَبَّلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَصَفَّهَا ثُمَّ قَالَ: فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلُّوا رَجَالًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَرُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا. قَالَ نَافِعٌ: وَلَا أَرَى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: نافعؓ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ان سے جب صلاۃ الخوف کے متعلق پوچھا جاتا تو اس کا طریقہ بیان کرتے (اور) پھر فرماتے: اگر اس سے بھی زیادہ خوف ہو تو نماز پڑھو کھڑے ہو کر اور سوار ہو کر قبلہ رخ ہو کر یا اس کی طرف رخ کئے بغیر۔ نافعؓ نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو ذکر کیا مگر نبی کریم ﷺ سے (نقل کر کے)۔

۲۷۵..... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قَبْلَ أَيِّ وَجْهِ تَوَجَّهَ وَيُؤَيِّرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّيُ عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سواری پر کسی بھی جانب منہ کر کے نفل پڑھ لیا کرتے تھے اور اس پر وتر (بھی) پڑھ لیا کرتے تھے سوائے اس کے کہ آپ فرض نماز اس پر نہیں پڑھتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۷۶..... وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ بِرَأْسِهِ قَبْلَ أَيِّ وَجْهِ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ سواری پر بیٹھے ہوئے نفل پڑھ رہے تھے اپنے سر سے اشارہ کر رہے تھے کسی بھی جانب رخ کر کے، اور رسول اللہ ﷺ فرض نماز میں یہ نہیں کرتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

تشریح الکلمات:

”فحوییت المقدس والکعبہ بین یدیه“ (حدیث نمبر ۲۶۹): جب تک آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ میں رہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے مطابق آپ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان نماز پڑھتے تھے، تاکہ بیت اللہ بھی سامنے رہے اور بیت المقدس کا بھی استقبال ہو جائے، مدینہ پہنچنے کے بعد یہ ممکن نہ رہا کیونکہ مدینہ، مکہ اور بیت المقدس کے درمیان میں ہے، بلکہ اس سے جنوب میں اور بیت المقدس شمال میں واقع ہے۔ اس قول کے مطابق اول ہی سے قبل بیت المقدس تھا بعد ہجرت حکم بدلا۔ لیکن جمہور کی رائے یہ ہے کہ ابتداء ملحقہ ابراہیمی کے مطابق قبلہ بیت اللہ تھا بعد کو بیت المقدس کی جانب رخ کرنے کا حکم ہوا تا لیسفا لقلوب الیہود۔ بعد ازاں دوبارہ توحید قبلہ بجانب بیت اللہ ہوئی۔

”فمر علی اهل مسجدوهم راكعون“ (حدیث نمبر ۲۷۱): یہاں مسجد سے مراد مسجد نبی

سلمہ ہے جن کو اگلی نماز ہی میں تحویل قبلہ کا علم ہو گیا تھا اور اہل قباء کو ایک دن بعد نماز فجر میں، دونوں جگہ نماز کے دوران لوگ بیت المقدس سے بیت اللہ کی جانب گھوم گئے، پہلا واقعہ بنی سلمہ میں ہوا اس وجہ سے بنی سلمہ کی مسجد کو ”مسجد القبلتین“ کہا جاتا ہے۔

”ما بین المشرق والمغرب قبلۃ“ (حدیث نمبر ۲۷۲): یہ حکم اہل مدینہ کے لئے جن سے قبلہ جنوباً واقع ہے۔

مسئلۃ الباب:

۱..... نماز میں استقبال قبلہ بالاتفاق شرط ہے۔

۲..... سواری کی حالت میں نفل بالاتفاق بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں اور فرض بالاتفاق نہیں پڑھ سکتے، البتہ وتر کے بارے میں اختلاف ہے:

(۱) ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک پڑھ سکتے ہیں اس لئے کہ وتر ان کے یہاں سنت ہے اور حدیث ابن عمرؓ ”وَيُؤْتُوْهُ عَلَيْهَا“ کی طی الراحۃ سے ان کی تائید ہوتی ہے۔

(۲) امام صاحبؒ کے نزدیک وتر سواری کی حالت میں نہیں پڑھ سکتے اس لئے کہ وتر ان کے نزدیک واجب ہے اور حدیث ابن عمرؓ کی نماز واجب ہونے سے قبل زمانہ سے متعلق ہے۔

۳..... اگر خوف بڑھ جائے حالت جنگ میں تو سواری کے اوپر بھی نماز پڑھ سکتے ہیں قبلہ رخ ہوں یا نہ ہوں، البتہ امام صاحبؒ کے نزدیک سواری کی حالت میں جماعت سے نماز جائز نہیں اور ائمہ ثلاثہ اس کی اجازت دیتے ہیں۔

بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي

نمازی کے آگے سترہ باندھنے کا بیان

۲۷۷..... عَنْ أَبِي جُهَيْمٍ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَوْ يَعْلَمُ الْمَنَارُ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ مِنَ الْإِنِّم لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَوْ يَمُوتَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُوتَ بَيْنَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو جیم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس پر کیا گناہ ہے تو البتہ چالیس (دن، مہینہ، سال) کھڑا رہنا اس کے لئے بہتر ہو اس سے کہ وہ اس (نمازی) کے آگے سے گزرے۔ (شخصین نے اس کو روایت کیا)

۲۷۸..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَبَلَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ عَنْ مَشْرَةِ الْمُصَلِّي فَقَالَ: كَمُوعَرَةِ الرَّحْلِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جنتی رسول اللہ ﷺ سے غزوہ تبوک میں نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کجاوے کی پچھلی لکڑی کی طرح۔ (مسلم)

۲۷۹..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِثْلَ آخِرَةِ الرَّحْلِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِثْلَ آخِرَةِ الرَّحْلِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْجَمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ. قُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ! مَا بَالُ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ؟ قَالَ: يَا بُنْ أَيْحَى! سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ: الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيَّ.

ترجمہ: عبد اللہ بن صامتؓ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اس کو چھپالے گی جب اس کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی کی برابر کوئی چیز ہو، پس اگر اس کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے برابر کچھ نہ ہو تو بے شک اس کی نماز گدھا، عورت اور کالا کتا توڑ دیتا ہے۔ میں نے کہا: اے ابو ذر! کیا فرق ہے کالے کتے میں اور لال اور پیلے کتے میں؟ کہا: اے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا جیسا تم نے مجھ سے پوچھا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ کالا کتا شیطان ہے۔ (بخاری کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۲۸۰..... وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا

وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُوَحَّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يَبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ.
رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے آگے کباوے کی پچھلی لکڑی کے مثل چیز رکھ دے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز پڑھ لے اور اس کے پیچھے سے گزرنے والی چیزوں کی پرواہ نہ کرے۔ (مسلم)

۲۸۱..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْجِمَارُ وَالْمَرْأَةُ. رَوَاهُ النَّزَّارُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کتا، گدھا اور عورت نماز توڑ دیتی ہے۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۸۲..... وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: آتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةِ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلَّى فِي صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ مُسْتَوَةٌ، وَجِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَغْتَبَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالِي بِذَلِكَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ ہم اپنی زمین میں تھے اور آپ کے ساتھ عباس بھی تھے پھر آپ نے کلمہ صحراء میں نماز پڑھی، آپ کے سامنے سترہ نہیں تھا اور ہمارے گدھے اور کتے آپ کے سامنے کھڑے تھے، آپ کو اس کی پرواہ (بھی) نہیں تھی۔ (ابوداؤد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۸۳..... وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جِئْتُ أَنَا وَغُلَامٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ عَلَى جِمَارٍ فَمَرَرْنَا بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَتَرَلْنَا عَنْهُ وَتَرَكْنَا الْجِمَارَ يَأْكُلُ مِنْ بَقْلِ الْأَرْضِ أَوْ قَالَ: نَبَاتِ الْأَرْضِ، فَدَخَلْنَا مَعَهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُنَّا بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَرَةً؟ قَالَ: لَا. رَوَاهُ أَبُو يَعْقُبٍ وَرِجَالُهُ، وَرِجَالُ الصَّحِيحِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اور بنی ہاشم میں سے ایک لڑکا ایک گدھے

پر (سوار ہو کر) آئے پس ہم نبی ﷺ کے سامنے سے گزرے جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، پھر ہم اس سے اتر گئے اور ہم نے گدھا چھوڑ دیا (کہ) وہ زمین کی بنری یا کہا (راوی کو شک ہے) زمین کی اگی ہوئی چیزیں چرتا رہے۔ پس ہم (بھی) آپ کے ساتھ نماز میں داخل ہو گئے۔ ایک آدمی نے کہا کہ کیا آپ ﷺ کے سامنے کوئی برجی (نمالکزی) تھی؟ فرمایا: نہیں۔ (ابو یعلیٰ نے اس کو روایت کیا اور اس کے روایت صحیح درجہ کے ہیں)

۲۸۴..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِالنَّاسِ قَمَرًا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حِمَارًا، فَقَالَ عِيَّاشُ بْنُ رَبِيعَةَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ. فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مِنَ الْمَسْبُوحِ آيَاتُ سُبْحَانَ اللَّهِ؟ قَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي سَمِعْتُ أَنَّ الْحِمَارَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ. قَالَ: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ان کے آگے سے ایک گدھا گذرا جس عیاش بن ربیعہ نے کہا: بھرجب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا (تو) فرمایا کہ: تمہاری دیر قبل سبحان اللہ (کہہ کر) تسبیح کہنے والا کون تھا؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تھا، بے شک میں نے سنا ہے کہ گدھا نماز کو توڑ دیتا ہے، آپ نے فرمایا کہ کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۲۸۵..... وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. ترجمہ: سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ ان میں سے کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی جو نمازی کے آگے سے گزرے۔ (مالک، اور سند صحیح ہے)

۲۸۶..... وَعَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِأَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عِيَّاشٍ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ يَقُولُ: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (سائم) نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ عبد اللہ بن عباس بن ابی ربیعہ کہتے ہیں کہ کتا اور گدھا نماز توڑ دیتے ہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کوئی چیز (بھی) مسلمان کی نماز نہیں توڑتی۔ (لحمادی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۸۷..... وَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عَلِيًّا وَ غُفْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ وَ إِذَا رَأَوْا عَنْهَا مَا اسْتَطَعْتُمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. ترجمہ: سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت علی و عثمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کوئی چیز (بھی) مسلمان کی نماز نہیں توڑتی اور نماز سے (ان چیزوں کو) دور کرو جتنا ہو سکے۔ (لحمادی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۲۸۸..... وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ لِقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصَا فَلْيَخْطُطْ عَصًا، ثُمَّ لَا يَهْزُؤْهُ مَأْمَرٌ أَمَامَهُ. رَوَاهُ أَبُو ذَاوَدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَ أَحْمَدُ وَ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ اپنے چہرے کے آگے (یعنی سامنے) کوئی چیز رکھ لے، پس اگر وہ نہ پائے تو لاشی کھڑی کر دے، پس اگر اس کے پاس لاشی (بھی) نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ایک خط کھینچ لے پھر جو اس کے آگے سے گزرے گا (وہ) اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ اور احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے)

محکمہ اول: ”مستور“ اسی مایستور بہ وہ چیز جس کو آڑ یا پردہ بتایا جاسکے۔ شریعت میں سترہ وہ چیز کہلاتی ہے جو نمازی کے سامنے رکھ دی جائے تاکہ اس کی جائے سجود متاثر ہو جائے اور گزرنے والا اس کی جائے سجود کے اندر سے نہ گزرے، چاہے وہ لاشی ہو یا دیوار ہو یا انسان یا پردہ وغیرہ۔

محکمہ ثانی: سترہ کا حکم!

(۱) اہل عواہر کے نزدیک نمازی کا اپنے آگے سترہ رکھنا واجب ہے۔

(۲) جمہور وائمہ اربعہ کے نزدیک سنت ہے۔

اہل غواہر کی دلیل: حدیث ابو ہریرہؓ "إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ بِلِقَاءِ وَجْهِهِ شَيْئًا"
اس میں امر ہے اور امر برائے وجوب ہے۔

جمہور کی دلیل: حدیث فضل بن عباسؓ و عبد اللہ بن عباسؓ "صَلَّى فِي صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ
مَشْرُوءٌ" کہ آپ ﷺ نے مکلی محراب میں بلا سترہ قائم کئے نماز پڑھی۔ اگر امر والی حدیث کو استحباب
و ضعیف پر حمل کر دیا جائے تو احادیث کے درمیان قطعی ہو جائے گی۔

تحفہ ثالث: لبائی میں سترہ کی مقدار کم از کم ایک ذراع ہے حدیث عائشہؓ فرماتی ہیں: "كُنْتُ عَوْرَةَ الرَّحْلِ"
"کھنڈ عورتہ الرخل" اور چوڑائی کے حلق راجح قول یہ ہے کہ کم از کم ایک انگلی کی موٹائی میں ہو۔
تحفہ رابع: اگر سترہ کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا کرے؟

حدیث ابو ہریرہؓ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "فَلْيَنْهَضْ خَطَا" یعنی
اپنے سامنے زمین پر کھیر اور خطا ہی کھینچ لے، اس حدیث کی بناء پر امام احمد، ابو یوسف اور امام
شافعیؒ فی ردیہ سترہ بالخط کے قائل ہیں، ابن الہمام حنفیؒ فرماتے ہیں کہ چوڑائی اور لبائی عمرانی
فضل میں بنائے اور یہ حدیث کو ضعیف ہے مگر فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر بھی عمل
کر لیا جاتا ہے لہذا اصل مقصود یعنی نمازی کی جمع خاطر اور یکسوئی کے لئے اس کے مطابق عمل
اولیٰ ہونا چاہئے۔ امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ خط کا اعتبار نہیں کرتے اس لئے کہ وہ دور سے نظر نہیں آتا
اور سترہ کا جو فائدہ ہے یعنی جائے سجود کا ممتاز ہونا وہ اس سے حاصل نہیں ہوتا، اور جو حدیث
چشم کی گئی ہے اس میں ایک محمول راوی ہے۔ [الدر المنضوٰۃ و در المنہا ملخصاً]

تحفہ خامس: نمازی کا اس کے سامنے سے گزرنے والے کو روکنا ہاتھ کے اشارے سے یا
سبحان اللہ پڑھ کر ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک مستحب ہے اور ائمہ احنافؒ صرف سبحان اللہ پڑھنے کی
صورت کو اختیار کرتے ہیں۔ حدیث انسؓ میں اس کا ذکر ہے۔

تحفہ سادس: نمازی کے آگے سے کسی کا گزرنا قاطع ملاء ہے یا نہیں؟
(۱) اہل غواہر کے نزدیک عورت، گدھے اور کتے کا نمازی کے آگے سے گزرنا قاطع ملاء ہے۔
(۲) امام احمدؒ کے نزدیک کتا کا نمازی کے آگے سے گزرنا قاطع ملاء ہے کسی اور جانور کا
گزرنا قاطع نہیں، البتہ فرماتے ہیں "وَنِي قَلْبِي مِنَ الْحَمْدِ وَالْمُرَاةِ هِيَ"۔ [رحمۃ الامۃ، ص: ۴۱]

(۳) جمہور علماء و ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کسی کا نمازی کا آگے سے گذرنا قاطع صلاۃ نہیں۔
اہلِ نقاہر کی دلیل: حدیث انسؓ ”يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْجِمَارُ وَالْمَرْءُ“۔
امام احمدؒ کی دلیل: حدیث انسؓ، البتہ ”باب الوضوء بمس المرأة“ میں مذکور حدیث
عائشہؓ ”كان رسول الله ﷺ ليصلي وانى لمعتضة بين يديه اعتراض
الجنابة“ سے عورت کا، اور باب کی حدیث فضل ابن عباسؓ ”صَلَّى فِي صَحْوَاءَ كَيْسَ بَيْنَ
يَدَيْهِ سُرَّةً، وَجِمَارَةً لَنَا وَكَلْبَةً تَعْبَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالِي بِذَلِكَ“ سے گدھے کا استثناء
ہوتا ہے۔

جمہور و ائمہ ثلاثہ کی دلیل: کئی حدیثیں مثلاً ”لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ مِمَّا يَخْرُجُ بَيْنَ يَدَيْ
الْمُصَلِّي“ یہ حدیث مرفوعہ و موقوفہ فادونوں طرح مروی ہے۔

اہلِ نقاہر و امام احمدؒ کو جواب:

۱..... مذکورہ چیزوں سے نماز کے ٹوٹ جانے کا حکم منسوخ ہو چکا جس پر دلیل وہ احادیث ہیں
جن میں کسی چیز سے نماز کے نہ ٹوٹنے کا حکم ہے، آپ ﷺ کے بعد طیل القدر صحابہ کرامؓ نے
بھی اسی بات کا ثبوت دیا، خود امام احمدؒ بھی عورت اور گدھے کا استثناء کرتے ہیں اور ساجدہ حدیث
کو ان دونوں کے حق میں منسوخ قرار دیتے ہیں۔

۲..... یا پھر ”قطع“ سے خشوع و خضوع اور اطمینان کا قطع مراد لیا جائے، اس طرح دونوں قسم کی
حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

بحث سابع:

باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ نمازی کے آگے سے گذرنا جس کی وجہ سے اس
کی نماز میں غلل اور بے اطمینانی آجائے یا خشوع و خضوع میں فرق آجائے بہت بڑا گناہ ہے۔
تاہم ایسا بھی نہیں کہ کسی صورت گذرنا جائز نہ ہو، بلکہ جب اصل علت یعنی قطع خشوع نہ ہو تو گذرنا
جائز ہوگا۔ فقہاء سے اس سلسلے میں تین اقوال منقول ہیں:

(۱) خشوع و خضوع والی نماز میں بحالت قیام جہاں تک نمازی کی نگاہ پہنچے اس سے آگے سے گزرتا جائز ہے۔

(۲) تین صف چھوڑ کر گزرتا جائز ہے۔ (۳) جائے سجود سے ہٹ کر گزرتا جائز ہے۔
یہ تفصیل بڑی مسجد سے متعلق ہے، اگر مسجد ساٹھ یا چالیس گز یا اس سے کم رقبہ پر ہو تو پوری مسجد مکان واحد کے حکم میں ہے، اور نمازی کے آگے سے گزرتا مطلقاً جائز نہیں۔ [رد المحتار والدر المنصور]

بَابُ الْمَسَاجِدِ

مسجدوں کا بیان

۲۸۹..... عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ جنت میں اس کے لئے ایک گھر بنائے گا۔
(شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۹۰..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَضَعُفُ عَلَى صَلَاةٍ فِي بَيْتِهِ وَلَفِي سُوْقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا. وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةً، وَخُطَّ عَنْهَا بِهَا حِطْيَةٌ. فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي صَلَاةٍ "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ" وَلَا يَزَالُ أُحَذِّكُمُ فِي صَلَاةٍ مَا انتظر الصلاة. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی نماز جماعت کے ساتھ، اس کی گھر اور بازار کی نماز سے پچیس گنا بڑھی ہوئی ہے اور یہ اس لئے کہ

جب وہ وضو کرتا ہے تو اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے، اسے نہیں نکالتی (کوئی چیز) مگر نماز، وہ کوئی قدم نہیں رکھتا مگر اس کے ذریعے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے، اور ایک خطا مٹا دی جاتی ہے، پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے مسلسل اس کے لئے جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ میں ہوتا ہے نزولِ رحمت کی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس پر رحم فرما، اور مسلسل تم میں سے ہر ایک نماز میں ہوتا ہے جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۹۱..... وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَيَّ اللَّهُ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ أَسْوَاقُهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پسندیدہ جگہ اللہ کے نزدیک مساجد ہیں اور سب سے بری جگہ بازار ہیں۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۲۹۲..... وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز بہتر ہے ہزار نمازوں سے جو اس کے علاوہ میں ہوں سوائے مسجدِ حرام کے۔ (شیخین نے روایت کیا)

۲۹۳..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: غُرِضْتُ عَلَى أَجُوزٍ أُمِّي حَتَّى الْقَدْلَةَ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے (اعمال کے) اجر پیش کئے گئے یہاں تک کہ وہ نکلا (بھی) جس کو آدمی مسجد سے نکالتا ہے۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

۲۹۴..... وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: الْبِرَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: انہی (انسؓ) نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسجد میں تو کتنا گناہ ہے اور اس

(گناہ) کا کفارہ اس (تھوک) کو دفن کرتا ہے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۹۵..... وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُتَنِيَةِ فَلَا يَقْرَأَنَّ مَسْجِدَنَا؛ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِنْهَا بِتَأْذَى مِنَ الْإِنْسَانِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اس بدبودار درخت سے کھایا وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اس لئے کہ فرشتوں کو (بھی) ان چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۲۹۶..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَتَّاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالْعَرِمَلِيُّ وَحَسَنٌ. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مسجد میں کسی کو بیچتے ہوئے یا خریدتے ہوئے دیکھو تو کہو کہ اللہ تیری تجارت کو نفع نہ دے۔ (نسائی اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا)

۲۹۷..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَوُجُوهُ يَبُوتُ أَصْحَابِهِ شَارِعَةً فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: وَجَّهُوا هَذِهِ الْيَبُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَصْنَعْ الْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءً أَنْ يَنْزِلَ فِيهِمْ رُخْصَةٌ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: وَجَّهُوا هَذِهِ الْيَبُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ؛ فَإِنِّي لَا أَجِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا لِحُجْنَبٍ. رَوَاهُ أَبُو ذَاوَدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آئے جبکہ آپ کے اصحاب کے گھروں کے منہ (دروازے) مسجد میں کھلے ہوئے تھے، پس آپ نے فرمایا ان گھروں کے (رخ) مسجد سے پھیر دو، پھر نبی کریم ﷺ (کچھ وقت گزرنے کے بعد مسجد میں) داخل ہوئے جبکہ لوگوں نے کچھ نہیں کیا امید کرتے ہوئے کہ ان کے بارے میں کوئی گنجائش اترے گی، تو آپ ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ ان گھروں کو مسجد سے پھیر دو اس لئے کہ بے شک میں کسی حائضہ اور حُجْنَبِ کے

لئے مسجد کو حلال قرار نہیں دے سکتا۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)
 ۲۹۸..... وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 ترجمہ: حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ یا حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو چاہئے کہ وہ کہے ”اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ“ (یعنی اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے) اور جب نکلے تو چاہئے کہ وہ کہے ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ“ (یعنی اے اللہ میں آپ سے آپ کا فضل مانگتا ہوں)۔ (مسلم)

۲۹۹..... وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ
 ترجمہ: حضرت ابوقتادہ سلمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو چاہئے کہ وہ دو رکعت پڑھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)
 ۳۰۰..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ بَعْدَ مَا أُذِّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَبُودِي بِالصَّلَاةِ فَلَا يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُصَلِّيَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.
 ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (راوی نے) کہا کہ ایک آدمی مؤذن کے اذان دینے کے بعد (مسجد سے) نکلا، تو آپ نے کہا: بہر حال یہ تو تحقیق اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی، پھر کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جب تم مسجد میں ہو پھر نماز کے لئے اذان دے دی جائے تو تم میں سے کوئی ایک بھی نہ نکلے یہاں تک کہ نماز پڑھ لے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے روایت صحیح درجہ کے ہیں)

مسئلۃ الباب: مسجد شعائر اللہ میں سے ہے اس کے خوب احترام کا حکم دیا گیا ہے، باب کی احادیث میں مسجد کے چند آداب اور حقوق کا بیان ہے۔

قوله "اذا كنتم في المسجد فنودي بالصلاة" ابن ماجہ ایک روایت میں اذان کے بعد مسجد سے نکلنے والے کو "منافق" کہا گیا ہے مگر اسی روایت میں یہ بھی تصریح ہے کہ "ایسا شخص کسی ضرورت کے بغیر نکلا ہو اور مسجد میں واپس آنے کا ارادہ بھی نہ ہو" تب تو وہ وعید کا مستحق نہیں ہوگا ورنہ نہیں۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ بلا عذر مسجد سے بعد از اذان باہر نکلتا مکروہ ہے البتہ عذر کی تفصیل میں کچھ اختلاف ہے، احتاف کے نزدیک اگر کوئی شخص دوسری مسجد میں امامت یا اذان یا ظلم جماعت کا ذمہ دار ہو یا اپنی نماز پہلے پڑھ چکا ہو، یا کوئی ضروری کام پیش آ گیا ہو اور کسی دوسری جگہ جماعت ملنے کی امید ہو تو اس کے لئے خروج بعد الاذان جائز ہے۔

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

عورتوں کا مسجد جانے کا بیان

۳۰۱..... عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا اسْتَأْذَنْتُكُمْ نِسَاءُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَذِنُوا لَهُنَّ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا ابْنَ مَاجَةَ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں رات میں مسجد کی طرف (جانے کے لئے) تم سے اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دے دیا کرو۔ (ابن ماجہ کے سوا جماعت نے اس کو روایت کیا)

۳۰۲..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ وَلْيَخْرُجْنَ قِفْلًا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندویں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو، اور انہیں (عورتوں کو) چاہئے کہ بدبودار ہو کر (یعنی نہایت سادگی میں) نکلیں۔ (احمد، ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۰۳..... وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَمْتَوُوا إِمَاءَ اللَّهِ الْمَسَاجِدَ وَلْيَخْرُجْنَ تَقْلَابَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُزَارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندوں کو مسجدوں سے نہ روکو، اور انہیں (عورتوں کو) چاہئے کہ بدبودار ہو کر (یعنی نہایت سادگی میں) نکلیں۔ (احمد، بزار اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

۳۰۴..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَوْ أَذْرَكَ النَّبِيُّ ﷺ مَا أَخَذَتْ النِّسَاءُ لَمَعَنَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُبِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر نبی ﷺ نے (نئے نئے طریقے) پیدا کئے ہیں تو ضرور ان کو مسجد سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۳۰۵..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بُخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی عورت خوشبو لگائے تو وہ نماز کے ساتھ آخری عشاء (نماز عشاء) میں حاضر نہ ہو۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

۳۰۶..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حَمِيدٍ امْرَأَةِ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَحْبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ. قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تُحِبُّينَ الصَّلَاةَ مَعِيَ وَصَلَاتِكَ فِي بَيْتِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ فِي حُجْرَتِكَ، وَصَلَاتِكَ فِي حُجْرَتِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ فِي دَارِكَ، وَصَلَاتِكَ فِي دَارِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكَ، وَصَلَاتِكَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ فِي مَسْجِدِي. قَالَ: فَأَمَرْتُ قُبْنِي لَهَا مَسْجِدًا فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَعْظَمِهِ

فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لَقِيَتْ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سیدہ انصاریؓ اپنی چھوٹی ام حید سے جو کہ ابو حید ساعدی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں، روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک میں آپ کے ساتھ (یعنی مسجد میں) نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، آپ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو حالانکہ تمہارا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا تمہارے لئے اپنے حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور تمہارا اپنے حجرے میں نماز پڑھنا تمہارے لئے اپنے گھر (کے محن) میں نماز سے بہتر ہے، اور تمہارا اپنے گھر میں نماز پڑھنا تمہارے لئے اپنی قوم کی مسجد میں نماز سے بہتر ہے، اور تمہارا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا تمہارے لئے میری مسجد میں نماز سے بہتر ہے۔ (راوی نے) کہا میں انہوں نے حکم دیا تو ان کے لئے ان کے گھر کے انتہائی اندر اندر میری جگہ مسجد بنائی گئی، تو وہ اسی میں نماز پڑھتی تھیں یہاں تک کہ وہ اللہ بزرگ ویر سے جا ملیں۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۰۷..... وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا صَلَّيْتُ امْرَأَةً خَيْرَ لَهَا مِنْ قَعْرِ بَيْتِهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ أَوْ مَسْجِدُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا امْرَأَةٌ تَخْرُجُ فِي مَنْقَلِيهَا يَعْنِي خُفَّيْهَا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رِجَالُهُ الصَّحِيحُ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورت اپنے گھر کے بالکل کونے کے حصے میں نماز پڑھتی رہے یہ اس کے حق میں بہتر ہے سوائے اس کے کہ وہ مسجد حرام ہو یا مسجد نبوی ﷺ ہو مگر یہ کہ کوئی عورت اپنے مقلین یعنی موزوں میں نکلے۔ (طبرانی نے اس کو معجم کبیر میں روایت کیا اور بیہوشی نے کہا کہ اس کے راوی صحیح درجہ کے ہیں)

۳۰۸..... وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ يُصَلُّونَ جَمِيعًا فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا كَانَ لَهَا خَلِيلٌ تَلْبَسُ الْقَالِبِينَ تَطُولُ بِهَا لِخَلِيلِهَا، فَالْقَى اللَّهُ عَلَيْهِنَ الْحَبِصَ، فَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَقُولُ: أَخْرِجُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجَهُنَّ اللَّهُ.

قُلْنَا: مَا الْقَائِلِينَ؟ قَالَ: رَفِضَتَيْنِ مِنْ خَشَبٍ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَقَالَ
الْهَيْثَمِيُّ: رَجَالُهُ، رَجَالُ الصَّحِيحِ.

ترجمہ: انہی (ابن مسعود) نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے مرد اور عورتیں اکٹھے نماز پڑھتے تھے،
تو عورت جب اس کا کوئی دوست ہوتا تو وہ قائلین پہنٹی اس کے ذریعے اپنے دوست کے لئے لمبی
ہو جاتی تھی، پس اللہ نے ان (عورتوں) پر حیض ڈال دیا، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ
ان عورتوں کو اس جگہ سے نکالو جہاں سے اللہ نے ان کو نکالا۔ ہم نے کہا: قائلین کیا ہے؟ فرمایا کہ
لکڑی کی بنی ہوئی جوتیاں۔ (طبرانی نے اس کو معجم کبیر میں روایت کیا اور بیہوشی نے کہا کہ اس کے
روایت صحیح درجہ کے ہیں)

۳۰۹..... وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ يُخْرِجُ النِّسَاءَ مِنَ الْمَسْجِدِ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَقُولُ: أَخْرِجْنَ إِلَى بُيُوتِكُنَّ خَيْرَ لَكُنَّ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي
الْكَبِيرِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَجَالُهُ، مُوثِقُونَ.

ترجمہ: ابو عمرو شیبانی سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جمعہ
کے دن عورتوں کو مسجد سے نکال رہے تھے اور کہہ رہے تھے ”اپنے گھر چلی جاؤ (یہ) تمہارے حق
میں بہتر ہے۔“ (طبرانی نے معجم کبیر میں اس کو روایت کیا اور بیہوشی نے کہا کہ اس کے روات
معتبر قرار دیئے گئے ہیں)

مسئلہ الباب: عورتوں کا مسجد میں جانا کیسا ہے؟!

حضرت عائشہ جو مزاج شناس نبوت تھیں، آپ فرماتی ہیں کہ ”اگر حضور اکرم ﷺ
عورتوں کی موجودہ حالت کو دیکھتے تو ان کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے“ یہ خیر القرون کے
زمانہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کا اثر ہے، آج کس قدر بگاڑ ہے اس کا اندازہ ہر ذی شعور کر سکتا
ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائی مگر ساتھ ہی یہ تنبیہ
فرمادی کہ ”ولیس خرجن تغلات“، یعنی اس حال میں مسجد کو جائیں کہ میلی کھلی ہوں صاف ستھری
حالت میں نہ جائیں اور یہ بھی فرمایا ”وبیسو تنهن نخیر لهن“ کہ گھر ان کے حق میں زیادہ بہتر

ہے۔ بعد میں جب حضرت عمرؓ نے اہل زمانہ کے حالات یکسر بدلتے دیکھا اور عورتوں کے مسجد میں آنے جانے سے سخت فتنہ کا اندیشہ ہونے لگا تو مطلقاً عورتوں کا مسجد میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا، صحابہ کرامؓ میں سے کسی کا اس پر یکسر کرنا بھی ثابت نہیں ہے۔ مگر چونکہ حضرت عمرؓ کا مذکورہ فیصلہ بڑی حکمتوں اور دفع مضرت پر مبنی تھا بالکل خروج النساء الی المساجد کے عدم جواز کی بناء پر نہیں، اس لئے فقہاء نے خروج النساء الی المساجد کے لئے چار لازمی شرطیں احادیث کی روشنی میں ذکر کی ہیں، وہ یہ ہیں: (۱) مرد وزن کا اختلاط نہ ہو۔ (۲) زینت اختیار نہ کریں۔ (۳) خوشبو لگا کر نہ آئیں۔ (۴) کسی قسم کا خوف فتنہ نہ ہو۔

أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

نماز کے طریقے سے متعلق ابواب

بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ بِالتَّكْبِيرِ

نماز کی ابتداء تکبیر کے ساتھ ہونے کا بیان

۳۱۰..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ

فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو (ارادہ کرو) تو اچھی طرح وضوء کرو پھر قبلہ رخ ہو کر اللہ اکبر کہو۔ (شیخین)

۳۱۱..... وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: يَفْتَتَحُ

الصَّلَاةَ الطُّهُورُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَفِي إِسْنَادِهِ لَيْثٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز کی سچی طہارت ہے اور اس کی تحریرہ اللہ اکبر کہنا اور اس کی تحلیل (نماز سے باہر نکالنا) سلام کہنا ہے۔ (نسائی کے

علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند کزور ہے)

۳۱۲..... وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ رو ہوتے اور اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۱۳..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ التَّكْبِيرُ وَانْقِصَانُهَا التَّسْلِيمُ. رَوَاهُ أَبُو نَعِيمٍ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ، وَقَالَ الْخَالِطُ فِي التَّلْخِصِ: وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز کی کچی اللہ اکبر کہنا اور اس کا پورا سلام کہنا ہے۔ (ابو نعیم نے اس کو کتاب الصلاۃ میں روایت کیا اور حافظ نے تخصیص میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے) مسئلۃ الباب: نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ بالاتفاق فرض ہے البتہ تکبیر تحریمہ کے الفاظ میں ائمہ کا اختلاف ہے:

(۱) ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسفؒ صیغہ تکبیر کو فرض قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک کوئی دوسرا صیغہ جو تعظیم پر دلالت کرتا ہو ”تکبیر“ کے قائم مقام نہیں۔ پھر امام مالکؒ و احمدؒ کے نزدیک خاص ”اللہ اکبر“ کہنا ضروری ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک ”اللہ اکبر“ کی بھی گنجائش ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ”اللہ اکبر“ بھی جائز ہے۔ [رحمۃ لامة]

(۲) امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک تعظیم رب پر دلالت کرنے والا کوئی سا بھی لفظ کافی ہے، مثلاً: اللہ اجل، اللہ اعظم۔ البتہ خاص ”اللہ اکبر“ کہنا واجب ہے اس کے چھوٹنے سے اعادہ صلاۃ لازم ہے۔ [رد المحتار: ۱/۴۷۹]

ائمہ ثلاثہ و امام ابو یوسفؒ کی دلیل:

۱..... حدیث علیؑ ”تَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ“ لفظ تکبیر میں حصر ہے۔

۲..... حدیث عبد اللہ "مَفْتَحُ الصَّلَاةِ التَّكْبِيرُ"۔ لفظ تکبیر میں حصر ہے۔
امام ابو حنیفہ و امام محمدؒ کی دلیل:

آیت قرآنی ﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى﴾ اس میں عموم ہے مطلق اسم رب سے نماز شروع کرنے کا ذکر ہے، صیغہ تکبیر کی خصوصیت نہیں۔
ائمہ ثلاثہ و امام ابو یوسفؒ کو جواب:

حدیث میں صیغہ تکبیر کی جو تخصیص کی گئی ہے وہ خیر واحد ہونے کی بناء پر قطعی الثبوت نہیں، لہذا اس سے فرضیت تو ثابت نہیں ہوگی، البتہ وجوب ضرور ثابت ہوگا۔
فائدہ: صیغہ الصلوة کے ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فرض اور سنت کے درمیان مامورات کا کوئی درجہ "واجب" وغیرہ نہیں، چنانچہ وہ حضرات خیر واحد سے بھی فرضیت کو ثابت کرتے ہیں اور احناف کے یہاں فرض کی دو قسمیں ہیں: (۱) فرض اعتقادی جس کا ثبوت نص قطعی کا محتاج ہے۔ (۲) فرض عملی جس کا ثبوت نص ظنی اور خبر واحد سے بھی ہو جاتا ہے اور اسی فرض عملی کا دوسرا نام ان کے نزدیک "واجب" ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيرِ الْإِحْرَامِ وَبَيَانُ مَوَاضِعِهِ
تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو اٹھانے اور اس کی جگہوں کا بیان

۳۱۴..... عَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کندھوں تک کے برابر ہاتھ اٹھاتے تھے، جب نماز شروع کرتے۔ (شخصین نے اس کو روایت کیا)

۳۱۵..... وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے..... حدیث کے آخر تک۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور احمد و ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۳۱۶..... وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ الْحَدِيثُ. أَخْرَجَهُ الْخُمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو (اتنا) اٹھاتے کہ وہ دونوں (ہاتھ) آپ کے کندھوں کے برابر ہو جاتے تھے۔ (نسائی کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے صحیح قرار دیا)

۳۱۷..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا. رَوَاهُ الْخُمْسَةُ إِلَّا ابْنَ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو دراز کرتے ہوئے اٹھاتے تھے۔ (ابن ماجہ کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۱۸..... وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا قُرُوعَ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ مُبَيْلٌ

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ ان دونوں (ہاتھوں) کو اپنے کانوں کے برابر کر لیتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے ”یہاں تک کہ ان دونوں کو اپنے کانوں کے اوپر کے حصوں کے برابر کر لیتے تھے۔ (مسلم)

۳۱۹..... وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ، وَصَفَ هُمَامٌ حَيَالُ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا (کہ) آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو اللہ اکبر کہا، ہام (راوی) نے بیان کیا کہ (آپ نے ہاتھوں کو) کانوں کے برابر تک (اٹھایا)۔ (مسلم) ۳۲۰..... وَعَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ جِبَالًا أَذْيَهُ، قَالَ: ثُمَّ انْتَبَهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُلُوبِهِمْ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسٌ وَأَكْحِيسَةٌ. رَوَاهُ أَبُو ذَاوَدَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: انہی (وائیل بن حجر) نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھایا آپ نے فرمایا: پھر (جب) میں (دوسری مرتبہ) ان کے پاس آیا تو میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ نماز کے شروع میں اپنے ہاتھوں کو سینے تک اٹھا رہے تھے اور ان پر ترکی ٹوپی اور چادریں تھیں۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے) مسئلۃ الباب: چار فقہی مسائل کا بیان!

پہلا مسئلہ: تکبیر تحریر کے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم کیا ہے؟

اثر اربعہ کے یہاں سنت اور ابن تزم ظاہری و امام اوزاعی کے نزدیک فرض ہے۔ دوسرا مسئلہ: تکبیر تحریر کے لئے ہاتھ کب اٹھائے جائیں؟

اثر ثلاثہ کے یہاں تکبیر کے ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھانے چاہئے جبکہ احناف کے یہاں تین روایتیں ہیں: (۱) صاحب بدائع و محیط نے مقارنت (ساتھ ساتھ اٹھانا) کو اختیار کیا ہے۔ (۲) ہدایہ میں پہلے ہاتھ اٹھانا مذکور ہے۔ (۳) بعض کے نزدیک پہلے تکبیر کہے پھر ہاتھ اٹھائے صاحب ہدایہ کا قول زیادہ پسندیدہ ہے۔ [رد المحتار: ۱/۱۸۲]

تیسرا مسئلہ: ہاتھ کہاں تک اٹھانے چاہئیں؟!

(۱) امام مالک و شافعی کے نزدیک کندھوں تک۔

(۲) امام ابو حنیفہ کے نزدیک کانوں کی لوک۔

(۳) امام احمد سے تین روایتیں ہیں، مشہور یہ ہے کہ نماز کو اختیار ہے چاہے تو کندھے تک اٹھائے اور چاہے تو کان تک اٹھائے۔

احادیث کے درمیان تطبیق:

- ۱..... بعض حدیثوں میں ”خَلَوْا مِنْكِتَبَہ“ یعنی کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔
 - ۲..... اور بعض حدیثوں میں ”خَسَىٰ يَخَازِي بِهِمَا اُذُنَيْهِ“ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔
 - ۳..... اور بعض حدیثوں میں ”فُرُوغُ اُذُنَيْهِ“ کانوں سے اوپر تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔
 - ۴..... بعض حدیثوں میں ”يُؤَفَّقُونَ اُيُدِيَهُمْ اِلَى صَلَواتِهِمْ“ نیز تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔
- تطبیق کی صورت یہ ہے کہ عام حالت میں ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے کہ پھیل کندھے تک اور انگوٹھے کانوں کی لوہک اور انگلیاں کانوں سے اوپر چلی جائیں۔ اور جب کوئی مجبوری ہو تو نیز تک بھی ہاتھ اٹھائے جاسکتے ہیں۔ [رد المحتار: ۱/۳۸۲]

بَابُ وَضْعِ الْيَمْنِي عَلَى الْيُسْرَى

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان

- ۳۲۱..... عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤَمِّرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَمْنَهُ الْيَمْنِي عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ. قَالَ أَبُو حَازِمٍ: لَا أَغْلَمُهُ إِلَّا يَنْبَغِي ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
- ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں کلائی پر رکھے۔ ابو حازم نے کہا کہ میں بھی جانتا ہوں کہ حضرت سہل اس (حکم) کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرتے تھے۔ (بخاری)

- ۳۲۲..... وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَكَثُرَ ثُمَّ التَّخَفَ بِتَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ الْيَمْنِي عَلَى الْيُسْرَى. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا (کہ) آپ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا جب آپ نماز میں داخل ہوئے اور آپ نے اللہ اکبر کہا پھر

اپنے کپڑے کو سمیٹا پھر (اپنے) دائیں (ہاتھ) کو بائیں (ہاتھ) پر رکھا۔ (احمد اور مسلم نے روایت کیا) ۳۲۳..... وَعَنْهُ قَالَ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (دائل) نے کہا کہ پھر آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر اور گٹے اور بازو (کلائی) پر رکھا۔ (احمد، نسائی اور ابو داؤد نے روایت کیا اور سند صحیح ہے)

۳۲۴..... وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى فَرَأَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى. رَوَاهُ الْبُزْجَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ (ایک مرتبہ) نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھ دیا، پس نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھا تو آپ نے ان کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ دیا۔ (ترمذی کے علاوہ چاروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: نماز میں بحالت قیام دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھنا جمہور علماء و ائمہ ثلاثہ کے نزدیک منسوخ ہے اور امام مالک سے اس سلسلے میں تین روایتیں ہیں:

- (۱) مشہور روایت کے مطابق مطلقاً ہاتھوں کو سیدھا چھوڑ دینا چاہئے۔
 - (۲) فرائض میں ارسال بہتر ہے اور نوافل میں وضع الیمنی علی الیسری جائز ہے۔
 - (۳) مطلقاً وضع الیمنی علی الیسری سنت ہے۔ [بدلیۃ المجتہد، الدر المنثور]
- باب کی احادیث سے جمہور کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ مطلقاً وضع الیسری سنت ہے۔

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ

دونوں ہاتھوں کو سینہ پر رکھنے کا بیان

۳۲۵..... عَنْ وَائِلِ بْنِ خُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ. رَوَاهُ ابْنُ خُرَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ،

وَفِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ، وَزِيَادَةٌ "عَلَى صَدْرِهِ" غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پس آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اپنے سینہ مبارک پر رکھا۔ (ابن خزیمہ نے اس کو اپنی صحیح میں روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے اور "علی صدرہ" کا اضافہ غیر محفوظ ہے)

۳۲۶..... وَعَنْ قَبِيصَةَ بِنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ يَضَعُ هَلْبَهُ عَلَى صَدْرِهِ. وَوَصَفَ يَحْيَى الْيُسْرَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الْمَفْصِلِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ لَكِنْ قَوْلُهُ: عَلَى صَدْرِهِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

ترجمہ: قبیصہ بن ہلب روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو (نماز کے بعد) دائیں اور بائیں جانب جاتے ہوئے دیکھا اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس کو اپنے سینہ پر رکھتے تھے۔ یحییٰ نے بیان کیا کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر جوڑ (گئے) کے اوپر (رکھتے تھے)۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے مگر راوی کا قول "علی صدرہ" یعنی اپنے سینہ کے اوپر کہنا غیر محفوظ ہے)

۳۲۷..... وَعَنْ طَاءِ وَاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ يَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَرْاسِيْلِ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

ترجمہ: طاؤسؒ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نماز کی حالت میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے پھر ان دونوں (ہاتھوں) کو اپنے سینہ مبارک پر باندھ لیتے تھے۔ (ابوداؤد نے اس کو مراسیل میں روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے)

قَالَ النَّيْمِيُّ: وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثٌ أُخْرَى كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ.

ترجمہ: نیومی کہتا ہے کہ اس باب میں اور بھی حدیثیں ہیں جو سب کی سب ضعیف ہیں۔

مسئلۃ الباب: باب کی احادیث بحالت قیام سینہ کے اوپر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرتی ہیں۔ تفصیلی کلام آ رہا ہے۔

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ فَوْقَ السُّرَّةِ

ہاتھوں کو ناف کے اوپر رکھنے کا بیان

۳۲۸..... عَنْ جَرِيرِ الضَّمِّيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا يُمَسِّكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزِيَادَةُ "فَوْقَ السُّرَّةِ" غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ.

ترجمہ: جریر بن نمیر نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ذریعے گئے پر ناف کے اوپر پکڑے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور "فوق السرة" یعنی ناف کے اوپر کا اضافہ غیر محفوظ ہے)

۳۲۹..... وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: أَمَرَنِي عَطَاءٌ أَنْ أَسْأَلَ سَعِيدًا أَيْنَ تَكُونُ الْيَدَانِ فِي الصَّلَاةِ فَوْقَ السُّرَّةِ أَوْ أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ سَعِيدٌ: فَوْقَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِي.

ترجمہ: ابو الزبیر کہتے ہیں: مجھے عطاءؓ نے حکم دیا کہ سعید (بن جبیر) سے پوچھوں کہ نماز میں دونوں ہاتھ کہاں ہوں؟ ناف کے اوپر یا ناف سے نیچے، پس میں نے ان سے پوچھا تو سعیدؓ نے جواب دیا کہ ناف کے اوپر (ہونے چاہئے)۔ (بیہقی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے) مسئلۃ الباب: باب کی حدیثیں بحالت قیام ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرتی ہیں۔ تنصیل کلام آ رہا ہے۔

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ تَحْتَ السُّرَّةِ

ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کا بیان

۳۳۰..... عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: علقمہ بن وائلؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۳۱..... وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ أَوْ سَأَلْتُهُ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَضَعُ؟ قَالَ: يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِينِهِ عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجْعَلُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حجاج بن حسانؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفرؓ سے سنایا میں نے ان سے پوچھا (راوی کو شک ہے) کہا کہ میں نے کہا: میں ہاتھ کیسے باندھوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ آدمی اپنے دائیں ہاتھ کے اندرونی حصہ (تھیلی) کو بائیں ہاتھ کی تھیلی کی پشت پر رکھے گا اور ان دونوں (ہاتھوں) کو ناف سے نیچے رکھے گا۔ (ابو بکر ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۳۲..... وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: يَضَعُ يَمِينُهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ابراہیمؓ نے کہا کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔ (ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلہ الباب: باب کی حدیثیں بحالت قیام ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر دلالت کرتی ہیں۔ فقہاء کے اقوال:

(۱) امام شافعیؒ اور مالکؒ (وضع یدین والی روایت کے مطابق) کے نزدیک ناف سے اوپر اور سینہ سے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ و احمہؒ کے نزدیک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں۔ [رحمۃ اللامۃ، ص ۳۲]

امام شافعیؒ و مالکؒ کی دلیل:

۱..... حدیث وائل بن حجرؓ: "وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ"

۲..... حدیث قیس بن حلب عن أبیہؓ: "رَأَيْتُهُ يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ"

۳..... حدیث طاؤسؓ مرسل: ”ثُمَّ يَشُدُّ بِهِمَا عَلَى صَدْرِهِ“۔

امام ابو حنیفہؒ و احمدؒ کی دلیل:

۱..... حدیث وائل بن جرؓ: ”يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ“ مکر یہ حدیث سنداً صحیح ہونے کے باوجود متنازعاً مضطرب ہے۔

۲..... حدیث علیؓ: ”مَنْ السَّنَةِ وَضَعَ الْكَفَّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ“ [ابن ابی شیبہ]

۳..... قول ابی یحییٰؓ: ”يَجْعَلُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ“۔

۴..... قول ابراہیم النخعیؓ: ”يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ“۔
امام شافعیؒ و مالکؒ کی دلیل:

۱..... حدیث وائلؓ میں ”علی صدرہ“ کا اضافہ غیر محفوظ ہے، اس کی سند میں مؤمل بن اسماعیل ہیں جو کہ انتہائی ضعیف ہیں، بخیر ان کے کسی نے ”علی صدرہ“ نقل نہیں کیا۔ [اتعلیق الحسن]

۲..... حدیث قمیصہ میں دیگر قوی روایات کی روشنی میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس روایت میں تصحیف ہوئی ہے، اصل روایت ”يَضَعُ هَذِهِ عَلَى هَذِهِ“ ہے کسی نے غلطی سے اس کو ”يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ“ پڑھ دیا۔

۳..... حدیث طاؤسؓ مرسل ضعیف ہے لہذا قابل استدلال نہیں۔

خلاصہ بحث: صحیح بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں فریقین کے دلائل پر کلام ہے، کسی کے پاس صحیح اور صریح حدیث مرفوعہ نہیں جس کو واجب العمل کہا جاسکے کما قال ابن الہمام، البتہ فقہاء کرام کا ترجیح میں اختلاف ہو رہا ہے، حنفیہ تحت السرة کو اور شافعیہ تحت الصدر کو ترجیح دیتے ہیں، ہماری طرف سے کہا گیا ہے کہ نماز منظر تعظیم ہے اور قیام تعظیسی میں معبود وضع تحت السرة ہے، ہاں اظہار عشق کی صورت میں وضع علی الصدر ہی ہوتا ہے کما قال المتنسی فی قافیۃ الباء:

وَحَاوِلْنِ تَقْدِیْتِی وَخَفْنِ مَوَاقِبَا فَوْضَعْنِ أَيْدِیْنِ فَوْقَ تَرَائِبَا

حضرت مولانا اعجاز علی دیوبندیؒ کے درس میں وضع علی الصدر کی تائید میں کسی طالب

علم نے اس شعر کو پیش کیا، اس پر مولانا موصوفؒ نے برجستہ فرمایا کہ نبی کے مقابلہ میں متنبی (نبوت کا دعویٰ دار) کا قول پیش کرتے ہو؟ لاجل و لا قوۃ الا باللہ۔ [الدر المنصور، ص ۱۰۰]

بَابُ مَا يُقْرَأُ بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ

تکبیر تحریرہ کے بعد جو کچھ پڑھنا چاہئے

۳۳۳..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً. قَالَ: أَحْسِبُهُ، قَالَ: هُنِيَّةٌ. فَقُلْتُ: يَا أَبَتِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ؟ قَالَ: أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ تَقْنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا تَقْنِي الْقُرْبَ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالطَّلْحِ وَالنَّوْدِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریرہ اور قرأت کے درمیان تھوڑا خاموش رہتے۔ (راوی کہتے ہیں) میں سمجھتا ہوں کہ انہوں (ابو ہریرہؓ) نے ”تھوڑی دیر“ کہا، پہل میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! تکبیر تحریرہ اور قرأت کے درمیان آپ کا چپ ہٹا آپ اس میں کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: میں پڑھتا ہوں: ”اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ..... الخ“ (ترجمہ: اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان ایسی دوری کر دے جیسے آپ نے مشرق اور مغرب کے درمیان کی ہے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسا کہ سفید کپڑے کو نیل سے پاک کیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے۔) (ترمذی کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۳۳۴..... وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ: وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ خَائِفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ

لَهُ، وَبِذَلِكَ أَمَرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَحِيْمٌ وَاَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اَنْتَ، وَاَهْدِنِيْ لِحَسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا إِلَّا اَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا اَنْتَ، لِيَكْ وَ مَعْدِيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ، فَمِيْ يَذْنِبُكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ، اَنَا بِكَ وَ اِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ. وَاِذَا رَكَعَ قَالَ اِلَى آخِرِ الْخَدِيْثِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ.

ترجمہ: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ”وَجْهِيْ لِلدِّيْنِ فَطَرُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ خَيْرًا الخ“، یعنی میں نے توجہ کی اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر، اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز، اور میری قربانی اور میرا جینا، اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو کہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا، اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، پس تو میرے تمام گناہوں کو معاف فرما، بے شک تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں اور مجھے ہدایت عطا فرما بے شک تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق کی ہدایت دینے والا نہیں، اور اس (اخلاق) کی برائی کو مجھ سے پھیر دے تیرے سوا کوئی اس کی برائی کو مجھ سے پھیرنے والا نہیں، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور تمام بھلائی آپ کے ہاتھ میں ہے، اور برائی آپ کی طرف نہیں آسکتی، میں آپ کے ساتھ اور آپ کی طرف پناہ پکڑتا ہوں، آپ بابرکت ہیں، اور آپ بہت بلند ہیں (اور) میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو فرماتے حدیث کو آخر تک پڑھ لیجئے۔ (مسلم نے اس کو باب ملاء اللیل میں روایت کیا ہے)

۳۳۵..... وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ

يُصَلِّي تَطَوُّعًا قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَجْهْتُ وَجْهِي لِلدَّيِّ فَطَرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ خَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، ثُمَّ يقرأ: رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نفل نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو فرماتے ”اللَّهُ أَكْبَرُ، وَجْهْتُ وَجْهِي لِلدَّيِّ فَطَرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ خَنِيفًا..... الخ“ یعنی اللہ سب سے بڑا ہے، میں متوجہ ہوتا ہوں اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر، اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز، اور میری قربانی اور میرا جینا، اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو کہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا، اور میں فرماں برداروں میں سے پہلا ہوں۔ اے اللہ! آپ بادشاہ ہیں کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے، میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، پھر آپ قرأت فرماتے۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)۔

۳۳۶..... وَعَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي كِتَابِهِ الْمُفْرَدِ فِي الدُّعَاءِ وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ.

ترجمہ: حمید طویلؒ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ..... الخ“ یعنی اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، اور آپ کا نام (بہت) بابرکت ہے، اور آپ کی بزرگی بلند ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (طبرانی نے اپنی دعا سے متعلق مستقل کتاب میں اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند جید ہے)

۳۳۷..... وَعَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ. رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِيُّ وَالتَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: اسو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ.....“ اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، اور آپ کا نام (بہت) بابرکت ہے، اور آپ کی بزرگی بلند ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (دارقطنی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۳۸..... وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانَ غُفْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، يُسْمِعُنَا ذَلِكَ. رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ابو وائل سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ.....“ اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، اور آپ کا نام (بہت) بابرکت ہے، اور آپ کی بزرگی بلند ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (دارقطنی اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: تکبیر تحریر کے بعد اور قرأت سے پہلے کوئی دعا پڑھی جائے یا نہیں؟

- (۱) امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ ثناء ہو یا توجیہ کوئی دعا نہ پڑھی جائے، فوری قرأت ہو۔
- (۲) جمہور علماء وائمہ ثلاثہ دعاء استفتاح کے قائل ہیں، اس سلسلے میں احادیث میں بکثرت دعائیں وارد ہوئی ہیں، زیادہ ثواب کون سی دعا پڑھنے میں ہے؟ اس میں اقوال ہیں:
- ۱..... امام ابو حنیفہ وائمہ ”محمد“ سبحانک للہم.....“ اے اللہ! ثناء پڑھنے کو اختیار کرتے ہیں۔
- ۲..... امام شافعی ”دعاء توجیہ“ اپنی وجہت و جمعی ملحدی.....“ اے اللہ! کو اختیار کرتے ہیں۔
- ۳..... امام ابو یوسف ثناء اور دعاء توجیہ کو جمع کرنے کے قائل ہیں۔

احناف کے یہاں مفتی بہ قول یہ ہے کہ فرائض میں تو صرف ثناء پڑھے، باقی نوافل میں اس کے ساتھ جوئی دعا چاہے پڑھ لے۔ [رحمۃ لامۃ درود الحکام]

امام مالکؒ کی دلیل: حدیث انسؓ: ”كَانُوا يَفْتِيحُونَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“

جمہور کی دلیل: باب کی تمام مرفوع و موقوف حدیثیں جو حضرات ابو ہریرہؓ، علیؓ، محمد بن مسلمہؓ، انس بن مالکؓ، عمر و عثمانؓ سے منقول ہیں اور ان میں تکبیر اور قرأت کے درمیان کچھ پڑھنے کا ذکر ہے۔
امام مالکؒ کو جواب: حدیث انسؓ مذکور میں جہری قرأت کی ابتداء مراد ہے، دعاؤں کی سرری قرأت اس کے منافی نہیں۔ اس طرح احادیث میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ وَقِرَاءَةِ بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَتَرَكِ الْجَهْرَ بِهِمَا؛ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ

فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

تعوذ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا اور انہیں بلند آواز سے نہ پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جب تم قرآن پڑھو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو۔“

۳۳۹..... عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَمَعَ الْفَتْحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، ثُمَّ يَتَعَوَّذُ. رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: اسود بن یزیدؓ نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ.....“ الخ یعنی اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، اور آپ کا نام (بہت) بابرکت ہے، اور آپ کی بزرگی بلند ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر اعوذ باللہ پڑھتے۔ (اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۴۰..... وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانُوا يُسْرُونَ التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ فِي الصَّلَاةِ. وَرَوَاهُ

سَعِيدُ ابْنِ مَنْصُورٍ فِي سُنَنِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ابوداؤدؒ نے کہا کہ وہ (صحابہ کرامؓ) نماز میں تہجد اور بسم اللہ آہستہ (آواز میں) پڑھتے تھے۔ (اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۴۱..... وَعَنْ نَعِيمِ الْمُجَمَّرِ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَأَى أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ثُمَّ قَرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ "غَيْرِ الْمَقْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" فَقَالَ: آمِينَ، فَقَالَ النَّاسُ: آمِينَ، وَيَقُولُ كُلَّمَا سَجَدَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الْإِئْتِنِ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْفِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ الْجَارُودِ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَالْإِسْهَاقِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: نعیم مجمرؒ نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، پس انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی پھر سورہ فاتحہ پڑھی یہاں تک کہ جب غَیْرِ الْمَقْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پر پہنچے تو آمین کی اور لوگوں نے (بھی) آمین کہی، اور (جب بھی) سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعتوں میں بیٹھ کر کھڑے ہوتے تو (بھی) اللہ اکبر کہتے اور جب آپ نے سلام پھیر لیا تو کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک میں تم سب سے نماز میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہوں۔ (اس کو نسائی، طحاوی، ابن خزیمہ، ابن الجارود، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)۔

۳۴۲..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ مُسْلِمٌ: لَا يَبْدَأُ كُرُونِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ قِرَاءَةِ وَلَا فِي آخِرِهَا.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے تھے۔ (شیخین نے اس

کو روایت کیا اور مسلم نے اتنا اور اضافہ کیا ہے: ”اور یہ حضرات قرأت کے شروع میں اور آخر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ذکر نہیں کرتے تھے“

۳۴۳..... وَعَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: انہی (انس) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے، میں نے ان میں سے کسی ایک سے بھی نہیں سنا کہ جس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی ہو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۳۴۴..... وَعَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (انس) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، میں نے ان میں سے کسی ایک سے (مجھ کی) آواز بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں سنی۔ (نسائی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۴۵..... وَعَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ أَقُولُ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ لِي: أَيُّ بَنِي أُمِّيَ أَمْحَدُثُ، إِيَّاكَ وَالْحَدَّثُ. قَالَ: وَلَمْ أَرِ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُهْضِ إِلَى الْحَدَّثِ فِي الْإِسْلَامِ يَعْنِي مِنْهُ، وَقَالَ: قَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقُولُهَا فَلَا تَقْلُهَا، إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَةً.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے سنا جبکہ میں نماز میں تھا میں کہہ رہا تھا ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ

اے میرے بیٹے! (یہ دین میں) نئی بات ہے، تم (دین میں) نئی بات لانے سے بچو۔ صاحبزادے کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں کسی کو نہیں دیکھا کہ جس کے نزدیک اسلام میں نئی بات پیدا کرنا ان سے زیادہ ناپسندیدہ ہو۔ اور آپ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو میں نے ان میں سے کسی ایک سے (بھی) نہیں سنا کہ انہوں نے اس (بسم اللہ) کو (باوازی بلند) پڑھا ہو، تو تم بھی اس کو (باوازی بلند) نہ پڑھو، جب تم نماز پڑھو تو الحمد للہ رب العالمین کہو۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اس کو حسن قرار دیا)

۳۶۶..... وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْحَجْرِ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، قَالَ: ذَلِكَ فَعَلُ الْأَعْرَابِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ
ترجمہ: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو باوازی بلند پڑھنے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ”یہ دیہاتیوں کا کام ہے۔“ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

عنوان باب: تسمیہ کے بارے میں صریح احادیث مرفوعہ موجود ہیں مگر تعوذ کے لئے کوئی مرفوع حدیث نہیں، نیز تعوذ احناف کے یہاں سب قرأت ہے اس لئے استدلال میں قرأت سے پہلے تعوذ کرنے سے متعلق آیت قرآنی لے کر آئے ہیں۔

مسئلۃ الباب: باب کے تحت دو مسائل مختلف فیہ ہیں۔

پہلا مسئلہ: قرأت سے تعوذ و تسمیہ!

(۱) امام مالکؒ بکبیر تحریر اور قرأت کے درمیان کسی دعا تعوذ و تسمیہ کے قائل نہیں۔

(۲) جمہور علماء تعوذ و تسمیہ کو مسنون قرار دیتے ہیں۔

امام مالکؒ کی دلیل:

۱..... حدیث انسؓ: ”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“۔ سورت سے ابتدا کا ذکر ہے۔

۲..... حدیث عبد اللہ بن مفضل: ”أَيُّ بَنِي الْمُحَدَّثِ“ انہوں نے بسم اللہ پڑھنے کو ”بدعت“ کہا اور بتایا کہ نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ بسم اللہ نہیں کہتے تھے۔
جمہور کی دلیل:

- ۱..... حدیث ابو داؤد: ”كَانُوا يُسْرُونَ التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ فِي الصَّلَاةِ“۔
- ۲..... حدیث ابو ہریرہؓ کہ آپ نے قرأت سے پہلے بسم اللہ پڑھی اور نماز سے فراغت کے بعد فرمایا کہ میں تم میں سب سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کے انداز سے نماز پڑھنے والا ہوں۔
- ۳..... حدیث عمرؓ مرفوعاً: ”ثُمَّ يَتَعَوَّذُ“۔

امام مالکؒ کو جواب:

- ۱..... حدیث انسؓ میں مطلقاً اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھنے کی نفی نہیں ہو رہی بلکہ جہراً تعوذ و تسبیح کی نفی کی جا رہی ہے؛ کیونکہ یہی روایت نسائی میں سند صحیح اس طرح آئی ہے: ”فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“۔
- ۲..... حدیث عبد اللہ بن مفضلؓ میں چونکہ ان کے صاحبزادے نے اتنی اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھی تھی کہ آپ نے سن لی، دلیل اس کی صاحبزادے کا یہ قول ہے: ”سَمِعْتَنِي أَبِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ أَقُولُ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ لہذا ابدعت کا اطلاق اسی جہراً بسم اللہ پڑھنے پر ہوگا اس سے مطلق بسم اللہ پڑھنے کی نفی نہیں ہوتی۔ ”فَلَا تَقْلِبْهَا“ کے معنی ”فَلَا تَجْهَرُ بِهَا“ ہیں۔
دوسرا مسئلہ: بسم اللہ جہراً پڑھی جائے یا سرا؟

- (۱) امام شافعیؒ کے نزدیک جہری نماز میں جہراً اور سری نماز میں سرا پڑھنا افضل ہے۔
- (۲) امام ابو حنیفہؒ و احمدؒ کے نزدیک ہر نماز میں سرا پڑھنا ہی افضل ہے، بعض اہل ظواہر اور محققین شافعیہ نے بھی احناف کے اس قول کو اختیار کیا ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل:

- ۱..... حدیث نعیم النخعي: حضرت ابو ہریرہؓ نے جہراً بسم اللہ پڑھی اور بعد فراغت اپنی نماز کو عین سنت کے مطابق بتایا۔
[آثار السنن، رقم: ۳۳۱]

۲..... حدیث ابن عباسؓ: ”کان النبی ﷺ یفتح صلاۃہ بيسم الله الرحمن الرحيم“۔
[ترمذی]

۳..... حدیث ابن عباسؓ: ”کان رسول اللہ ﷺ یجہر بيسم الله الرحمن الرحيم“
امام البوصیفہؒ و احمد کی دلیل:

۱..... حدیث انسؓ: ”فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِيسم الله الرحمن الرحيم“۔
صراحۃ جہر کی نفی ہے۔

۲..... حدیث عبد اللہ بن مغفلؓ: آپ نے جہر بالتسمیہ کو بدعت کہا۔

۳..... حدیث ابن عباسؓ موقوفہ کہ آپ نے جہر اہم اللہ کو ”فعل لا عراب“ قرار دیا۔

۴..... حدیث ابو داؤدؓ: ”کان عمرو بنی لا یحمران بسم الله الرحمن الرحيم ولا بالتعوذ ولا بالتأمین“
[لحاوی] ابو داؤدؓ ہی سے مروی ہے: ”كَانُوا يُسِرُّونَ التَّعَوُّذَ وَالتَّسْمِيَةَ فِي الصَّلَاةِ“۔

۵..... خلفائے راشدینؓ اور صحابہ تابعینؓ کی کثیر جماعت اختتام بالتسمیہ کی قائل تھی۔
امام شافعیؒ کو جواب:

۱..... حدیث ابو ہریرہؓ بسد فیم الجمر شاذ اور معلول ہے کیونکہ سوائے فیم کے کوئی بھی بسم اللہ پڑھنے کا ذکر نہیں کرتا چہ جائیکہ اس سے جہر کو ثابت کیا جائے۔

۲..... حدیث ابن عباسؓ بروایت امام ترمذی ضعیف ہے نیز اس میں جہر کی صراحت بھی نہیں۔

۳..... حدیث ابن عباسؓ بروایت امام حاکمؒ نہایت ضعیف و عند البعض موضوع ہے، ان سے معتبر سند کے ساتھ جہر بالتسمیہ کو فعل لا عراب یعنی دیہاتوں کا کام کہنا ثابت ہے۔

حاصل کلام: جہر بالتسمیہ کے دلائل نہایت کمزور اور ان کی سندیں ضعیفاء، مجاہل اور کذاب راویوں سے خالی نہیں، وجہ یہ ہے کہ جہر بالتسمیہ روافض کا بھی مسلک ہے جن کے متعلق یہ مشہور

ہے کہ وہ ”اکذب الناس فی الحدیث“ ہیں، چنانچہ انہوں نے جہر بالتسمیہ کی تائید میں بہت سی من گھڑت احادیث روایت کر دیں، بعد میں محققین علماء نے ان کا پول کھولا اور واضح

حدیث راویوں کی نشاندہی بھی۔ [معارف السنن ۳/۲۶۱-۲۶۲، ۳۷۶، ۳۷۷]

بَابُ فِي قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ

سورہ فاتحہ پڑھنے کا بیان

۳۴۷..... عَنْ غِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۳۴۸..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ، يَقُولُهَا ثَلَاثًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز ایسی پڑھی کہ اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ (نماز) ناقص ہے، آپ ﷺ نے تین بار یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۳۴۹..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے نماز ایسی پڑھی کہ اس میں ام القرآن (سورہ فاتحہ) نہیں پڑھی تو وہ (نماز) ناقص ہے۔ (احمد، ابی ماجہ اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۵۰..... وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَبَسَّرَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم سورہ فاتحہ اور (قرآن میں سے) جو آسان ہو پڑھیں۔ (ابوداؤد، احمد، ابویعلیٰ اور ابن حبان نے روایت کیا، سند صحیح ہے)

۳۵۱.....وَعَنْ رِشَاةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرْقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى قَرِيبًا مِنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: أَعِدْ صَلَاتَكَ؛ فَإِنَّكَ لَمْ تَصَلِّ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَلَمَنِي كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ، فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَأْسَكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ، وَامْذُذْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ لِرُكُوعِكَ، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ حَتَّى تَرْجِعَ الْعِظَامَ إِلَى مَفَاصِلِهَا، فَإِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلَى فِخْذِكَ الْيُسْرَى، ثُمَّ اصْنَعْ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت رفاہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں کہ ایک شخص آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے تو اس نے آپ کے قریب ہی نے نماز پڑھی (اور) پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف چلا آیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنی نماز لوٹالے اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی، اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم قبلہ رخ ہو جاؤ تو اللہ اکبر کہو، پھر ام القرآن (سورہ فاتحہ) پڑھو پھر (قرآن میں سے) جو چاہے پڑھو، پھر جب تم رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنے پر رکھ دو اور اپنی پیٹھ پھیلا دو اور اپنا رکوع اطمینان سے کرو، پس جب تم اپنا سر اٹھاؤ تو اپنی کرسی می کر دو، یہاں تک کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں تک لوٹ جائیں، اور جب تم سجدہ کرو تو اپنا سجدہ اطمینان سے کرو، پھر جب تم اپنا سر (سجدہ سے) اٹھاؤ تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ، پھر ہر رکعت میں اسی طرح کرو۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: نماز میں مطلق قرأت تو فرض ہے مگر خاص سورہ فاتحہ کی فرضیت میں اختلاف ہے۔

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سورہ فاتحہ فرض ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہ کے نزدیک سورہ فاتحہ اور ضم سورت کا ایک حکم ہے یعنی دونوں واجب ہیں۔

اگر مطلق قرأت کر لی تو نماز ہو جائے گی البتہ کسی ایک کے ترک سے سجدہ سہولاً لازم ہوگا۔
ائمہ ثلاثہ بھی مضبوط دلیل:

۱..... حدیث عبادہؓ: ”لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ“۔

۲..... حدیث ابو ہریرہؓ وعائشہؓ: ”مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خَدَاجٌ“۔

امام ابو حنیفہؒ کی دلیل:

۱..... حدیث ابوسعیدؓ: ”أَمْرُنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيْسَّرُ“ اس میں سورہ فاتحہ اور ”ما تیسر“ یعنی ضم سورت دونوں کا پڑھنا ایک درجہ میں لازم قرار دیا گیا ہے۔

۲..... حدیث رقاعہ یعنی حدیث مسی الصلاۃ: ”ثُمَّ اقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ“ اس میں بھی نماز کا طریقہ بڑھان نبوت یہ بتایا گیا ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد بھی کچھ پڑھنا واجب ہے: فان الامر للوجوب۔ لہذا دونوں میں فرق کرنا درست نہیں۔

ائمہ ثلاثہ کو جواب:

۱..... حدیث عبادہؓ کے الفاظ مختلف روایتوں میں مختلف وارد ہوئے ہیں مثلاً: ”بفاتحة الكتاب فصاعداً“، ”بفاتحة الكتاب وسورة“، ”بفاتحة الكتاب وشيئا“ وغیرہ [الطحاوی احسن]۔ حاصل سب کا یہی ہے کہ سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ چند آیتیں ملا کر نہ پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی، فساد صلاۃ کا مدار صرف سورہ فاتحہ کے نہ پڑھنے پر نہیں بلکہ فاتحہ و سورت دونوں پر ہے۔

۲..... حدیث ابو ہریرہؓ وعائشہؓ میں ”خدا ج“ بمعنی ناقص ہے، اور جس نماز میں کوئی واجب چھوٹ جائے وہ یقیناً ناقص اور واجب الاعادہ ہے اس سے سورہ فاتحہ کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔

بَابُ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

امام کے پیچھے قرأت کرنے کا بیان

۳۵۲..... عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا

صَلَاةٍ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

قَالَ التِّيمُومِيُّ: فِيهِ الْإِسْتِدْلَالُ بِهَذِهِ الْأَحَادِيثِ نَظَرٌ.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پہلے گزر چکی ہے)

نیوی کہتا ہے کہ ان احادیث سے دلیل پیش کرنے میں اعتراض ہے۔

۲۵۳..... وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ فَقُلْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا قَرَعَ قَالَ: لَعَلَّكُمْ تَقْرَأُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، هَذَا يَارَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؛ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خَرِيفٍ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَآخَرُونَ.

قَالَ التِّيمُومِيُّ: فِيهِ مَكْحُولٌ وَهُوَ يُدَلِّسُ، رَوَاهُ مُعْتَمَدًا، وَقَدْ اضْطَرَبَ فِي إِسْتَدَائِهِ وَمَعَ ذَلِكَ قَدْ تَقَرَّدَ بِذِكْرِ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ فِي طَرِيقِ مَكْحُولٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَهُوَ لَا يُسْتَحْسَبُ بِمَا انْقَرَدَ بِهِ، فَالْحَدِيثُ مَقْلُوبٌ بِبَلَاءَةٍ وَجَوَافٍ.

ترجمہ: انہی (عبادہ بن صامت) نے فرمایا کہ ہم فجر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے قرأت فرمائی تو آپ پر قرأت بھاری ہو گئی، تو جب (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کہ شاید تم (لوگ) اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں (پڑھتے ہیں) اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا کہ تم ایسا نہ کرو سوائے سورہ فاتحہ کے، اس لئے کہ بے شک اس شخص کی نماز نہیں جو اس (سورہ فاتحہ) کو نہ پڑھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، اور بخاری نے جزء القراءۃ میں اور دوسروں نے اس کو روایت کیا)

نیوی کہتا ہے کہ اس (کی سند) میں کھول ہیں اور وہ تدلیس کرتے ہیں، انہوں نے اس حدیث کو معنعنہ کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس کی سند میں اضطراب بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کھول کی سند میں محمد بن اسحاق محمود بن الربیع عن عبادہ ذکر کرنے میں متروک ہیں اور محمد بن اسحاق کی تفرد والی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا، غرض یہ کہ حدیث تین وجوہات سے مطول ہے۔

۲۵۷..... وَعَنْ نَافِعِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَبْطَأَ عِبَادَةُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَأَقَامَ أَبُو نُعَيْمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ، فَيُصَلِّي أَبُو نُعَيْمٍ بِالنَّاسِ وَأَقْبَلَ عِبَادَةُ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى صَفَفْنَا خَلْفَ أَبِي نُعَيْمٍ وَأَبُو نُعَيْمٍ يُجَهِّرُ بِالْقِرَاءَةِ، فَجَعَلَ عِبَادَةُ يَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعِبَادَةَ: سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَأَبُو نُعَيْمٍ يُجَهِّرُ؟ قَالَ: أَجَلُ، صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يُجَهِّرُ فِيهَا الْقِرَاءَةَ، قَالَ: فَالْتَبَسْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: هَلْ تَقْرَأُونَ إِذَا جَهَرْتُمْ بِالْقِرَاءَةِ؟ فَقَالَ بَعْضُنَا: إِنَّا لَنَصْنَعُ ذَلِكَ. قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوا وَأَنَا أَقُولُ: مَا لِي بِمَا يُنَازِعُنِي الْقُرْآنُ، فَلَا تَقْرَأُوا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُمْ إِلَّا بِأَمِّ الْقُرْآنِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّيَمِيُّ وَابْنُ خَرَّابٍ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَخَلْقُ أَعْمَالِ الْعِبَادَةِ وَآخَرُونَ، وَفِيهِ مَسْتَوْرٌ. قَالَ التَّيَمِيُّ: إِنَّ حَدِيثَ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فِي التَّيَاسِ الْقِرَاءَةِ قَدْ رُوِيَ بِوُجُوهِ كُلِّهَا ضَعِيفَةٌ.

ترجمہ: نافع بن محمد بن ربیع انصاریؒ نے کہا کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے صبح کی نماز میں تاخیر ہو گئی تو ابو نعیم مؤذن نے نماز کھڑی کی، ابو نعیم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ آئے میں بھی ان کے ساتھ تھا، یہاں تک کہ ہم ابو نعیم کے پیچھے صف میں کھڑے ہو گئے، ابو نعیم اونچی آواز میں قرأت کر رہے تھے پس حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کر دی، پھر جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے حضرت عبادہ سے کہا کہ میں نے آپ کو سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے سنا جب کہ ابو نعیم آواز سے پڑھ رہے تھے، انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ

نے ایک نماز پڑھائی جس میں اونچی آواز سے قرأت کی جاتی ہے، پس آپ پر قرأت غلط ملط ہوگئی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا تم (بھی) پڑھتے ہو جب کہ میں (بھی) اونچی آواز سے پڑھ رہا ہوتا ہوں؟ تو ہم میں سے بعض نے کہا کہ ”ہم ایسا کرتے ہیں“ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو حالانکہ میں کہہ رہا تھا کہ مجھے کیا ہوا کہ میرے ساتھ قرآن میں جھگڑا کیا جاتا ہے، جب میں اونچی آواز سے پڑھوں تو تم سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن میں سے کچھ (بھی) نہ پڑھو۔ (ابوداؤد سنائی، بخاری نے جزء القراءة اور خلق افعال العباد میں اور دوسرے محدثین نے اس کو روایت کیا ہے اور اس میں ایک مستور الحال ہے)

نیوی کہتا ہے کہ بے شک قرأت کے غلط ملط ہونے کے بارے میں حدیث عبادہ متعدد طریقوں سے مروی ہے جو سب کے سب ضعیف ہیں۔

۳۵۵..... وَعَنْ أَبِي قَلْبَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ، أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَتَقْرَأُونَ فِي صَلَاتِكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ؟ فَسَكَتُوا، فَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ قَائِلٌ أَوْ قَائِلُونَ: إِنَّا لَنَفْعَلُ. قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوا وَلْيَقْرَأْ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي نَفْسِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَآخَرُونَ، وَأَعْلَاهُ السَّيِّفِيُّ بِأَنَّ هَذِهِ الطَّرِيقُ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ.

ترجمہ: ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی، جب آپ نے نماز پوری فرمائی تو ان (اصحاب) کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ”کیا تم نماز میں اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو جبکہ امام پڑھ رہا ہوتا ہے؟ تو وہ (صحابہ) خاموش رہے، پس آپ نے یہ بات تین بار فرمائی تو ایک یا متعدد کہنے والوں نے کہا کہ ہم ایسا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اور چاہئے کہ تم میں سے ایک اپنے دل میں سورہ فاتحہ پڑھ لے۔ (بخاری نے جزء القراءة میں اور دوسرے محدثین نے اس کو روایت کیا اور سیفی نے اس کو معلول قرار دیا کہ یہ سند غیر محفوظ ہے)

۳۵۶..... وَعَنْ عَائِشَةَ بِنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ؟ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَفْعَلُ. قَالَ: لَا تَفْعَلُوا إِلَّا أَنْ يَقْرَأَ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

ترجمہ: ابو قلابہؓ نے محمد بن ابی عائشہ کے واسطے سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”شاید کہ تم پڑھتے ہو جبکہ امام (بھی) پڑھ رہا ہوتا ہے؟“ آپ نے یہ بات دو یا تین بار فرمائی، لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک ہم تو ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو سوائے اس کے کہ تم میں سے کوئی سورہ فاتحہ پڑھے۔ (احمد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے)

۲۵۷..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَبُيْ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ. فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ! فَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ؛ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي يَصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِي مَسْأَلٌ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: حَمِدَنِي عَبْدِي، وَإِذَا قَالَ: الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ قَالَ: أَتَيْتَنِي عَبْدِي، وَإِذَا قَالَ: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ قَالَ: هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَسْأَلٌ، وَإِذَا قَالَ: اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ: هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَسْأَلٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز الکی پڑھی کہ اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ (نماز) ناقص ہے، تین بار فرمایا کہ وہ مکمل ہے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم اسے اپنے دل میں پڑھ لیا کرو، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے سورہ فاتحہ اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو برابر حصوں میں تقسیم

کردی ہے اور میرے بندے کے وہ ہے جو اس نے مانگا تو جب بندہ ”الحمد لله رب العالمین“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری حمد بیان کی، اور جب بندہ ”الرحمن الرحیم“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری ثناء بیان کی اور جب بندہ ”مالک یوم الدین“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور جب بندہ ”یاک نعبد ویاک نستعین“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو اس نے مانگا اور جب بندہ ”اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو اس نے مانگا۔ (مسلم) ۳۵۸..... وَعَنْهُ قَالَ: إِذَا قُرَأَ الْإِيمَانُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَأَقْرَأْ بِهَا وَاسْبِقْهُ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ: وَلَا الضَّالِّينَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: آمِينَ. مَنْ وَافَقَ ذَلِكَ قِمْنَ أَنْ يُسْتَجَابَ بِهِمْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقُرْآنِ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہؓ) نے فرمایا کہ جب امام سورہ فاتحہ پڑھے تو تم بھی وہ پڑھو اور اس سے آگے نکل جاؤ، اس لئے کہ جب وہ ولا الضالین کہتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں، جس شخص نے اس کی موافقت کی (ساتھ ساتھ آمین کہہ لی) تو وہ اس لائق ہے کہ ان کی وجہ سے اس کی دعا (بھی) قبول ہو جائے۔ (بخاری نے جزء القراءۃ میں اس کو روایت کیا)

قَالَ النِّسَمِيُّ: وَفِي الْبَابِ آثَارٌ أُخِرَ عَنْ الصَّحَابَةِ.

نیوی کہتا ہے کہ اس باب میں صحابہ کرامؓ سے دیگر آثار موجود ہیں۔

مسئلۃ الباب: امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کا حکم!

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک رائج قول کی بناء پر قرأت فاتحہ خلف الامام فرض ہے جہری نماز ہو یا سری۔
(۲) باقی ائمہ ثلاثہ قرأت فاتحہ خلف الامام کے فرض نہ ہونے پر تو متفق ہیں، البتہ پھر ان کے یہاں اس میں تھوڑی تفصیل ہے:

۱..... امام مالکؒ و احمدؒ کے نزدیک جہری نماز میں قرأت مکروہ ہے اور سری میں ان دونوں سے دو

روایتیں ہیں: (۱) جائز ہے۔ (۲) مستحب ہے۔

۲..... امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قرأت خلف الامام مطلقاً جائز نہیں بلکہ رائج قول کے مطابق جہری دہری ہر قسم کی نماز میں قرأت خلف الامام مکروہ تحریمی ہے۔
امام شافعیؒ کی دلیل:

باب کی تمام احادیث آپؐ کی دلیلیں ہیں، جن کا اجمالی بیان یہ ہے:

۱..... حدیث عبادہؓ: "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" اس میں "صلاة" عام ہے جہریہ ہو یا نہ ہو فرض ہو یا نفل اور "مَنْ" سے عموم مصلیٰ کی طرف اشارہ ہے، خواہ منفرد ہو یا امام، یا مقتدی۔ یعنی کسی کی کوئی نماز سورہ فاتحہ کے بغیر صحیح نہیں، لہذا خلف الامام فرضیت ثابت ہوگی۔
۲..... حدیث عبادہؓ جس میں نماز فجر میں اختلاط قرأت علی التہیۃ کا ذکر ہے اور اس کے آخر میں آپؐ کا یہ مرتب ارشاد ہے: "لَا تَقْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ"۔ جہری نماز میں بھی مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ کا استثناء کیا گیا ہے۔

۳..... حدیث ابو ہریرہؓ: "إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ بِهَا وَاسْبِقْهُ"۔

۴..... عمل عمرؓ علیٰ وائیں عباسؓ۔

(امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے دلائل آرہے ہیں)

بَابُ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الْجَهْرِيَّةِ؛ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ، وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کے بیان میں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو، شاید کہ تم پر رحم کیا جائے

۳۵۹..... عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلْيُؤَمِّكُمْ أَحَدُكُمْ وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَانصِتُوا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سکھایا فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرائے اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (احمد اور مسلم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۶۰..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام تو اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے تو جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (ترمذی کے سوا پانچوں نے اس کو روایت کیا اور یہ صحیح حدیث ہے)

۳۶۱..... وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَكِيْمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةً نَظَنُّ أَنَّهَا الصُّبْحُ فَقَالَ: هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ أَحَدٌ؟ قَالَ رَجُلٌ: أَنَا. قَالَ: إِنِّي أَقُولُ: مَالِي أُنَازِعُ الْقُرْآنَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: سفیان بن عیینہ نے زہریؒ سے نقل کیا ہے کہ ابن اکیمہؒ نے کہا میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی، ہمارا خیال ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی، پس آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے قرأت کی ہے؟ ایک شخص نے کہا میں نے، آپ نے فرمایا کہ میں (اپنے جی میں) کہتا ہوں کہ مجھے کیا ہوا کہ میرے ساتھ قرآن میں جھگڑا کیا جا رہا ہے۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: اس باب کی حدیثوں سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ جہری نمازوں میں قرأت خلف الامام نہیں کرنی چاہئے اور یہی قول امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا ہے۔

دلائل پر ایک نظر: امام مالکؒ و امام احمدؒ باب کی احادیث میں قرأت امام کی تشریح قرأت جہریہ سے کرتے ہیں، اس لئے یہ تمام حدیثیں ان کی بھی دلیل بنتی ہیں کہ امام ابی حنیفہؒ۔

بَابُ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا

تمام نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کا بیان

۳۶۲..... عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَعَجَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ: مَسِيحَ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: أَيُّكُمْ قَرَأَ أَوْ أَيُّكُمْ الْقَارِئُ؟ قَالَ رَجُلٌ: أَنَا، فَقَالَ: قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَتْنِيهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص آپ کے پیچھے سورہ سج اسم ربک الاعلیٰ پڑھنے لگا، پھر جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم میں سے کس نے پڑھایا (فرمایا) تم میں سے پڑھنے والا کون ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: میں، تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون سا مجھ سے بھگڑ رہا ہے۔

۳۶۳..... وَعَنْ أَبِي الْأَحْوَسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانُوا يَقْرَأُونَ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقِرَاءَةَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ابو الاحوس سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پیچھے قرأت کرتے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھ پر قرأت خلط کر دی ہے۔ (طحاوی اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۶۴..... وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ. رَوَاهُ الْحَافِظُ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ فِي مُسْنَدِهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْمَوْطَأِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالذَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ (حافظ احمد بن منیع نے اپنی مسند میں، اور محمد بن الحسن نے اپنی

موطا میں اور دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۶۵..... وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ، وَإِذَا صَلَّى وَخْدَهُ فَلْيَقْرَأْ، قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو امام کی قرأت کافی ہوگی، اور جب وہ اکیلا پڑھے تو قرأت کرے۔ (نافع نے) کہا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔ (مالک نے موطا میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۶۶..... وَعَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: وہب بن کيسان سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے کوئی ایسی رکعت پڑھی جس میں اس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی، تو (ایسا ہے کہ) اس نے نماز (یعنی) نہیں پڑھی، مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ (مالک نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۶۷..... وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ: لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي بَابِ سُجُودِ التَّلَاوَةِ.

ترجمہ: عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کسی چیز میں (بھی) امام کے ساتھ قرأت نہیں۔ (مسلم نے اس کو باب سجود التلاوة میں روایت کیا ہے)

۳۶۸..... وَعَنْ غُنَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالُوا: لَا يَقْرَأُ

خَلَفَ الْإِمَامُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.
ترجمہ: عبید اللہ بن مسقسم سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی اور
جاہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے (امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بارے میں) پوچھا تو ان سب
نے فرمایا کہ کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔ (طحاوی نے اس کو نقل کیا اور اس کی
سند صحیح ہے)

۳۶۹..... وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُنْعِمْتُ لِلْقِرَاءَةِ
بِالْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ مُغَلًّا، وَسَيَكْفِيكَ ذَلِكَ الْإِمَامُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ
صَحِيحٌ.

ترجمہ: ابو وائلؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرأت کے وقت
خاموش رہو، اس لئے کہ نماز میں ایک قسم کی مشغولیت ہے، اور تمہیں اس (قرأت) میں امام کفایت
کرے گا۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۷۰..... وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْتَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ
الْإِمَامِ مَلِيءٌ قُوَّةً قُرْآنًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: علقمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش وہ شخص جو امام
کے پیچھے قرأت کرتا ہے اس کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے۔ (طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)
۳۷۱..... وَعَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ
يَبْنِي يَدِي؟ فَقَالَ: لَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ابو جمرہؓ نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا میں قرأت کروں
جبکہ امام میرے آگے ہو؟ فرمایا کہ نہیں۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۳۷۲..... وَعَنْ كَثِيرِ بْنِ مَرْثَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُلُّ صَلَاةٍ قُرْآنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجِبَ
هَذَا، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: يَا كَثِيرُ - وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ - لَا أَرَى الْإِمَامَ إِذَا أَمَّ الْقَوْمَ إِلَّا

قَدْ كَفَاهُمْ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ
آثَارُ النَّابِغِينَ رَحِمَهُمُ اللَّهُ.

ترجمہ: کثیر بن مرہ سے روایت ہے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر نماز میں قرأت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا (پھر تو) یہ ضروری ہوگئی۔ ابو درداءؓ نے کہا: اے کثیر (کثیر کہتے ہیں) اور میں ابو درداءؓ کے پیلوں میں ہی تھا، میں تو یہ ہی سمجھتا ہوں کہ جب امام لوگوں کو امامت کرائے تو وہ ان لوگوں کو کافی ہوگا۔ (دارقطنی، لمحادی اور احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے) اور اس باب میں تابعین رحمہم اللہ کے آثار بھی موجود ہیں۔

مسئلہ قرأت خلف الامام میں امام ابو حنیفہؒ کے دلائل پر ایک نظر:

..... آیت قرآنی ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ [الأعراف: ۲۰۴] یہ آیت تلاوت قرآن کے وقت استماع اور انصات کے وجوب پر صریح ہے، لہذا جب بھی امام قرأت کرے گا وجوب استماع کا حکم متوجہ ہوگا اور قرأت خلف الامام ممنوع قرار پائے گی۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آیت نماز کے لئے نہیں بلکہ خطبہ جمعہ کے لئے نازل ہوئی ہے، اور مطلب یہ ہے کہ جب امام خطبہ میں کوئی آیت تلاوت کرے تو چپ ہو کر اس کو سنتے رہو، لہذا قرأت خلف الامام کی ممانعت پر اس سے استدلال درست نہیں؟

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ابن مسعودؓ، ابو ہریرہؓ، زہریؓ وغیرہ کا قول یہ ہے کہ یہ آیت قرأت خلف الامام سے روکنے کے لئے اتنی ہے۔ [دیکھیے جامع اسباب النزول، ص: ۱۵۵، تفسیر ابن مسعود، ص: ۳۰۸] نیز جب خطبہ میں استماع اور انصات لازم ہو تو نماز میں بطریق اولیٰ خاموش رہنا واجب ہوگا کیونکہ نماز میں خطبہ کے نسبت تلاوت مقصود ہوتی ہے۔

بہر حال جمہور کی طرف سے اگرچہ یہی ایک آیت استدلال میں پیش کر دینا کافی تھا

مکر طرد الباب احادیث سے بھی دلائل پیش کئے گئے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

۲..... حدیث ابو موسیٰ اشعرؓ والی ہریرہؓ مرفوعاً: ”وَإِذَا قُرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا“۔

۳..... حدیث جابرؓ: ”مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً“۔ اس میں قاعدہ کلیہ بیان کر دیا گیا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے کیوں چپ رہنا چاہئے یعنی چونکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے اس لئے اسے قرأت کی ضرورت نہیں۔

۴..... حدیث جابرؓ مرفوعاً: ”مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ“ اس میں صراحت قرأت فاتحہ خلف الامام سے ممانعت ہے۔

۵..... حدیث عمران بن حصینؓ، ابن مسعودؓ، عبداللہ بن عمرؓ، زید بن ثابتؓ، ابوالدرداءؓ اولیٰ ابن عباسؓ مرفوعاً۔ یہ حضرات قرأت خلف الامام سے منع کرتے تھے۔

امام شافعیؒ کے دلائل کا جواب:

۱..... حدیث عبادہؓ لاصلاة الا بفاتحة الكتاب“ کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں:

(الف) کلمہ ”مَنْ“ سب جگہ عام نہیں ہوتا؛ قرآن کریم میں ہے ”وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ“ یہاں بالاتفاق ”مَنْ فِي الْأَرْضِ“ سے اہل ایمان مراد ہیں کیونکہ کافروں کے لئے فرشتے مغفرت کی دعا نہیں مانگتے۔ اگر ”مَنْ“ کو عام مان بھی لیں تو قرآن کریم کی آیت اور دوسری احادیث کی وجہ سے قرأت فاتحہ کے حکم کو امام اور منفرد کے ساتھ مخصوص مانیں گے کیونکہ حدیث جابرؓ ”مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً“ سے امام کا قرأت کرنا مقتدی کا قرأت کرنا ہے۔ اسی وجہ سے امام احمدؒ فرماتے ہیں ”هَذَا إِذَا كَانَ وَحْدَهُ“۔

(ب) حدیث عبادہؓ مذکور امام بخاریؒ و مسلمؒ کی روایت کردہ ہے، جبکہ مسلمؒ کی ایک روایت میں بفاتحة الكتاب کے بعد ”فصاعداً“ کا اضافہ ہے یعنی سورۃ کے علاوہ ایک سورت اور بھی ہونی چاہئے، دونوں کا حکم ایک ہونا چاہئے اس لئے جب شوافع سورت ملانے کو مقتدی کے لئے لازم نہیں سمجھتے تو سورۃ فاتحہ کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔

(د) اگر کوئی شخص امام کو رکوع کی حالت میں پائے اور بلا قرأت خالی قیام کر کے رکوع کر لے تو

سب کے نزدیک اس کی وہ رکعت ہوگئی حالاں کہ اس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی، معلوم ہوا کہ امام کی اقتداء کا قرأت کے سقوط میں کچھ اثر ضرور ہے۔

۲..... حدیث عبادہؓ "لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" تین وجوہات کی بناء پر مطول ہے:

(۱) اس کے ایک راوی کھول ہیں جو مدلس ہیں، وہ اس حدیث کو "معن من" کے ساتھ نقل کر رہے ہیں، جبکہ قاعدہ ہے کہ مدلس کی من والی روایت غیر مقبول ہے جب تک شیخ سے خود حدیث سننے کی وضاحت نہ کر دے۔ [نزہۃ العکرم، ص: ۸۲]

(۲) اس حدیث کی سند میں اضطراب ہے:

- ۱۔ کھول من عبادہ بن الصامتؓ
- ۲۔ کھول من نافع بن محمود من عبادہؓ
- ۳۔ کھول من محمود من عبادہؓ
- ۴۔ کھول من ابی نعیم اُنبس عبادہؓ

اضطراب فی السند سے حدیث ضعیف ہو جاتی ہے۔

(۳) کھول کے شاگردوں میں من عبادہ کی سند کے ساتھ محمد بن اسحاق منفرد ہیں اور محمد بن اسحاق کی منفرد سند سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۳..... شوافع کے دوسرے اور دلائل پر مصنفؒ کا کلام خود واضح ہے۔

بہر حال حدیث عبادہؓ مذکور اس مسئلہ قرأت خلف الامام میں شوافع (ومن تعہم من غیر المقلدین) کی اہم ترین دلیل بلکہ اصل الاصول ہے لیکن اس کا حال آپ دیکھ چکے کہ علتوں کی وجہ سے درجہ حسن کو بھی نہ پہنچ سکی۔ اس کے مقابلہ میں احناف ومن تعہم من الجمهور کے دلائل اتنے واضح اور صریح ہیں کہ ان پر حریہ کلام نہیں کیا جاسکتا۔ مسئلہ قرأت خلف الامام پر حضرت اقدس بنوری کا رسالہ "فصل الختام فی مسألة القراءة خلف الامام" قابل مطالعہ ہے۔

بَابُ تَأْمِينِ الْإِمَامِ

امام کے آئین کہنے کا بیان

۲۶۳..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ

فَأَمْسُوا، فَإِنَّهُ، مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ، تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ، مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لئے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۳۷۴..... وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: غَيْرِ الْمَقْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا: آمِينَ، فَإِنَّهُ، مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ، قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ، مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهُ.

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غیر الْمَقْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم (لوگ) آمین کہو، اس لئے کہ جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہو گیا تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا اور مسلم کی بھی اس جیسی روایت ہے)

۳۷۵..... وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَطَبَنَا فَمِنْ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، ثُمَّ لِيُؤْمِكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَالَ: غَيْرِ الْمَقْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا: آمِينَ يُجِبْكُمْ اللَّهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، پس ہم سے ہماری سنتیں بیان کیں اور ہمیں ہماری نماز سکھائی، چنانچہ فرمایا: جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفوں کو سیدھا کرو پھر تم میں سے ایک تمہاری امامت کرائے، تو جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، اور جب وہ غیر الْمَقْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری (دعا) قبول کرے گا۔ (مسلم)

۳۷۶..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا قَالَ

الإِمَامُ غَيْرُ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُولُ آمِينَ، وَإِنَّ الإِمَامَ يَقُولُ: آمِينَ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ، تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ، وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم (لوگ) آمین کہو، اور بے شک فرشتے (بھی) آمین کہتے ہیں اور بے شک امام (بھی) آمین کہتا ہے، پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (امام ابی نعیم نے اس کو نقل کیا ہے اس کی سند صحیح ہے)

شرح الکلمات:

”آمین“: اسم فعل بھی واجب (قول فرما)۔

مسئلۃ الباب: آمین کہنا جمہور کے نزدیک مستحب یا سنت ہے، البتہ امام ابو حنیفہ، شافعی و احمد کے نزدیک امام، مغرور اور معتدی سب کے لئے سنت ہے جبکہ امام مالک کے یہاں غیر امام کے لئے سنت ہے۔ احادیث باب سے ائمہ ثلاثہ کے قول کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ الْجَهْرِ بِالتَّائِمِينَ

آمین باواز بلند کہنے کے بیان

۳۷۷..... عَنْ وَائِلِ بْنِ حُنَظَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ: آمِينَ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَآخَرُونَ وَهُوَ حَدِيثٌ مُضْطَرَبٌ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حنظہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب وَلَا الضَّالِّينَ پڑھتے تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ آواز کو بلند فرماتے۔ (ابوداؤد، ترمذی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور یہ حدیث مضطرب ہے)

۳۷۸..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَرَأَ مِنْ قِرَاءَةٍ

أَمَ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ، وَقَالَ: آمِينَ. رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَفِي إِسْنَادِهِ لِيْنٌ.
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز کو بلند کر کے آمین کہتے۔ (دارقطنی اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند کمزور ہے)
۳۷۹..... وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمٍّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَرَكَ النَّاسُ التَّائِمِينَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ: غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ: آمِينَ حَتَّى يَسْمَعَ أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيَرْجِعَ بِهَا الْمُسْجِدَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے آمین کہا چھوڑ دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ جب غیر المغضوب علیہم وَلَا الضَّالِّينَ پڑھتے تو آمین کہتے یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے اور اس سے مسجد کو گرجا دیتی تھی۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے)

۳۸۰..... وَعَنْ أَمِّ الْخَضِصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا صَلَّتْ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَالَ: وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ: آمِينَ فَسَمِعَتْهُ وَهِيَ فِي صَفِّ النِّسَاءِ. رَوَاهُ ابْنُ رَافُوَيْدٍ فِي مُسْتَدْرَافِهِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَفِيهِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ.

ترجمہ: حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، جب آپ نے وَلَا الضَّالِّينَ کہا تو آپ نے آمین کہا لیکن انہوں نے اس کو سنا حالانکہ وہ عورتوں کی صف میں تھیں۔ (ابن راہویہ نے اپنی سند میں اور طبرانی نے کبیر میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم مکی ہے جو کہ ضعیف ہے)

قَالَ التَّيْمُومِيُّ: لَمْ يَكُنْ يَجْهَرُ بِالتَّائِمِينَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا عَنِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَمَاجَأَ فِي الْبَابِ فَهُوَ لَا يَخْلُو مِنْ خِيٍّ.
ترجمہ: تیمومی کہتا ہے کہ باوازی بلند آمین کہنا نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ ہی خلفاء

راشدین سے، اور اس باب میں جو کچھ مروی ہے وہ کلام سے خالی نہیں۔

مسئلۃ الباب: آمین بلند آواز سے کہنا افضل ہے یا آہستہ آواز سے؟

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جبراً افضل ہے، البتہ امام شافعی سے ایک روایت مقتدی کے حق میں سر اور امام مالک کے یہاں ایک روایت امام کے حق میں سر افضل ہونے کی بھی ہے۔ سزی نماز میں ان کے یہاں سر اہی افضل ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک آمین امام و مقتدی دونوں کو آہستہ کہنا افضل ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: باب کی چاروں حدیثیں جمہور کی دلیلیں ہیں۔

۱..... حدیث وائل بن حجرؒ سند سفیان ثوریؒ: ”قَالَ: آمِينَ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ“۔

۲..... حدیث ابو ہریرہؓ: ”رَفَعَ صَوْتَهُ“ وَقَالَ: آمِينَ۔

۳..... حدیث ابو ہریرہؓ ایضاً: ”قَالَ: آمِينَ حَتَّى يَسْمَعَ أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ“۔

۴..... حدیث ام المصینؓ: ”قَالَ: آمِينَ فَسَمِعَتْهُ وَهِيَ فِي صَفِّ النِّسَاءِ“۔

(امام ابو حنیفہؒ کے دلائل اگلے باب کے تحت ملاحظہ کیجئے)

بَابُ تَرْكِ الْجَهْرِ بِالتَّامِينَ؛ قَالَ عَطَاءٌ: آمِينَ دُعَاءٌ،

وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: اذْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً

آمین با آواز بلند نہ کہنے کا بیان؛ عطاءؒ نے کہا: آمین ایک دعا ہے اور تحقیق اللہ

تعالیٰ کا فرمان ہے: ”تم اپنے رب کو گرگڑا کر اور آنگلی سے پکارو“۔

۳۸۱..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُولُ:

لَا تَبْدِرُوا الْإِمَامَ، إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَالَ: وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا: آمِينَ، وَإِذَا

رَكَعَ فَأَذْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اَللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

قَالَ النِّيمَوِيُّ: يُسْتَفَادُ مِنْهُ أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَجْهَرُ بِأَمِينٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھاتے ہوئے فرماتے کہ تم امام سے آگے نہ بڑھو، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، اور جب وہ لَا الضَّالِّينَ کہے تو تم (لوگ) آمین کہو، اور جب وہ رکوع کرے تو تم (بھی) رکوع کرو، اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربناک الحمد کہو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

نیوی کہتا ہے کہ اس سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ امام بااثر بلند آمین نہ کہے۔

۳۸۲..... وَعَنِ الْحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثَلَاثًا كَرًا، فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَكْتَتَيْنِ، سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً إِذَا فَرَعَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ وَلَا الضَّالِّينَ، فَحَفِظَ ذَلِكَ سَمُرَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَأَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَكَتَبَا فِي ذَلِكَ إِلَى أَنِّي بَنِي كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ فِي كِتَابِهِ إِلَيْهِمَا أَوْ فِي رَدِّهِ عَلَيْهِمَا: أَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَالِحٌ.

ترجمہ: حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے آپس میں مذاکرہ کیا، سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے یاد کئے ہیں، ایک سکتہ جب آپ تکبیر کہتے اور (دوسرا) سکتہ جب آپ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھ کر فارغ ہوتے، یہ بات حضرت سرہ بن جندب نے یاد کی، اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو دونوں نے اس (معاطے) کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا، تو حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) نے جو ان کی طرف خط لکھایا جو ان کو جواب بھیجا اس میں یہ تھا کہ سرہ نے (صحیح) یاد رکھا۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صالح یعنی قابل للاستدلال ہے)

۳۸۳.....وَعَنْهُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى بِهِمْ سَكَتَ سَكْتَتَيْنِ: إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا قَالَ: وَلَا الضَّالِّينَ سَكَتَ أَيْضًا هُنِيئَةً فَأَتَكَرَّوْا ذَلِكَ عَلَيْهِ، فَكَتَبَ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ أَنِّي: أَنَّ الْأَمْرَ كَمَا صَنَعَ سَمُرَةُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْذَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (حسن) سے روایت ہے کہ وہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ وہ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو دو جگہ خاموش رہتے، (ایک) جب نماز شروع کرتے، (دوسرا) جب لَا الضَّالِّينَ کہتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے، پس لوگوں نے ان پر اس بارے میں نکیر کی، پس انہوں نے حضرت ابی بکر کعب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، تو انہوں نے ان (لوگوں) کی طرف (جواب) لکھا کہ معاملہ ایسا ہی ہے جیسا سمرہ نے کیا۔ (احمد اور دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۳۸۴.....وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يقرأَ غَيْرِ الْمَقْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ: آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْشَّرْئِ، وَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو ذَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَالْذَّارِقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ، وَفِي مَتْنِهِ إِضْطِرَابٌ.

ترجمہ: وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، تو جب آپ نے غَيْرِ الْمَقْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پڑھا تو آمین کہا، اور اس سے اپنی آواز کو پست کیا اور آپ نے (قیام کی حالت میں) اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا، اور (پہلے) دائیں اور (پھر) بائیں جانب سلام پھیرا۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد طیالسی، دارقطنی، حاکم اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور اس کے متن میں اضطراب ہے)

۳۸۵.....وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَا بِالْتَعَاذِ وَلَا بِآمِينَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ

وَأَمِنْ جَرِيرٍ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

ترجمہ: ابو داؤد نے کہا حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بسم اللہ الرحمن الرحیم اور تعوذ اور آمین کو باواز بلند نہیں پڑھتے تھے۔ (طحاوی اور ابن جریر نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے) ۳۸۶..... وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: خَمْسٌ يُخَفِّضْنَ الْإِمَامَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَالتَّعَوُّذُ، وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَآمِينَ، وَاللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنِّفِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ابراہیم نے کہا کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کو امام آہستہ کہتا ہے (ایک) سبحانک للہم و بحمدک، (دوسری) اعوذ باللہ، (تیسری) بسم اللہ الرحمن الرحیم، (چوتھی) آمین اور (پانچویں) ربنا لک الحمد۔ (عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے)۔ آمین بالسر پر امام ابو حنیفہؒ کے دلائل:

- باب کی تمام احادیث مسئلہ اختفاء بآمین پر امام صاحبؒ کی دلیلیں ہیں، چند اہم یہ ہیں:
- ۱..... آمین ایک دعا ہے اور دعا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً﴾ یعنی گریہ و زاری اور آہستہ آواز کے ساتھ اپنے رب کو پکارو۔ کما قال عطاء
 - ۲..... حدیث سرہ: ”سُكِّنَتْ إِذَا فَرَّغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ یہ سکتہ خاموشی آمین پڑھنے کے لئے ہوتی تھی، معلوم ہوا کہ آمین بالسر ہوتی تھی ورنہ آواز سنائی دیتی۔
 - ۳..... حدیث وائل بن حجرؒ بسند شعبہ بن الحجاج: ”قَالَ: آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ“۔
 - ۴..... فضل عمروؒ قول ابراہیمؒ: ”

ائمہ ثلاثہ کے دلائل پر کلام:

- ۱..... حدیث وائلؒ سند صحیح ہونے کے باوجود متنازعہ ہے: اس لئے کہ اس کی سند کا مدار دو مستند راویوں پر ہے: (۱) سفیان ثوریؒ (۲) شعبہ بن جراحؒ۔ دونوں پایہ کے محدث ہیں اور ان کی ثقاہت میں کسی قسم کا کلام نہیں۔ سفیان ثوریؒ ”رفع بہا صوتہ“ نقل کرتے ہیں جس سے ائمہ ثلاثہ استدلال کرتے ہیں اور ان کے معاصر امام شعبہؒ ”خفص بہا صوتہ“ یا ”اخفی

بہا صوتہ“ نقل کرتے ہیں جس سے احاف استدلال کرتے ہیں۔

علامہ نیویٰ فرماتے ہیں کہ بعض اقوال سے سفیان کی اور بعض اقوال سے شعبہ کی روایت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے مگر میرے ذہن میں رولیت شعبہ کی ایک بڑی اہم وجہ ترجیح ہے وہ یہ کہ سفیان ثوری اگرچہ ثقہ اور جتہ ہیں لیکن بسا اوقات وہ تدلیس کرتے تھے اور وہ اس روایت کو عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور شعبہ کی عادت مطلقاً تدلیس کی نہ تھی اور اس کے باوجود وہ لفظ ”آخرنا“ کے ساتھ روایت کرتے ہیں نیز سفیان ثوری کا مسلک اپنی روایت کے برعکس شعبہ کی روایت کے مطابق آئین بالسز کا ہے۔ [العلیق الحسن]

۲..... حدیث ابو ہریرہ ”رَفَعَ صَوْتَهُ“ کا جواب یہ ہے کہ اس کے ایک راوی اسحاق بن ابراہیم کو بعض نے نہایت ضعیف اور عوف طائی نے کذاب کہا ہے۔

۳..... حدیث ابو ہریرہ ”قَالَ: آمِنَ حَتَّى يَسْمَعَ أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلُ“ بھی ضعیف ہے اس کے ایک راوی بشر بن رافع کو ابن حبان نے موضوع روایات نقل کرنے والا بتایا ہے۔

۴..... حدیث ام الحسین بھی ضعیف ہے، بوجہ ایک راوی محمد بن اسماعیل کے۔ حاصل کلام اور احادیث کے درمیان تطبیق:

امام ابو حنیفہ اس باب میں آیت قرآنی ﴿أَذْعُوا بِكُمْ نَضْرُغًا وَخُفْيَةً﴾ کو اصل قرار دے کر مختلف متعارض حدیثوں میں تطبیق کرتے ہیں اس طور پر کہ (۱) رفع صوت سے مراد رفع یسر (معمولی سا جہر) اور اخفاء سے مراد اخفاء غیر شدید یعنی کسی قدر آہستہ آواز ہے۔ (۲) جہر والی روایات و تفاوت تعلیم دینے پر محمول ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابُ قِرَاءَةِ السُّورَةِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ فِي الْأَوَّلِينَ

(فرض کی) پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت پڑھنا

۳۸۷..... عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأَوَّلِينَ بِأَمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ بِأَمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا

الآيَةِ وَيُطَوِّلُ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطِيلُ فِي الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهَكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهَكَذَا فِي الصُّبْحِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دوسریں پڑھتے اور دوسری دو رکعتوں میں (صرف) سورہ فاتحہ پڑھتے، اور آپ (کبھی کبھار) ہمیں آیت سنا دیا کرتے، اور آپ پہلی رکعت اتنی لمبی کرتے کہ دوسری رکعت اتنی لمبی نہ کرتے، اور اسی طرح عصر میں (کرتے) اور اسی طرح صبح (کی نماز) میں (کرتے)۔ (شیخین) ۳۸۸..... وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب میں (سورہ) طور پڑھتے ہوئے سنا۔ (ترمذی کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۳۸۹..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِسُورَةِ الْأَعْرَافِ فَرَفَعَهَا فِي الرُّكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورہ اعراف پڑھی (اور) اس کو دونوں رکعتوں میں تقسیم کیا۔ (نسائی، سند صحیح ہے)

۳۹۰..... وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرُّكْعَتَيْنِ بِالتِّينِ وَالزُّيْنُونِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے تو آپ نے عشاء کی دو رکعتوں میں سے پہلی (رکعت) میں سورہ التین والزینون پڑھی۔ (شیخین)

۳۹۱..... وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ: لَقَدْ شَكَّوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلَاةِ! قَالَ: أَمَا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأَوَّلَيْنِ وَأُخْذِفُ فِي الْآخَرَيْنِ وَلَا أَلْوِ مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں نے آپ کی ہر چیز میں شکایت کی ہے یہاں تک کہ نماز میں بھی! حضرت سعدؓ نے کہا:

میں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور دوسری رکعتوں کو مختصر کرتا ہوں، اور میں کوتاہی نہیں کرتا رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء کرنے میں، حضرت عمرؓ نے کہا: آپ نے سچ کہا، آپ سے یہی گمان تھا۔ (شیخین)

۳۹۳..... وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَاتِيَسْرَ. رَوَاهُ أَبُو ذَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى وَابْنُ جَبَّانٍ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.
ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم (نماز میں) سورہ فاتحہ اور جو (قرآن میں سے) آسان ہو پڑھیں۔ (ابوداؤد، احمد، ابویعلیٰ اور ابن جبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: پہلی دو رکعتوں میں ضم سورت مع الفاتحہ واجب ہے یا سنت؟!

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک پہلی دو رکعتوں میں ضم سورت مستحب ہے۔

(۲) حنفیہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک واجب ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: ان حضرات کے پاس اس مسئلہ میں کوئی صریح حدیث نہیں۔

حنفیہ اور بعض مالکیہ کی دلیل:

فقط ضم سورت کے دلائل یہ ہیں:

۱..... حدیث ابوسعیدؓ: ”أَمَرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَاتِيَسْرَ“۔

۲..... حدیث ابوقادہؓ: ”كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأَوَّلَيْنِ بِأَمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ بِأَمِّ الْكِتَابِ..... وَهَكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهَكَذَا فِي الصُّبْحِ“۔

۳..... مسئلہ قرأت خلف الامام کے تحت گزری ہوئی وہ احادیث جن میں ”فاتحہ الکتاب“ کے ساتھ ”قصاعداً“ یا ”وما زاد“ یا ”وهيما“ جیسے الفاظ آئے ہیں۔

اور پہلی دو رکعتوں کی تعیین للقرءاءہ کے لئے دلائل یہ ہیں:

۱..... حدیث ابوقادہؓ مذکور۔

۲..... حدیث سعد بن ابی وقاصؓ: ”أَمَّا أَنَا فَأَمُلُّ فِي الْأَوَّلَيْنِ وَأُخَذِفُ فِي الْآخِرَتَيْنِ“۔

وَلَا تُؤْمَرُ مَا قُتِلَتْ بِهِ مِنْ صَلَاةٍ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ” آخری دو رکعتوں میں تخفیف قرأت کو سنت قرار دیا اور حضرت عمرؓ نے آپ کی تصویب کی۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ

وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ

رکوع کرتے وقت، اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ اٹھانا

۳۹۳..... عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا وَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

قَالَ السَّيْمُورِيُّ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھوں کو کندھے تک اٹھاتے تھے جب آپ نماز شروع کرتے، اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح ان دونوں (ہاتھوں) کو اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد کہتے، اور آپ یہ سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

نبوی کہتا ہے کہ اس سلسلے میں ابو حمید ساعدی، مالک بن حویرث، وائل بن حجر، علی اور نبی کریم ﷺ کے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایات موجود ہیں

مسئلۃ الباب:

تکبیر تحریر کے وقت رفع یدین بالاتفاق سنت ہے، اسی طرح سجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے اٹھتے وقت بالاتفاق رفع یدین متروک ہے، البتہ رکوع میں جاتے وقت

اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین میں اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک ان دونوں مواقع پر رفع یدین افضل ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ کے نزدیک ترک رفع افضل ہے۔ [معارف السنن ۲/۳۵۵]

مصنفؒ نے مسئلہ رفع یدین پر پانچ ابواب قائم کر کے پندرہ حدیثیں ذکر کی ہیں۔

امام شافعیؒ و احمدؒ کے ثبوت دلائل:

۱..... حدیث ابن عمرؓ: ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ

الصَّلَاةَ وَإِذَا كَثُرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا“ یہ

حدیث بلاشبہ صحیح مانی الباب اور اس کی سند قوت کے اعتبار سے سلسلہ الذہب ہے۔ امام

بخاریؒ کے شیخ علی بن المدینیؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: ”وحدیث ابن عمرؓ

حجة الله على الخلق في رفع اليدين“

۲..... حدیث مالک بن الحویرثؓ: ”رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهِ إِذَا رَكَعَ

وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ حَتَّى

يُحَاذِي بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ“

۳..... حدیث ابو ہریرہؓ: ”رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ

مَنْكِبَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَحِينَ يَرْكَعُ وَحِينَ يَسْجُدُ“

(امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ کے دلائل ”باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح“ کے تحت دیکھیے)

بَابُ مَا اسْتُدِّلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ رَفَعَ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوعِ

وَاطْبَأَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ مَا دَامَ حَيًّا

اس روایت کا بیان جس سے اس بات پر استدلال کیا جاتا ہے کہ رکوع

میں ہاتھوں کے اٹھانے پر نبی کریم ﷺ نے تاحیات پابندی کی ہے

۳۶۴..... عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ

الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي

السُّجُودِ، فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَاتُهُ، حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى. رَوَاهُ الْيَتَهُيُّ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ بَلْ مَوْضُوعٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے (تو بھی ہاتھوں کو اٹھاتے) اور بعدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے، اور آپ کی مسلسل یہی نماز تھی یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ (بیہقی نے اس کو روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہے)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ

دور کعتوں سے کھڑے ہونے کے وقت ہاتھ اٹھانے کا بیان

۳۹۵..... عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَثُرَ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز شروع کرتے تو کثیر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب دور کعتوں سے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس (بات) کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔ (بخاری)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلْسُّجُودِ

سجدے کے وقت ہاتھوں کا اٹھانا

۳۹۶..... عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ

السُّجُودَ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ
ترجمہ: مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں
اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھا جب رکوع کرتے اور جب آپ رکوع سے سر مبارک اٹھاتے
اور جب سجدہ کرتے اور جب سجدے سے اپنا سر مبارک اٹھاتے، یہاں تک کہ آپ ان دونوں
(ہاتھوں) کو کانوں کے اوپر تک اٹھاتے۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)
۳۹۷..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ
وَالسُّجُودِ. رَوَاهُ أَبُو يَعْقُبٍ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رکوع اور سجدوں میں اپنے
ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ (ابویعلیٰ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)
۳۹۸..... وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ
التَّكْبِيرِ لِلرُّكُوعِ وَعِنْدَ التَّكْبِيرِ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ
وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے
رکوع کی تکبیر کے وقت اور (اس) تکبیر کے وقت جس وقت آپ سجدہ کرتے ہوئے جھکتے تھے۔
(طبرانی نے اوسط میں اس کو روایت کیا اور بیہقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

۳۹۹..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ
فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَحِينَ يَرْكَعُ وَحِينَ يَسْجُدُ. رَوَاهُ
ابْنُ مَاجَةَ وَزَوَاتُهُ، كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ إِلَّا إِسْمَاعِيلَ بْنَ عِيَّاشٍ وَهُوَ صَدُوقٌ، وَفِي رِوَايَةٍ
عَنْ غَيْرِ الشَّامِيِّينَ كَلَامٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز
میں کندھوں کے برابر اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے جس وقت آپ نماز شروع کرتے اور جس وقت رکوع
کرتے اور جس وقت سجدہ کرتے۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں

سوائے اسماعیل بن عیاش کے، وہ صدوق ہیں اور اس کا غیر شامیوں سے روایت کرنے میں کلام ہے) ۴۰۰..... وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَهُ عَمْرُو بْنُ مُرَّةٍ قَالَ: صَلَّيْنَا فِي مَسْجِدِ الْحَضْرَمِيِّينَ فَحَدَّثَنِي عُلَقَمَةُ بْنُ وَاثِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ، فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: مَا أَرَى أَبَاكَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَّا ذَلِكَ الْيَوْمَ الْوَاحِدَ فَحَفِظَ ذَلِكَ، وَعَبَدَ اللَّهَ لَمْ يَحْفَظْ ذَلِكَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِنَّمَا رَفَعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: حصین بن عبد الرحمن نے کہا کہ ہم ابراہیمؒ کے پاس گئے تو ان سے عمرو بن مرہؒ نے کہا کہ ہم نے حضریمین کی مسجد میں نماز پڑھی، تو مجھ سے علقمہ بن وائلؒ نے اپنے والد (وائلؒ) سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھا جس وقت آپ نماز شروع کرتے اور جب آپ رکوع کرتے اور جب آپ سجدہ کرتے، تو ابراہیمؒ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تیرے والد نے رسول اللہ ﷺ کو صرف اسی ایک دن دیکھا ہوگا اس لئے انہیں (آپ ﷺ کی) یہ بات یاد رہی، اور عبد اللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو آپ کی یہ بات یاد نہ رہی، پھر ابراہیمؒ نے کہا کہ ہاتھوں کو اٹھانا تو بس نماز شروع کرتے وقت ہے۔ (دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۰۱..... وَعَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي اسْحَاقَ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السُّجُودَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءٍ رَفَعَ الْيَدَيْنِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: یحییٰ بن ابی اسحاقؒ نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سجدوں کے درمیان (بھی) اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ (بخاری نے اس کو جزء رفع الیدین میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّعْمِيُّ: لَمْ يُصَبِّ مَنْ جَزَمَ بِأَنَّهُ لَا يَنْبُتُ شَيْءٌ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ

لِلسُّجُودِ، وَمَنْ ذَهَبَ إِلَى نَسْخِهِ فَلَيْسَ لَهُ دَلِيلٌ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا مِثْلُ دَلِيلِ مَنْ قَالَ: لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ تَكْبِيرَةٍ إِلَّا فِتْنَةٌ.

ترجمہ: نیوی کہتا ہے کہ ان لوگوں کی بات درست نہیں جن کا دعویٰ ہے کہ بعدے کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں، اور جو اس (رفع یدین للہود) کے منسوخ ہونے کے قائل ہوئے ہیں ان کے پاس اپنی اس بات پر کوئی دلیل نہیں مگر ویسی ہی دلیل جو صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کے قائلین کے پاس ہے۔

بَابُ تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي غَيْرِ الْإِفْتِتَاحِ

تکبیر تحریمہ کے علاوہ میں ہاتھوں کے نہ اٹھانے کا بیان

۴۰۲..... عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. رَوَاهُ الْفَلَاذِيُّ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: علقمہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ والی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھائی اور اپنے ہاتھ نہیں اٹھائے سوائے ایک مرتبہ کے۔ (تینوں نے اس کو روایت کیا اور یہ حدیث صحیح ہے)

۴۰۳..... وَعَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهُوَ أَثَرٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: اسود نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ (صرف) پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (طحاوی اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور یہ اثر صحیح ہے)

۴۰۴..... وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عامر بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں کو نماز کی پہلی تکبیر پر اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد نہیں اٹھاتے تھے۔ (لحاوی اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور یحییٰ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۰۵..... وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْيَهْقَنِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: مجاہد نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، پس وہ اپنے ہاتھوں کو صرف نماز کی پہلی تکبیر پر اٹھاتے تھے۔ (لحاوی، ابوبکر بن ابی شیبہ اور یحییٰ نے معرفہ میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۰۶..... وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي الْإِفْتِيحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.

ترجمہ: ابراہیم نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے کسی بھی حصے میں ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے سوائے (نماز کے) شروع میں۔ (لحاوی اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند عمدہ مرسل ہے)

۴۰۷..... وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي الْإِفْتِيحِ الصَّلَاةِ، قَالَ وَيَكْبِتُ: ثُمَّ لَا يَعُودُونَ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ابواسحاق نے کہا کہ حضرت عبداللہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے شاگرد نماز کے شروع کے علاوہ میں اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے۔ کبٹ نے کہا کہ پھر وہ (لوگ اس عمل کی طرف) لوٹ کر نہیں آتے تھے۔ (ابوبکر بن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّمَّوِيُّ: الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مُخْتَلِفُونَ فِي هَذَا

الْبَابِ، وَأَمَّا الْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمْ يَتَّبِعْت عَنْهُمْ رَفْعُ الْأَيْدِي فِي غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

ترجمہ: نبوی کہتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے لوگوں کا اس سلسلے میں اختلاف ہے، بہر حال خلفاء اربعہ سے تکبیر تحریم کے علاوہ ہاتھوں کا اٹھانا ثابت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب مسئلہ ترک رفع یدین پر امام ابو حنیفہؒ مالکؒ کے دلائل پر ایک نظر:

۱..... حدیث ابن مسعودؓ: ”أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ“۔ یہ حدیث سنداً مستصحح ہونے کے ساتھ ساتھ مسلک احناف عدم رفع پر صریح بھی ہے۔

۲..... حدیث ابن عباسؓ مرفوعاً موقوفاً: ”ترفع الأيدي في سبع مواطن: إذا قام إلى الصلاة، وإذا رأى اليتيم، وعلى الصفا، والمروة، وفي جمع، وفي عرفات، وعند الجمار“ حدیث سنداً قوی ہے، مذکورہ سات مقامات میں مندرکوع و عند المرفع کا ذکر نہیں۔ [معارف السنن، ۳/۳۹۸]

۳..... امام نبویؒ فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدینؓ عبد اللہ بن مسعودؓ و دیگر کئی صحابہ کرامؓ اور ان کے شاگرد رفع یدین کے قائل نہیں تھے۔ [تفصیل کے لئے دیکھیے: تعلیق الحسن]

امام شافعیؒ و احمدؒ کے دلائل کا جواب:

۱..... اس باب میں قائلین رفع کی سب سے مضبوط دلیل حدیث ابن عمرؓ کو قرار دیا گیا ہے، احناف کی طرف سے اس کے دو مشہور جواب ہیں:

(الف) یہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے، کیونکہ خود راوی حدیث عبد اللہ بن عمرؓ رفع یدین کے قائل نہیں تھے یہ بات ان سے ان کے مایہ ناز شاگرد مجاہدؒ نے نقل کی ہے اور اس کا ثبوت سند صحیح ہے لہذا راوی کا عمل اپنی مروی حدیث کے خلاف اس کے نسخ کی دلیل سمجھی جائے گی۔

(ب) ابن عمرؓ کی رفع یدین والی روایات اتنی متعارض ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا مشکل ہے، صحاح ستہ، مؤطا مالکؒ اور جزر رفع الیدین للبخاری و دیگر کتب میں ابن عمرؓ سے تمام

روایات میں سات جگہ رفع یدین کا ثبوت ہے: (۱) تکبیر افتتاح کے وقت (۲) عند الرفع (۳) عند الرفع من الركوع (۴) تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت (۵) سجدے میں جاتے وقت (۶) دو سجدوں کے درمیان (۷) جب بھی جھکے اور سر کواٹھاتے۔

شافعیہ و حنابلہ سے سوال: جب آپ ابن عمرؓ کی روایت کے مطابق ہی رفع یدین کرنا چاہتے ہیں تو بقیہ چار جگہوں میں کیوں رفع یدین نہیں کرتے؟ فعاہو جو ابکم عنہا فہو جو ابنا! ۲..... حدیث مالک بن الحویرثؓ و ابو ہریرہؓ میں سجدے کے وقت بھی رفع یدین کا ذکر موجود ہے جس کے مطابق خود شافعیہ و حنابلہ کا عمل نہیں۔

ترک رفع یدین کی چند وجوہ ترجیح:

(۱) ترک رفع یدین کی روایات اذنی بالقرآن ہیں: کیونکہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ نماز میں خشوع و خضوع اور اطمینان کا حکم ہے اور ترک رفع یدین میں بوجہ کم سے کم حرکت ہونے کے آیت کے مقتضی پر زیادہ عمل ہے۔

(۲) حضرت ابن مسعودؓ کی روایات ترک رفع یدین میں کوئی اختلاف یا اضطراب نہیں نہ ان کا عمل اس کے خلاف منقول ہے بلکہ ان سے صرف ترک رفع یدین ثابت ہے جبکہ حضرت ابن عمرؓ کی روایتوں میں اختلاف بھی ہے اور خود ان سے ترک رفع یدین بھی ثابت ہے جیسے کہ اوپر بیان ہوا۔

(۳) احادیث میں باہم تعارض کے وقت تعامل صحابہ و تعامل امت کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ابن مسعودؓ و کبار صحابہؓ میں سے ہیں اور سر و حضر میں حضور پاک ﷺ کے ”صاحب النعلین والسواك والومسادة“ ہونے کا شرف بھی ان حاصل کو رہتا تھا وہ آپ ﷺ کا عمل ترک رفع یدین کرتے تھے اور اس کے علاوہ کبار صحابہؓ مثلاً حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ و مشرکہ بن ہاشمؓ کا عمل بھی ان کی روایت کے مؤید ہے نیز اہل مدینہ و اہل کوفہ یعنی علوم نبوت کے دواہم مراکز کے اہلیان کا تعامل ترک رفع یدین کا رہا ہے جبکہ دوسرے شہروں میں رافضیہ اور تارکین دونوں موجود تھے۔

(۴) حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کے تمام زوات فقہیہ ہیں اور خود حضرت ابن مسعودؓ رفع یدین کے تمام راویوں کے مقابلے میں افتخار ہیں اور حدیث مسلسل بالفقہاء دوسری روایات کے مقابلے میں راجح ہوتی ہے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ لِلرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالرُّفْعِ

رکوع، سجدے اور اٹھنے کے وقت تکبیر کہنا

۴۰۸..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يَكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صَلَاتَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ يَكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يَكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يَكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا، وَيَكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الشَّيْءِ بَعْدَ الْجُلُوسِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے جس وقت آپ کھڑے ہوتے، پھر تکبیر کہتے جب آپ رکوع کرتے، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے جب رکوع سے کراٹھاتے، پھر کھڑے ہونے کی حالت میں ربنا ولک الحمد کہتے، پھر تکبیر کہتے جس وقت (سجدے کے لئے) جھکتے، پھر تکبیر کہتے جس وقت اپنا سر مبارک اٹھاتے، پھر تکبیر کہتے جس سجدہ کرتے، پھر تکبیر کہتے جس وقت اپنا سر مبارک اٹھاتے، پھر آپ پوری نماز میں یہی کرتے یہاں تک کہ آپ اس (نماز) کو پورا کر لیتے اور تکبیر کہتے جس وقت دوسری رکعت میں بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوتے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۴۰۹..... وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فَيَكَبِّرُ كُلَّمَا خَفِضَ وَرَفَعَ فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: ابوسلمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تو تکبیر کہتے جب (جب) جھکتے اور اٹھتے، پھر جب وہ فارغ ہوتے تو فرماتے: ”میں تم سب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ مشابہ ہوں نماز کے اعتبار سے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۱۰.....وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: صَلَّى لَنَا أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَحِينَ مَسَّحَ وَحِينَ رَفَعَ وَحِينَ قَامَ مِنَ الرُّكُوعَيْنِ وَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: سعید بن حارث نے کہا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی پس انہوں نے بلند آواز سے تکبیر کی جس وقت اپنا سر بلند کرے اٹھایا اور جس وقت سجدے میں گئے اور جس وقت (سجدے سے) اٹھ کر اٹھایا اور جس وقت دوسری رکعت سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو (کرتے) دیکھا ہے۔ (بخاری)

۱۱.....وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ رَفْعٍ وَخَفِضٍ وَقَامٍ وَقُضُودٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہر اٹھنے اور اٹھنے اور کھڑے ہونے اور بیٹھنے (کے وقت) میں تکبیر کہتے تھے۔ (ابو نعیم اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۱۲.....وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: فَلَا تَكُنْ كَانَ يَفْعَلُهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ: كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَلَا وَكَانَ يَقِفُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ هُنَيْئَةً وَكَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفِضٍ وَرَفْعٍ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے اور ان کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے، آپ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اونچا کرتے ہوئے اٹھتے، اور آپ قرأت سے پہلے تھوڑی دیر رکتے تھے، اور آپ ہر جھکنے اور اٹھنے (وقت) تکبیر کہتے تھے۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رکوع و سجود اور دیگر مواقع پر ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیر ”اللہ اکبر“ کہنا سنت ہے۔

بَابُ هَيَّاتِ الرُّكُوعِ

رکوع کے وقت کی حالتوں کا بیان

۱۳..... عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي لَطَيْفٍ فَبَقِيَ بَيْنَ كَفْيَيْ نَمٍ وَضَعَتْهُمَا بَيْنَ فِجْذِي فَهَانِي أَبِي وَقَالَ: كُنَّا نَفْعَلُهُ فَهَيَّأْنَا عَنْهُ، أَمَرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكْبِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: مصعب بن سعد نے کہا: میں نے اپنے والد (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) کے پہلو میں نماز پڑھی، پس میں نے اپنے ہاتھ بند کئے اور ان کو اپنی رانوں پر رکھ لیا، تو میرے والد نے مجھے منع کیا اور کہا کہ ہم (بھی) اس طرح کرتے تھے پس ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۱۴..... وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَقِبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَكَعَ فَجَافَى يَدَيْهِ وَحَضَّ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ مِنْ وَرَاءِ رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصَلِّي. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَصَحِيحُ

ترجمہ: ابو مسعود عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رکوع کیا، اور اپنے ہاتھ (بغل سے) دور رکھے اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں اور اپنی انگلیوں کو اپنے گھٹنے کے سامنے والے حصہ پر کھول کر رکھا، اور کہا کہ اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (احمد، ابو داؤد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۱۵..... وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ لَوَّضَبَ عَلَى ظَهْرِهِ مَاءً لَمْ يَسْقُرْ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَجَالُهُ ثِقَاتٌ.

ترجمہ: حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ رکوع کرتے تھے تو اگر آپ کی پیٹھ پر پانی بہا دیا جاتا تو وہ ضرور ٹھہر جاتا۔ (طبرانی نے اوسط اور کبیر میں اس کو روایت

کیا اور پٹنی نے کہا کہ اس کے روات ثقہ ہیں)

تشریح الکلمات:

”ہینات“: رکوع میں جسم کے مختلف حصوں کی حالتوں کے اعتبار سے ”حیات“ جمع لائے ہیں۔
 ”لطبقت بین کفی“: تطبیق اسے کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کی پتیلیوں کو ملا کر ایک کی انگلی
 دوسری کی انگلی میں داخل کر دی جائے جس طرح ”تشبیك“ میں ہوتا ہے، اور پھر دونوں
 ہاتھوں کو گھٹنوں کے چمچ میں دبایا جائے۔

مسئلۃ الباب: باب کی پہلی حدیث حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے صاحبزادے مصعبؓ
 سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رکوع کے اندر تطبیق کی تو میرے والد حضرت سعدؓ نے
 مجھے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور بتلایا کہ تطبیق کا حکم ابتدا میں تھا اور بعد میں منسوخ ہو گیا۔

بَابُ الْإِعْتِدَالِ وَالطَّمَأْنِينَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع اور سجدوں کو اطمینان اور اعتدال سے کرنے کا بیان

۴۱۶..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ
 رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: إِرْجِعْ
 فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِرْجِعْ
 فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَلَا تَأْ، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِمَّا أَحْسِنُ غَيْرَهُ
 فَعَلَّمَنِي، فَقَالَ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ
 ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَأْسَكَ ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى
 تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا
 ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے
 ، پھر ایک آدمی داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی، پھر وہ آیا اور نبی ﷺ کو سلام کیا، پس نبی کریم ﷺ

نے اس کو جواب دیا اور فرمایا کہ دوبارہ جاوے نماز پڑھ: اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی، پس اس نے (دوبارہ) نماز پڑھی، پھر آیا اور نبی ﷺ کو سلام کیا، پھر آپ نے فرمایا کہ دوبارہ جاوے نماز پڑھ: اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی، تین بار (اسی طرح ہوا اور آپ نے یہی فرمایا) تو اس آدمی نے کہا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے کہ میں اس کے علاوہ ابھی نہیں پڑھ سکتا، پس آپ مجھے سکھا دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کو، پھر پڑھ قرآن میں سے جو تجھے آسان ہو، پھر رکوع کر یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع کر لے، پھر اٹھ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جا، پھر رکوع کر یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع کر لے، پھر پوری نماز میں اسی طرح کر۔ (شخصین نے اس کو روایت کیا)

۴۱۷..... وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ ﷺ وَمُسْجُودُهُ وَتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ مَاعِلًا الْقِيَامِ وَالْقُفُودِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا رکوع، سجدہ اور دو سجودوں کے درمیان (وقف) اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے سوائے کھڑے ہونے (قیام) کے اور (تہجد میں) بیٹھنے کے، تقریباً برابر ہوتے۔ (شخصین نے اس کو روایت کیا)

۴۱۸..... وَعَنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى قَرِيبًا مِنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَعِدْ صَلَاتَكَ؛ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَرَجَعَ فَصَلَّى كَنَحْوِ مَا صَلَّيْتُ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَعِدْ صَلَاتَكَ؛ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلِمْتُ فَقَالَ: إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَأْسَكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ، وَامْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ رُكُوعَكَ فَإِذَا رَكَعْتَ رَأْسَكَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ حَتَّى تَرْجِعَ الْعِظَامَ إِلَى مَقَاصِلِهَا، فَإِذَا مَسَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ

فَبَادَا رَفَعَتْ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلَى فَيْحِكَ الْيُسْرَى ثُمَّ اصْنَعْ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَتُحْفَةٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت دقاعین رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، پھر اس نے آپ کے قریب (عی) نماز پڑھی، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا اور آپ کو سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نماز لوٹا لے، اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی، پس وہ (آدمی) دوبارہ گیا اور اسی طرح نماز پڑھی جیسا کہ (پہلے) پڑھی تھی، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا اور آپ کو سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نماز لوٹا لے، اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی، اس نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ مجھے سکھا دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ جب تم قبل کی طرف منہ کرالو کھیر کو، پھر سہرہ فاتحہ پھر جو چاہے (قرآن میں سے) پھر سو، اور جب تم رکوع کر دو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو، اور اپنی پیٹھ پھیلا دو، اور اپنے رکوع میں قرآن پکڑو، اور جب تم اپنا سر اٹھاؤ تو اپنی پیٹھ سیدھی کر لو یہاں تک کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں پر لوٹ آئیں اور جب تم سجدہ کر دو اپنے سجدے میں قرآن پکڑو اور جب اپنا سر اٹھاؤ تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھ جاؤ پھر ہر رکعت اور ہر سجدے میں اسی طرح کرو۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱۶..... وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَسْأَلُ النَّاسَ سِرْقَةَ الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ؟ قَالَ: لَا يُحْمَرُ رُكُوعُهَا وَلَا سُجُودُهَا وَلَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ، فِي الرُّكُوعِ وَلَا فِي السُّجُودِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَجَالُهُ رَجَالُ الصَّحِيحِ.

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چوری کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ برا وہ شخص ہے جو نماز سے چوری کرے، لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! نماز سے کیسے چوری کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے رکوع اور سجدے کو پورا نہیں کرتا اور رکوع میں اور نہ سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا کرتا ہے۔ (احمد اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور بیہمی نے کہا کہ اس کے روایت صحیح درجہ کے ہیں)

۴۲۰..... وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ: خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَايَعَنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ، فَلَمَّحَ بِمَوْخِرِ عَيْنِهِ رَجُلًا لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ، يَعْنِي صَلَاتَهُ، فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ، فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ جو وہ میں تھے، نے کہا کہ ہم نکلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے، پس ہم نے آپ سے بیعت کی اور ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، تو آپ نے اپنی گن انگلیوں سے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنی نماز کو سیدھا نہیں کر رہا تھا یعنی اپنی پیچہ کو رکوع اور سجدے میں سیدھا نہیں کر رہا تھا، جب نبی کریم ﷺ نے نماز پوری کر لی تو فرمایا کہ اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۲۱..... وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: سَجْدَةٌ مِنْ سُجُودٍ هَؤُلَاءِ أَطْلُولُ مِنْ ثَلَاثِ سَجَدَاتِ النَّبِيِّ ﷺ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان لوگوں کے سجدوں میں سے ایک سجدہ نبی کریم ﷺ کے تین سجدوں سے زیادہ لمبا ہے۔ (احمد اور طبرانی نے اس کو نقل کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۴۲۲..... وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ أَمَّنَا فَلْيُتِمِّمِ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ؛ فَإِنَّ فِيْنَا الضَّعِيفَ وَالْكَثِيرَ وَعَابِرَ سَبِيلٍ وَذَا الْحَاجَّةِ، هَكَذَا كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو ہمیں امامت کرائے اسے چاہئے کہ وہ رکوع اور سجدے پورے پورے (ادا) کرے؛ اس لئے کہ ہم میں ضعیف، بڑی عمر کے لوگ، مسافر اور حاجت مند (لوگ بھی) ہوتے ہیں، اسی طرح ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تشریح الکلمات:

”الاعتدال“: تعدیل ارکان کی حقیقت یہ ہے کہ نماز کا ہر رکن اتنے اطمینان کے ساتھ ادا کیا جائے کہ تمام اعضاء اپنے اپنے مقام پر مستقر ہو جائیں۔

مسئلۃ الباب: تعدیل ارکان کا حکم!

(۱) ائمہ ثلاثہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں فرض ہے اس کے بغیر رکوع مجہوج نہیں اور نماز باطل ہے۔
(۲) امام ابو حنیفہؒ رحمہ کے نزدیک مشہور قول کی بناء پر واجب ہے، اس کے ترک کرنے سے فرض تو ادا ہو جائے گا مگر نماز واجب الاعادہ ہوگی۔

اختلاف کا مدار یہ اختلاف اس اصول اختلاف پر مبنی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ خبر واحد سے فرضیت کے ثبوت کے قائل نہیں ہیں بلکہ امام صاحب کے نزدیک خبر واحد سے واجب ثابت ہوتا ہے جو فرض اور سنت کے درمیان احکام کا ایک درجہ ہے، جبکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فرض اور واجب میں کوئی فرق نہیں۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل:

۱..... حدیث ابو ہریرہؓ کہ ایک شخص نے تعدیل ارکان کے بغیر نماز پڑھی آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا ”إِزِجْ فَصْلًا، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ“ تو تعدیل ارکان نہ کرنے سے نماز کی نفی کر دی گئی اور دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

۲..... حدیث رفاعہ بن رافعؓ: ”أَعِذْ صَلَاتَكَ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ“ شل پہلے کے۔
امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کی دلیل: یہی دونوں حدیثیں بالخصوص حدیث رفاعہؓ جو حدیث مسیئۃ الصلوٰۃ کے نام سے مشہور ہے، استدلال اس طور پر ہے کہ روایت کے آخر میں (بروایت امام ترمذیؒ) آنحضرت ﷺ کا اس شخص سے یہ ارشاد موجود ہے ”فَاذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَإِنْ انْتَقَصَتْ مِنْهُ شَيْئًا انْتَقَصَتْ مِنْ صَلَاتِكَ“۔ تعدیل ارکان نہ کرنے پر ابتداء جب ”لم تصل“ کہا گیا تو صحابہ کرامؓ کچھ پریشان ہوئے مگر جب آخر میں یہ سنا کہ تعدیل ارکان سے نماز بالکل کا عدم نہیں ہوتی بلکہ اس میں نقص اور کمی آجاتی ہے جس پر ترک واجب کی وجہ سے اعادہ صلوٰۃ واجب قرار دیا گیا تو ان کو یہ بات پہلی بات سے ہلکی لگی۔

بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع اور سجودے میں جو پڑھا جائے اس کا بیان

۴۲۳..... عَنْ خُذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرُكِعَ لِقَالَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، وَبِي سُبُحُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پس آپ نے رکوع کیا اور آپ نے اپنے رکوع میں سبحان ربی العظیم (پاک ہے میرا رب عظمت والا) اور اپنے سجودے میں سبحان ربی الاعلیٰ (پاک ہے میرا رب جو بلند و برتر ہے) پڑھا۔ (نسائی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۲۴..... وَعَنْ خُثَيْبِ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَوَلَّتْ لَسَبَّحَ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ، فَلَمَّا تَوَلَّتْ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ: اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو ذَاوَدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت خثیب بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب (آیت) لَسَبَّحَ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ نازل ہوئی تو ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں مقرر کر لو، پھر جب (آیت) سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اپنے سجودے میں مقرر کر لو۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۴۲۵..... وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَبِّحُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثًا، وَبِي سُبُحُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا. رَوَاهُ الْبُزَارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں تین بار

”سبحان ربی العظیم“ اور سجدے میں تین بار ”سبحان ربی الاعلیٰ“ کی تسبیح کرتے تھے۔ (بزار اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: رکوع و سجود میں تسبیح کا حکم!

(۱) رکوع و سجود میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ پڑھنا امام احمد کے نزدیک فرض ہے۔

(۲) جمہور کے نزدیک تسبیح کہنا سنت ہے۔ تین بار پڑھنا سنت کا ادنیٰ درجہ ہے اور پانچ بار اوسط اور سات بار کامل۔ تین سے کم مکروہ تہنیکہ ہے۔

[رد المحتار: ۱۰/۴۹۸]

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

جب رکوع سے سر اٹھائے تو کیا پڑھے؟

۴۲۶..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے، پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے، پھر جس وقت رکوع سے اپنی کمر کھینچ کر اٹھتے تو سبحان اللہ لمن حمدہ (سن لی اللہ نے اس کی جس نے اس کی تعریف کی) کہتے پھر کھڑے ہونے کی حالت میں ہو یا لک الحمد! اے ہمارے پروردگار تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں) کہتے۔ (شخصین نے اس کو روایت کیا)

۴۲۷..... وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ؛ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ، قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام سمع اللہ

لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو: اس لئے کہ جس شخص کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہو گیا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (شیخین)

۴۲۸..... وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَقَطَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَرْنٍ فَجَحَشَ شِقَّةُ الْأَيْمَنِ فَنَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوذُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ، فَعُوذًا، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتِمَّ بِهِ، فَإِذَا كَثُرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ تَرْجُمَهُ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گرے تو آپ کے دائیں جانب خراش آگئی، پس ہم نے آپ کے پاس جا کر آپ کی عیادت کی، پھر نماز حاضر ہو گئی (یعنی نماز کا وقت ہو گیا) تو آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی، اور ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، پھر جب آپ نے نماز پوری کر لی تو آپ نے فرمایا کہ بے شک امام تو اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اسی کی اقتداء کی جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم (بھی) تکبیر کہو، اور جب وہ رکوع کرے تو تم (بھی) رکوع کرو، اور جب وہ (رکوع سے) اٹھے تو تم (بھی) اٹھو، اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم سب ربنا لک الحمد کہو، اور جب وہ سجدہ کرے تو تم (بھی) سجدہ کرو۔ (شیخین)

مسئلۃ الباب: قومہ میں تسمیع و تحمید کا حکم!

منفرد کے بارے میں اتفاق ہے کہ وہ تسمیع و تحمید دونوں کہے گا، نیز مقتدی کے

بارے میں بھی اتفاق ہے کہ وہ صرف تحمید کرے گا، البتہ امام کے بارے میں اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک امام منفرد کی طرح دونوں کہے گا۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ و احمدؒ کے نزدیک امام صرف تسمیع کہے گا۔

امام شافعیؒ کی دلیل: حدیث ابو ہریرہؓ: ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ "آپ ﷺ امام ہونے کے باوجود تسمیع و تحمید دونوں کہا کرتے تھے۔

انہ ثلاثہ کی دلیل: باب کی دوسری اور تیسری حدیث جس میں تقسیم ہے کہ جب امام مسموع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ہو بنالک الحمد کہو۔

تطبیق: حضرت ابو ہریرہؓ کی پہلی اور دوسری حدیث میں تطبیق اس طور پر ہے کہ پہلی حدیث میں آنحضرت ﷺ کی انفرادی نماز مراد ہو اور دوسری حدیث میں جماعت والی نماز کا حکم بیان ہو۔ (تیسری حدیث میں مذکور مسئلہ اقتداء القائم بالقاعد آگے مستقل باب کے تحت بیان ہوگا)

بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ عِنْدَ الْإِنْحِطَاطِ لِلسُّجُودِ
سجدے کے لئے جھکتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو رکھنے کا بیان

۶۲۹..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ، وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالثَّلَاثَةُ وَهُوَ حَدِيثٌ مَقْلُوبٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے (سجدے میں نہ جائے) جیسے اونٹ بیٹھتا ہے اور چاہئے کہ (پہلے) اپنے ہاتھوں کو، پھر اپنے گھٹنوں کو رکھے۔ (احمد اور تینوں نے اس کو روایت کیا اور یہ حدیث مطول ہے)

۶۳۰..... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِي وَالطَّحَاوِيُّ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَصَحِيحُهُ وَهُوَ مَقْلُوبٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدے کرتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے تھے۔ (دارقطنی، طحاوی، حاکم اور ابن خزیمہ نے اس کو نقل کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا جبکہ یہ حدیث مطول ہے)

مسئلۃ الباب: سجدے میں جانے کا طریقہ!

(۱) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ پہلے ہاتھوں کو اور پھر گھٹنوں کو زمین پر رکھے۔

(۲) امام ابو حنیفہ شافعی و احمد کے نزدیک پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھے پھر ہاتھوں کو: جمہور کے نزدیک اصول یہ ہے کہ جو حضور زمین سے قریب تر ہے بعدے میں جاتے وقت پہلے اس کو زمین پر رکھا جائے اور اٹھتے وقت اس کا برعکس۔
امام مالک کی دلیل:

۱..... قول حدیث ابو ہریرہؓ: ”لَا يَتَوَكَّفُ كَمَا يَتَوَكَّفُ الْبَيْعُ، وَلَيَضَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ“ اس میں زمین پر پہلے گھٹنے رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

۲..... فعلی حدیث ابن عمرؓ: ”كَانَ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ“ نبی کریم ﷺ پہلے ہاتھ مبارک اور پھر گھٹنے زمین پر رکھتے تھے۔
(جمہور کے دلائل اگلے باب کے تحت دیکھیے)

بَابُ وَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْإِنْحِطاطِ لِلْسُّجُودِ

سجدہ کے لئے جھکتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو (زمین پر) رکھنے کا بیان
۴۳۱..... عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَابْنُ خَزِيمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ السَّكَنِ وَحُسَيْنُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے اور جب آپ اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔ (چاروں نے، لیکن خزیمہ، لیکن حبان اور ابن سکن نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۴۳۲..... وَعَنْ عُلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَا: حَفِظْنَا عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي صَلَاتِهِ أَنَّهُ خَرَّ بَعْدَ رُكُوعِهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَمَا يَخْرُ الْبَيْعُ وَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ. رَوَاهُ الطَّعَالِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عاتقہ اور اسوہ نے کہا: ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی نماز میں سے یہ بات یاد رکھی کہ وہ اپنے رکوع کے بعد اپنے گھٹنوں کے بل پر جھکتے جیسے اونٹ جھکا ہے اور اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی اس کی سند صحیح ہے) مسئلہ الباب میں جمہور کی دلیل:

۱..... حدیث داؤد بن جریر: "وَضَعَ رُكُوتَهُ قَبْلَ يَدَيْهِ" آنحضرت ﷺ کا عمل یہ تھا کہ سجدے میں پہلے گھٹنے اور پھر ہاتھ زمین پر رکھتے تھے۔

۲..... حدیث عاتقہ اور اسوہ کہ حضرت عمر بھی پہلے گھٹنے اور بعد میں ہاتھ زمین پر رکھتے تھے۔
لام شافعی کی جواب:

۱..... حدیث ابو ہریرہؓ سند ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں ایک سخت غلطی ہے وہ یہ کہ اس کا پہلا اور دوسرا کھڑا ایک دوسرے کے متضاد ہے اس لئے کہ پہلے کھڑے میں اونٹ کی طرح بیٹھنے سے ممانعت ہے اور اونٹ کی عادت ہے کہ پہلے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھتا ہے لہذا اس کھڑے کا مقصد یہ ہوا کہ پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھتا کہ اونٹ کی حالت ہو سکے مگر دوسرے کھڑے میں پہلے ہاتھوں کو زمین پر رکھنے کا حکم ہوا ہے جو میں اونٹ کی طرح بیٹھتا ہے۔

در اصل حدیث کے الفاظ یہ ہیں تھے: "وَضَعَ رُكُوتَهُ قَبْلَ يَدَيْهِ" کسی روایت سے غلطی ہو گئی۔
۲..... حدیث ابن عمر بھی مطول ہے اس طرح سے کہ اس عمل کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی جانب عید اللہ کے کئی شاگردوں میں صرف عبدالعزیز بن محمد کرتے ہیں اور عبدالعزیز پر محدثین نے جرح کی ہے۔

بَابُ هَيْئَاتِ السُّجُودِ

سجدے کی مختلف حالتوں کا بیان

۴۳۳..... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اعْتَدُوا فِي السُّجُودِ وَلَا تَيْسُطُوا أَحَدَكُمْ فِرَاعِيَهُ انْبِطَاطَ الْكَلْبِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عہدہ میں اعتدال رکھو اور تم میں سے کوئی کتے کی طرح بازو نہ پھیلائے۔ (جماعت نے اس کو نقل کیا) ۴۳۶..... وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَمُرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: عَلَى الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ، وَلَا نَكُفُّ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، پیشانی پر اور آپ نے ہاتھ سے اپنی ناک طرف اشارہ کیا، اور ہاتھوں اور گھٹنوں اور قدموں کے کنارے پر، اور میں کپڑے اور بال نہ سینوں۔ (شیخین)

۴۳۵..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَثْلُوَ بِمَا حَضَّ إِبْطُهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھوں کو کھول لیتے یہاں تک کہ آپ کی بغل کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۴۳۶..... وَعَنْ أَبِي تَحْمِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمَكَّنَ أَنْفَهُ وَجْهَتَهُ مِنْ الْأَرْضِ وَنَحَى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ خَلْوًا مِنْكَبَيْهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ، وَابْنُ خُرَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ.

ترجمہ: حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر جمادیتے اور اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو سے دور رکھتے، اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے کندھوں کے برابر رکھتے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ابن خریمہ نے اس کو صحیح قرار دیا)

۴۳۷..... وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا: فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: پھر جب آپ نے سجدہ کیا تو

اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا) ۶۳۸..... وَعَنْهُ قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالنَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ ترجمہ: انہی (واک) نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو غور سے دیکھا کہ جب آپ نے سجدہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔ (اسحاق بن راہویہ، عبد الرزاق، نسائی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: سجدے میں کتنے اعضاء استعمال ہوں؟!

اس بات پر اتفاق ہے کہ سجدہ سات اعضاء سے ہوتا ہے: پدین، رکبتین، قدمین، وجہ۔ البتہ ان میں سے کن اعضاء کا زمین پر رکھنا فرض ہے اور کن کارکھنا فرض نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے:

- (۱) امام احمدؒ کے نزدیک ساتوں اعضاء زمین پر رکھنا فرض ہے ورنہ سجدہ ادا نہیں ہوگا۔
 - (۲) امام مالکؒ، امام شافعیؒ (مشہور قول کے مطابق) اور صاحبینؒ کے نزدیک پیشانی کا ٹیکنا ضروری ہے، اقتصار علی لائف جائز نہیں۔
 - (۳) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہیئت تعظیسی کے ساتھ پیشانی اور ناک میں سے کسی ایک اکتفاء کرنے سے سجدہ ہو جائے گا لیکن بلاعذر کسی ایک پر اکتفاء کرنا مکروہ ہے۔ باقی قدمین کو پورے سجدہ میں اٹھائے رکھنے سے استہزاء کی بو آتی ہے اس لئے سجدہ نہیں ہوتا نہ یہ کہ قدمین کارکھنا بھی فرض ہے۔
- [معارف السنن ۳/۳۳۲]

امام احمدؒ کی دلیل: حدیث ابن عباسؓ ”أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ“ سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

امام مالکؒ، شافعیؒ و صاحبینؒ کی دلیل: حدیث ابو حمیدؓ ”كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمَّكَانَ أَنْفَهُ وَجِبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ“ پیشانی اور ناک دونوں کا ذکر ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: قرآن کریم میں بے شمار جگہ سجدہ کے وجوب کے لئے ﴿اسْجُدْ﴾

کے ساتھ خطاب ہوا ہے اور سجدہ کی حقیقت فقط ”وضع بعض الجبهة على بعالا مسخرة فيم“ ہے صرف ناک یا پیشانی زمین پر رکھ دینے سے یہ مفہوم ادا ہو جاتا ہے البتہ حدیث شریف کی رو سے پیشانی اور ناک دونوں کا رکھنا واجب ہوا لہذا الجاء رازیک پر اکتفاء مکروہ تحریمی ہوگا۔

امام احمد کو جواب: امر تمام اعضاء کے وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ دائر بین الوجوب والستہ ہے کہ ان سات میں سے کچھ کا رکھنا واجب یعنی فرض اور کچھ کا رکھنا امور بطریق السنۃ ہے کیونکہ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے سجدے کی حالت میں دعا مانگتے ہوئے سجدہ کرنے کی نسبت صرف ”وجه“ کی طرف کی اور جناب باری میں عرض گزار ہوئے ”مسجدو جہی للذی خلقہ..... الخ لہذا“ ”وجه“ یعنی پیشانی یا ناک (جیسا کہ امام صاحب کا قول ہے) یا دونوں (جیسا کہ دیگر ائمہ کا قول ہے) سے سجدہ تحقق ہوگا۔

احادیث کے درمیان تطبیق:

حدیث البخاری میں بحالہ سجدہ ”وَضَعَ كَفَّيْهِ خَذُو مَنْكِتِهِ“ اور وائل کی ایک روایت میں ”سَجَدَ سَجْدَةً بَيْنَ كَفَّيْهِ“ اور دوسری روایت میں ”وَضَعَ يَدَيْهِ جِذَاءَ أُذُنَيْهِ“ وارد ہوا ہے، اگر اس طرح سجدہ کرے کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر آجائیں اور انگلیاں آگے کو نکلی ہوئی ہوں تو تینوں حدیثوں کے مطابق عمل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِقْعَاءِ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ

کتے کی طرح بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

۴۳۹..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنْ نَقَرَةٍ كَنَقَرَةِ الدِّيكِ، وَإِقْعَاءِ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ، وَالتَّيْفَاتِ كَالْتَّيْفَاتِ الثَّعْلَبِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِي إِسْنَادِهِ لَيْثٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے (نماز میں) تین باتوں سے منع فرمایا: (ایک) مرغ کی طرح ٹھونکیں مارنے سے، (دوسرا) کتے کی طرح بیٹھنے سے، اور (تیسرا) لومڑی کی طرح ادھر ادھر توجہ کرنے سے۔ (احمد نے روایت کیا اور اس کی سند کمزور ہے) ۴۰..... وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِقْعَاءِ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُنْعَرْ جَاهٌ.

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اقعاء سے منع فرمایا۔ (حاکم نے اس کو روایت کیا اور کہا یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے لیکن ان دونوں (شیخین) نے اس کی تخریج نہیں کی)

مسئلہ الباب: دوران نماز تین طرح کی حالت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے:
(۱) نفرة كنفرة الديك: یعنی مرغ کے ٹھونکیں مارنے کی طرح رکوع بعد سنن و مستحبات کے اہتمام کے بغیر جلدی جلدی ادا نہ کرے۔

(۲) اقعاء كاقعاء الكلب: اقعاء کی دو تفسیریں کی گئی ہیں:
(الف) ایک یہ کہ آدمی کو لہو (سرین) پر بیٹھے اور اپنے پاؤں کو اس طرح کھڑا کر لے کہ گھٹنے شانوں کے مقابل آجائیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیک لے۔ اس تفسیر کے مطابق بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔

(ب) دوسری تفسیر یہ ہے کہ دونوں پاؤں کو بیٹھوں کے بل کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھ جائے۔ اس تفسیر کے لحاظ سے اقعاء کے حکم میں اختلاف ہے (دلائل اگلے باب میں آئیں گے):
امام شافعیؒ اس کو دو عبادوں کے درمیان سنت قرار دیتے ہیں یعنی جلسہ بین المسجدین کے دو طریقے ہیں: افتراش اور اقعاء۔ باقی ائمہ کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے۔

(۳) التفات الثعلب: ”لومڑی کی طرح التفات کرنا“ نماز میں التفات کی تین صورتیں ہیں:
(۱) چہرہ پھیرا جائے فقط، یہ مکروہ ہے۔ (۲) سینہ پھیر لے، یہ مفید صلاۃ ہے استقبال قبلہ فوت ہو جانے کی وجہ سے۔ (۳) گن اکھیں سے دیکھنا نبیؐ گوشہ چشم سے التفات کرنا، یہ خلاف اولیٰ ہے منافی خشوع ہونے کی وجہ سے، البتہ مباح عند الضرورة۔

بَابُ الْجُلُوسِ عَلَى الْعَقَبَيْنِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان ایڑھیوں پر بیٹھنے کا بیان

۴۴۱..... عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قُلْنَا لِأَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ؟ فَقَالَ: هِيَ السُّنَّةُ. فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرُّجُلِ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: طاؤسؓ نے کہا کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (نماز میں) قدموں پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سنت ہے، پس ہم نے کہا کہ بے شک ہم تو اس کو پاؤں کے ساتھ ظلم سمجھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ (نہیں) بلکہ یہ تو تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۴۴۲..... وَعَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقْعُونَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: طاؤسؓ کے بیٹے اپنے والد طاؤسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عمر، ابن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کو (نماز میں) اقعاء کرتے (یعنی ایڑھیوں پر بیٹھے ہوئے) دیکھا۔ (عبد الرزاق نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلہ اقعاء میں امام شافعیؒ کی دلیل:

۱..... حدیث ابن عباسؓ جس میں مختلف فیہ اقعاء کو سنت کہا گیا ہے۔

۲..... ابن عمرؓ، ابن زبیرؓ اور ابن عباسؓ کا عملاً اقعاء مذکور کرنا۔

(ائمہ ثلاثہ کے دلائل اور امام شافعیؒ کے دلائل کا جواب اگلے باب میں دیکھیں)

بَابُ افْتِرَاشِ الرَّجُلِ الْيُسْرَى وَالْقُعُودِ عَلَيْهَا يَنْ

السَّجْدَتَيْنِ وَتَرْكِ الْجُلُوسِ عَلَى الْعَقِيَيْنِ
دو سجدوں کے درمیان بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھنے
اور ایڑھیوں پر نہ بیٹھنے کا بیان

۴۶۳..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ. أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَهُوَ مُخْتَصَرٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر (اس پر) بیٹھ جاتے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے، اور آپ شیطان کی طرح نیپے سے منع فرماتے تھے۔ (مسلم نے اس کو ذکر کیا اور اس حدیث میں اختصار ہوا ہے)

۴۶۴..... وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا: ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ فَيَجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبِهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيُثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ..... الْحَدِيثُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ پھر آپ ﷺ زمین کی طرف جھکتے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلو سے جدا رکھتے، پھر اپنا سر مبارک اٹھاتے اور اپنا بائیں پاؤں دہرا کر کے اس پر بیٹھ جاتے اور جب سجدہ کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیاں کھول دیتے، پھر آپ سجدہ کرتے، پھر کہتے: اللہ اکبر..... الحدیث۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۶۵..... وَعَنِ الْمُعِيزَةِ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّهُ رَأَى عَمَّ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَرْجِعُ فِي سَجْدَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ،

فَقَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِسُنَّةِ الصَّلَاةِ وَإِنَّمَا أَفْعَلُ هَذَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ أَشْتَكِي. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: مغیرہ بن حکیمؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ نماز میں دو سجدوں کے درمیان اپنے قدموں کے سینے (پچے) کے بل لوٹے (بیٹھے)، جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ان سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ بے شک یہ نماز کی سنت نہیں ہے اور میں تو اس لئے ایسا کرتا ہوں کہ میں بیمار ہوں۔ (مالک درموطا، صندھج ہے) مسئلہ اقعاء میں ائمہ ثلاثہ کے دلائل:

۱..... حدیث عائشہؓ کہ آنحضرت ﷺ جلسہ بین السجدتین میں انتر اش کرتے تھے اور ایڑیوں کے بل بیٹھنے سے منع کرتے تھے۔

۲..... حدیث ابو جہد ساعدیؓ: اس میں بھی آنحضرت ﷺ کا انتر اش بیٹھنا مذکور ہے۔

۳..... حدیث ابن عمرؓ کہ آپ نے ایڑیوں کے بل بیٹھنے کو اپنی مجبوری قرار دیا اور اس کے سنت ہونے کی نفی کی۔

امام شافعیؒ کی دلیل کا رد:

۱..... حدیث ابن عباسؓ ضعیف ہے نیز سنت سے مراد سنت دائمی نہیں بلکہ سنت عند العذر ہے۔

۲..... بعض صحابہ کرامؓ کا جلوس علی العقبین حالت عذر پر محمول ہے جیسا کہ ابن عمرؓ نے اس بارے میں اپنا عذر بیان کیا۔

بَابُ مَا يُقَالُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان کیا پڑھا جائے؟

۴۴۶..... عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَآخَرُونَ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دو سجدوں کے درمیان میں ”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ“ پڑھتے (یعنی اے اللہ میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، میری بگڑی بنا دے، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے)۔ (ترمذی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہے)

مسئلۃ الباب: فرائض میں بشرطیکہ امام نہ ہو اور نوافل میں مطلقاً دو سجدوں کے درمیان مائتور دعائیں پڑھ لینی چاہئیں۔
[رد المحتار: ۱/۵۰۵]

بَابُ فِيْ جَلْسَةِ الْاِسْتِرَاحَةِ بَعْدَ السَّجْدَتَيْنِ فِي الرُّكْعَةِ الْاُولَى وَالثَّالِثَةِ

پہلی اور تیسری رکعت میں دو سجدوں کے درمیان جلسہ استراحت کا بیان

۴۴۷..... عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي فَبِإِذَا كَانَ فِي وَتَرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ جاتے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر جلسہ استراحت (کچھ دیر راحت حاصل کرنے کی غرض سے بیٹھے رہنا) کے بارے میں اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک جلسہ استراحت مسنون ہے۔

(۲) باقی تینوں ائمہ و جمہور اس کو مسنون قرار نہیں دیتے ان کے نزدیک بیٹھنے کے بجائے سیدھا کھڑا ہو جانا افضل ہے، البتہ احتاف و حنا بلہ کے یہاں جلسہ استراحت جائز ہے مفسد نہیں۔

امام شافعیؒ کی دلیل: باب کی حدیث مالک بن الحویرثؒ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا۔

بَابُ فِي تَرْكِ جَلْسَةِ الْإِسْتِرَاحَةِ

جلسہ استراحت نہ کرنے کا بیان

۴۴۸..... عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرَيْنِ تَكْبِيرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِنَّهُ أَحْمَقُ، فَقَالَ: لِكَلَّتْ أَمُكُ، سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ عليه السلام. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

قَالَ النِّسَمِيُّ: يُسْتَفَادُ مِنْهُ تَرْكُ جَلْسَةِ الْإِسْتِرَاحَةِ وَإِلَّا لَكَانَتْ التَّكْبِيرَاتُ أَرْبَعًا وَعِشْرَيْنَ مَرَّةً، لِأَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ أَنَّ النَّبِيَّ عليه السلام كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفِضٍ وَرَفِعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ.

ترجمہ: عکرمہؒ نے کہا کہ میں نے مکہ میں ایک شیخ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے (پوری نماز میں) بائیس تکبیریں کیں، تو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ یہ (تو) نادان ہے، تو انہوں نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم کرے (یہ تو) ابوالقاسم عليه السلام کی سنت ہے۔ (بخاری)

نبوی کہتا ہے: اس سے جلسہ استراحت نہ کرنا سمجھا جاتا ہے ورنہ تکبیرات چوبیس بنتی ہیں اس لئے کہ یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جھکتے، اٹھتے، کھڑے ہوتے، اور بیٹھتے تکبیر کہتے تھے۔

۴۴۹..... وَعَنْ عَبَّاسٍ أَوْ عِيَّاشِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِي الْمَجْلِسِ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبُو أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ: ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عباسؒ یا عیاش بن سہل ساعدیؒ سے مروی ہے کہ وہ ایک مجلس میں تھے جس میں ان کے والد جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں ہیں (وہ بھی) تھے اور (اسی) مجلس میں حضرت ابو ہریرہؓ،

ابو حمید صاعدی اور ابواسید رضی اللہ عنہم (بھی) تھے، پھر (پوری) حدیث ذکر اور اس (حدیث) میں یہ ہے کہ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور جہدہ کیا پھر تکبیر کہی اور کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۵۰..... وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَمَعَ قَوْمَهُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَشْعَرِيِّينَ اجْتَمِعُوا وَأَجْمِعُوا نِسَانَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ أَعَلِمْتُكُمْ صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ لَنَا بِالْمَدِينَةِ، فَاجْتَمِعُوا وَأَجْمِعُوا نِسَانَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ فَنَوْضًا وَأَرَاهُمْ كَيْفَ يَتَوَضَّأُ فَأَخْصَى الْوُضُوءَ إِلَى أَمَاكِبِهِ حَتَّى لَمَّا أَنْ فَاءَ الْفَاءِ وَانْكَسَرَ الظَّلُّ قَامَ فَأَذَّنَ فَصَفَّ الرِّجَالَ فِي أَدْنَى الصَّفِّ وَصَفَّ الْوِلْدَانَ خَلْفَهُمْ وَصَفَّ النِّسَاءَ خَلْفَ الْوِلْدَانِ ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ، فَتَقَدَّمَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةَ يُسْرُهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثَ مَرَارٍ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَاسْتَوَى قَائِمًا ثُمَّ كَبَّرَ وَخَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا فَكَانَ تَكْبِيرُهُ فِي أَوَّلِ رُكْعَةٍ سِتِّ تَكْبِيرَاتٍ وَكَبَّرَ حِينَ قَامَ إِلَى الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ إِلَى قَوْمِهِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: اخْفَظُوا تَكْبِيرِي وَتَعَلَّمُوا رُكُوعِي وَسُجُودِي؛ فَإِنَّهَا صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي كَانَ يُصَلِّي لَنَا كَذَا السَّاعَةَ مِنْ النَّهَارِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبدالرحمن بن غنم سے روایت ہے کہ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے اشعری قبیلہ! خود بھی جمع ہو جاؤ اور اپنے بیوی بچوں کو (بھی) جمع کر لو، میں تمہیں نبی اکرم ﷺ کی وہ نماز سکھاؤں گا جو آپ نے ہمیں مدینہ میں پڑھائی تھیں، پس لوگ جمع ہو گئے اور اپنے بیوی بچوں کو (بھی) جمع کر لیا، پھر انہوں نے وضوء کیا اور انہیں (قوم کو) دکھایا کہ آپ ﷺ کیسے وضوء فرماتے تھے اور انہوں نے اعضاء وضوء کو اچھی طرح گھیر لیا (یعنی خوب اچھی طرح احاطہ کر کے دھویا) یہاں تک کہ جب سایہ بڑھنے لگا اور سایہ (اصلی) ٹوٹا تو کھڑے ہوئے

اور اذان دی، اور قرسی صاف مردوں کی، اور ان کے پیچھے بچوں کی، اور بچوں کے پیچھے عورتوں کی صف بنائی، پھر نماز کی اقامت کہی، (خود) آگے بڑھ گئے اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور تکبیر کہی اور سورہ فاتحہ اور ایک سورت پڑھی ان دونوں کو آہستہ آواز میں پڑھا، پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور تین بار سبحان اللہ و بحمدہ پڑھا، پھر سبح اللہ لیل حمہ کہا اور سیدھے کھڑے ہو گئے، پھر تکبیر کہی اور سجدے میں جھک گئے، پھر تکبیر کہہ کر اپنا سر اٹھایا، پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی اور کھڑے ہو گئے، اور پہلی رکعت میں ان کی چھ تکبیریں تھیں اور جس وقت دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی، جب اپنی نماز پوری کر لی تو اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میرے تکبیر کہنے (کی تعداد) کو یاد رکھو، اور میرے رکوع اور سجدہ کو دیکھ لو: اس لئے کہ یہی رسول اللہ ﷺ کی وہ نماز ہے جو آپ دن کی اس گھڑی ہمیں پڑھایا کرتے تھے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۴۵۱..... وَعَنِ السُّعْمَانِ بْنِ عِيَّاشٍ قَالَ: أَذْرَحْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَالثَّالِثَةِ قَامَ كَمَا هُوَ وَلَمْ يَجْلِسْ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: نعمان بن عیاشؓ نے کہا کہ میں نے ایک سے زائد صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو دیکھا کہ جب وہ پہلی اور تیسری رکعت میں اپنا سر سجدہ سے اٹھاتے تو وہیں سے کھڑے ہو جاتے اور نہیں بیٹھتے تھے۔ (ابو بکر بن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۴۵۲..... وَعَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: رَمَقْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ، فَرَأَيْتُهُ يَنْهَضُ وَلَا يَجْلِسُ. قَالَ: يَنْهَضُ عَلَى صُورِ قَدَمَيْهِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَالثَّالِثَةِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالتَّيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرَى وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: عبد الرحمن بن یزیدؓ نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو غور سے دیکھا تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے اور بیٹھے نہیں۔ (راوی نے) کہا کہ وہ اپنے قدموں کے سینے (نچے کے بل) پر پہلی اور تیسری رکعت میں کھڑے ہوئے۔ (طبرانی نے کبیر میں اور تہققی

نے سنن کبریٰ میں اس کو روایت کیا اور صحیح قرار دیا

۴۵۳..... وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا سَجَدَ السُّجْدَةَ الثَّانِيَةَ قَامَ كَمَا هُوَ عَلَى صُدُورِ فَلَمَعِيهِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. ترجمہ: وہب بن کیسان نے کہا کہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا جب وہ دوسرا سجدہ کر لیتے تو وہیں سے اپنے قدموں کے سینے پر (پٹ کے بل) کھڑے ہو گئے۔ (ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب میں جمہور کے دلائل پر ایک نظر:

۱..... باب کی پہلی حدیث جس میں ابن عباسؓ نے جلسۂ استراحت سے بغیر نماز وصنت طریقہ قرار دیا۔

۲..... حضرت سہل ساعدیؓ، ابو ہریرہؓ، ابو حمید ساعدیؓ اور ابوسعید خدریؓ کا جلسۂ استراحت کے بغیر آنحضرت ﷺ کا طریقہ نماز بیان کرنا۔

۳..... ابوالک اشعریؒ کا اپنی قوم کو جمع کر کے جلسۂ استراحت کے بغیر نماز پڑھانا اور اس طریقہ کو آنحضرت ﷺ کی سنت کے موافق قرار دینا۔

۴..... نعمان بن عیاشؓ کا متعدد صحابہ کرام سے جلسۂ استراحت کے بغیر طریقہ نماز کو روایت کرنا۔ امام شافعیؒ کی دلیل کا رد: جلسۂ استراحت والی حدیث بیان جواز یا حالتِ عذر پر محمول ہے۔ آخری عمر میں آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک بھاری ہو گیا تھا تو آپ نے جلسۂ استراحت کیا ورنہ اگر یہ مستقل سنتِ صلاۃ ہوتی تو ضرور صحابہ کرام کا ایک جم غفیر اس کو نقل کرتا۔

بَابُ افْتِتَاحِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ

دوسری رکعت قرأت سے شروع کرنے کا بیان

۴۵۴..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا نَهَضَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِأَلْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَسْكُتْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے اور خاموش نہیں رہتے تھے۔
 قولہ: ”ولم یسکت“ یعنی دوسری رکعت میں ثناء و تعوذ نہ پڑھتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوَرُّكِ

ان روایات کا بیان جو تَوَرُّک کے بارے میں آئی ہیں

۴۵۵..... عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَا كُنْتُ أَحْفَظُكُمْ لَصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدِيهِ خَذَوِ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ أَمْسَكَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ عَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَغُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضٍ، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلَيْهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى فَإِذَا جَلَسَ فِي الرُّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْآخِرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: محمد بن عمرو بن عطاءؒ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے (راوی نے کہا) پس ہم نے نبی کریم ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا، تو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو یاد رکھا ہے، میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر کر لیتے اور جب آپ رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر جما دیتے، پھر اپنی پیٹھ کو ہموار کر دیتے، پھر جب اپنا سر اٹھاتے تو سیدھے (کھڑے) ہو جاتے یہاں تک کہ کمر کی ہڈی اپنی جگہ لوٹ آتی، پھر جب آپ سجدہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو ایسے رکھتے نہ بچھے ہوتے اور نہ سٹے ہوئے ہوتے، اور اپنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرتے، پھر جب دو رکعتوں میں بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے

اور دائیں (پاؤں) کو کھڑا کر لیتے، پھر جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں آگے کر دیتے اور دوسرے کو کھڑا کر لیتے اور اپنا جسم زمین پر ٹکا دیتے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا) مسئلۃ الباب: تشہد میں بیٹھنے کی حالت کا بیان!

(۱) امام مالکؒ نزدیک قعدہ اولیٰ و اخیرہ دونوں میں تورک افضل ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں میں افتراش افضل ہے۔

(۳) امام شافعیؒ و احمدؒ قعدہ اولیٰ و اخیرہ میں فرق کرتے ہیں یعنی امام شافعیؒ قعدہ اخیرہ میں تورک کے اور قعدہ اولیٰ میں افتراش کے افضل ہونے کے قائل ہیں، جبکہ امام احمدؒ تین اور چار رکعتی نماز میں قعدہ اولیٰ میں افتراش اور اخیرہ میں تورک کو اور دو رکعتی نماز کے قعدہ میں افتراش کو افضل کہتے ہیں۔

تورک کے دو طریقے ہیں: (۱) بائیں پاؤں کو بچھا کر اس کو دائیں طرف نکال لیا جائے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھا جائے۔ (۲) بائیں کو لمبے پر بیٹھ جانا اور دونوں پاؤں دائیں جانب باہر کی طرف نکال دینا جیسا کہ خنی عورتیں بیٹھتی ہیں۔

افتراش کا طریقہ: بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جانا اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لینا۔
تائیں بالتورک کی دلیل:

باب کی حدیث ابو حمید ساعدیؒ ”فَبَاذًا جَلَسَ فِي الرُّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ“۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ التَّوَرُّكِ

وہ روایات جو تورک نہ کرنے کے بارے میں آئی ہیں

۴۵۶..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَفْتِي الصَّلَاةَ بِالْكَفِّ وَالْقِرَاءَةِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يَشْخِصْ رَأْسَهُ، وَلَمْ يَصُوبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ، مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى

يَسْتَوِي قَائِمًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَقْرَأُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَنْهَى عَنْ غَفْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهَى أَنْ يَقْرَأَ الرَّجُلُ ذِرَاعِيَهُ افْتِرَاشَ السَّبْعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو تکبیر سے اور قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے، اور جب رکوع کرتے تو نہ اپنا سر اوپر اٹھاتے نہ (زیادہ) جھکاتے لیکن اس کے درمیان رکھتے، اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو سجدہ نہیں کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے اور جب اپنا سر سجدہ سے اٹھاتے تو (دوبارہ) سجدہ نہیں کرتے یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ جاتے، اور ہر دوسری رکعت (کے آخر) میں التحیات پڑھتے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیتے اور دائیں پاؤں کھڑا فرمالیتے، اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے اور منع فرماتے کہ آدمی اپنے بازوؤں کو درندے کی طرح بچھائے اور نماز کو سلام سے ختم فرماتے تھے۔ (مسلم)

۴۵۷..... وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَعَدَ وَتَشَهَّدَ قَرَأَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْأَرْضِ وَجَلَسَ عَلَيْهَا. رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَالتَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، پس جب آپ بیٹھے اور تشہد پڑھتے (اور) اپنے بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے۔ (سعید بن منصور اور تحاوی نے اس کو نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۴۵۸..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُنْصَبَ الْقَدَمُ الْيُمْنَى وَاسْتِقْبَالُهُ بِأَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوسُ عَلَى الْيُسْرَى. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نماز کی سنتوں میں سے (جلسہ میں)

دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا اور اس کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا بھی ہے۔
(نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)
قالین بالافتراش کے دلائل:

- ۱..... حدیث عائشہؓ ”وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى“۔
- ۲..... حدیث وائلؓ ”فَلَمَّا قَعَدَ وَتَشَهُدَ فَرَشَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْأَرْضِ وَجَلَسَ عَلَيْهَا“۔ دونوں حدیثوں میں آپ ﷺ کا عمل مطلقاً افتراش منقول ہے من غیر فرق۔
- ۳..... عبد اللہ بن عمرؓ نے مطلقاً افتراش کو سنت صلاۃ قرار دیا۔

قالین تورک کو جواب: حدیث ابو حمیدؓ یعنی تورک والی حدیث حالت عذر پر محمول ہے چنانچہ حضرت ابن عمرؓ قعدہ اولیٰ و اخیرہ دونوں میں تورک کرتے تھے اور فرماتے تھے: ”ان رجلا لا تحملانی“ میرے پاؤں اب میرے جسم کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ [طحاوی شریف]

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُدِ

تشہد کا بیان

۵۹..... عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى فَلَانٍ وَفُلَانٍ، فَانْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّا نَكُفُّ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ جبرائیل اور میکائیل پر سلامتی ہو، (اور) فلاں اور فلاں پر سلامتی ہو، پس رسول

اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بے شک اللہ ہے ہی سلام، پس جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ کہے کہ ”التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ الخ“ (یعنی تمام بدنی، قولی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر)؛ اس لئے کہ جب تم نے یہ کہہ لیا تو اللہ کے ہر نیک بندہ کو جو آسمان میں ہو اور زمین میں ہو اس کو (تمہارا سلام) پہنچے گا، (پھر کہو) ”أَشْهَدُ الخ“، یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (شعین نے اس کو روایت کیا)

۶۰..... وَعَنْهُ قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ: وَإِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ، وَرَسُولُهُ. ثُمَّ لِيَنْخَيْرَ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ، إِلَيْهِ فَلْيَذْغُ رَبَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدْ رَوَى عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ وَهُوَ أَصَحُّ حَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي التَّشْهَدِ وَالْعَمَلِ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ يَعْلَمُهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ.

ترجمہ: انہی (ابن مسعود) نے کہا کہ بے شک محمد ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ہر دو رکعت (کے آخر) میں بیٹھو تو تم پڑھو ”التَّحِيَّاتُ الخ“، پھر تم میں سے کوئی ایک دعا چن لے جو اسے پسند ہو، پھر اس سے اپنے رب عزوجل سے دعا کرے۔ (احمد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

ترمذی نے کہا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ان سے متعدد سندوں سے روایت کی گئی ہے، اور یہ حدیث نبی ﷺ سے تشہد کے بارے میں منقول احادیث میں سب سے زیادہ صحیح ہے اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

۶۱..... وَعَنْهُ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفِيَ التَّشْهَدُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنُهُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: انہی (ابن مسعودؓ) نے کہا کہ (یہ بات) سنت میں سے ہے کہ تشہد کو آہستہ پڑھا جائے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے حسن جبکہ حاکم نے صحیح قرار دیا ہے)

مسئلۃ الباب: تشہد کے الفاظ چوبیس صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں اور ان سب کے الفاظ میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان میں سے جو صیغہ بھی پڑھ لیا جائے جائز ہے، البتہ انفعلیت میں اختلاف ہے:

- (۱) امام ابو حنیفہؒ و امام شہید ابن مسعودؓ ترجیح دیتے ہیں جس کے الفاظ معروف ہیں۔
 - (۲) امام مالکؒ تشہد عمر فاروقؓ کو ترجیح دیتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں: ”التحيات لله الزاكيات لله الطيبات الصلوات لله، السلام عليك الخ“ (والباقی كتشهد ابن مسعودؓ)
 - (۳) امام شافعیؒ تشہد ابن عباسؓ کو ترجیح دیتے ہیں جس کے الفاظ ایک روایت میں یوں ہیں: ”التحيات المباركات، الصلوات الطيبات لله، السلام عليك أيها النبي الخ“ (والباقی كتشهد ابن مسعودؓ) وفي رواية: ”..... سلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، سلام علينا الخ“ قوله ولتشهد أن محمداً رسول الله“۔
- تشہد ابن مسعودؓ کی چند وجوہ ترجیح:

- (۱) تمام محدثین کے نزدیک تشہد کے باب میں تشہد ابن مسعودؓ ترجیح تر روایت سے ثابت ہے۔
 - (۲) تشہد ابن مسعودؓ صحاح ستہ سمیت کئی کتب حدیث میں ہے مگر کمال یہ ہے کہ اس کے الفاظ میں کہیں سرعاً اختلاف نہیں، جبکہ دوسرے تمام تشہدات کے الفاظ میں اختلاف موجود ہے۔
 - (۳) آپ ﷺ نے بڑے اہتمام کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ کو ہاتھوں سے پڑ کر تشہد کی تعلیم دی، اور ابن مسعودؓ بھی اسی قدر اہتمام کے ساتھ اپنے شاگردوں کو تشہد سکھایا کرتے تھے۔
 - (۴) میں صحابہ کرامؓ سے منقول ہے اور اکثر تابعین اسی کے قائل تھے۔
 - (۵) اس کا ثبوت صیغہ امر کے ساتھ ہوا ہے آنحضرت ﷺ نے اس کے سیکھنے سکھانے کا حکم فرمایا۔ وغیر ذلک
- [معارف السنن ۳/۸۲-۸۵]

بَابُ الْإِشَارَةِ بِالسَّبَابَةِ

شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا

۶۶۲..... عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى إِصْبَعِهِ الْوُسْطَى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى رُكْبَتَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب (قعدہ میں) بیٹھ کر دعا فرماتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر، اور اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے، اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے، اور اپنے انگوٹھے کو اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے، اور آپ کی بائیں پٹیل آپ کے گھٹنے والے ہوتی۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۶۶۳..... وَعَنِ ابْنِ غَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشْهُدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَعَقَدَ ثَلَاثًا وَخَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشهد میں بیٹھتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے بائیں گھٹنے پر رکھتے، اور اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے، اور تین کے عدد کا حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۶۶۴..... وَعَنْ أَبِي بِنِ حَجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ حَلَقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَرَفَعَ الْبُتْيَ تَلِيهَا يَدْعُو بِهَا فِي التَّشْهُدِ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا اور ان دونوں کے ساتھ والی (انگلی کو) بلند کیا آپ تشهد میں

اس کے ذریعے دعائے کرتے (اشارہ کر کے)۔ (سوائے ترمذی کے پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

٦٥..... وَعَنْ مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخَزَاعِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَضْعَا يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فُجْذِهِ الْيُمْنَى فِي الصَّلَاةِ وَيُشِيرُ بِأَصْبَعِهِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ دَاوُدَ وَالتَّيَمِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: مالک بن نمیر خزاعی سے مروی ہے کہ ان کے والد نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھا ہوا دیکھا اور آپ اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ التَّيَمِيُّ: إِنَّ الْإِشَارَةَ بِالسَّبَابَةِ فِي التَّشَهُّدِ ذَهَبَ إِلَيْهَا جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَى مَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي مَوْطَأِهِ.

ترجمہ: تیمی کہتا ہے کہ بے شک تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کی طرف اہل علم میں سے ایک جماعت گئی ہے، اور یہی قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے جیسا کہ امام محمد بن حسن نے اپنی موطا میں کہا ہے۔

تشریح الکلمات:

”السبابة“: شہادت والی انگلی کے عربی میں دو نام ہیں ایک سبابہ یعنی جس کے ذریعہ کلمہ توحید کی طرف اشارہ کیا جاتا اور شیطان کو برا بھلا کہا جاتا ہے دوسرا نام مسبحہ یعنی تسبیح کرنے والی۔

مسئلۃ الباب:

تشہد میں اشارہ بالسبابہ مسنون ہونے پر ائمہ اربعہ متفق ہیں، اور اس کی سنیت پر بکثرت روایات شاہد ہیں کافی احادیث الباب۔ البتہ چونکہ حنفیہ کی متون معتبرہ میں اشارہ بالسبابہ کا نہ اثبات میں ذکر ملتا ہے اور نفی میں، پھر بعض علاقوں میں اشارہ بالسبابہ روافض کا شعار بھی بن گیا تھا تو بعض متاخرین نے ان کی تردید میں اشارہ بالسبابہ کو ہی غیر مسنون قرار دیا۔

حالانکہ روایات حدیث کے پیش نظر اس کے مسنون ہونے میں ادنیٰ شک بھی نہیں اور امام محمدؒ نے ”موطا“ میں اس کی تصریح کی ہے کہ ہم اشارہ بالسبابہ کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کے عمل کو لیتے ہیں اور یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔

اشارہ بالسبابہ کا طریقہ: باب کی حدیثوں میں اشارہ بالسبابہ کے تین طریقے مذکور ہیں۔
 (۱) حدیث عبد اللہ بن زبیرؓ کے مطابق تینوں انگلیوں کو بند کر کے انگوٹھے کو وسطی یعنی درمیانی انگلی کے اوپر رکھ کر اشارہ کیا جائے۔ (۲) حدیث ابن عمرؓ کے مطابق خضر، بنصر اور وسطی کو بند کر کے انگوٹھے کو سبابہ کی جڑ میں رکھ کر سبابہ سے اشارہ کیا جائے جیسا کہ جرجس شمار کرتے وقت کیا جاتا ہے۔ (۳) حدیث وائل بن حجرؓ کے مطابق خضر اور بنصر کو بند کر کے، ابهام اور وسطی سے حلقہ بنائے اور سبابہ سے اشارہ کرے۔ ہمارے نزدیک ترجیح اس آخری صورت کو حاصل ہے اور باقی دو صورتیں بھی جائز ہیں۔

شافعیہ کے یہاں یہ ہے کہ تشہد کی ابتداء ہی میں حلقہ بنا لے اور ”اشہد“ کے وقت انگلی اٹھا لے اور ”لا الہ“ کے وقت نیچے کر لے۔ ہمارے نزدیک پہلے کھول کر رکھے اور ”لا الہ“ کے وقت شہادت کی انگلی اٹھا لے اور ”الا اللہ“ پر نیچے کرادے۔

بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کا بیان

٤٦٦..... عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: لَقِيتُ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً أَنْ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اَللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ میری ملاقات کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایک (قیمتی) تختہ نہ دوں، بے شک نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، پس ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! تحقیق ہم جان گئے ہیں کہ کیسے آپ پر سلام بھیجے، پس ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم کہو کہ ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ“ یعنی اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت (نازل) فرما جیسے آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت (نازل) فرمائی، بے شک آپ لائق تعریف ہیں، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت (نازل) فرما جیسے آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت (نازل) فرمائی، بے شک آپ لائق تعریف ہیں، بزرگی والے ہیں۔

۶۷..... وَعَنْهُ قَالَ: لَقِيتُ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقُلْتُ: بَلَى، فَأَهْدِهَا لِي. فَقَالَ: مَا لَنَا وَمُسْوَلِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ؟ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ. قَالَ: قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: انہی (عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ) نے کہا کہ میری ملاقات کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کیا میں تجھے ایک ایسا ہدیہ نہ دوں جو میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے، میں نے کہا: کیوں نہیں؟! پس آپ مجھے وہ ہدیہ دیں تو کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اہل بیت پر کیسے درود (کا بھیجتا) ہو، اس لئے کہ اللہ نے ہمیں سکھا دیا ہے کہ ہم کیسے آپ پر سلام بھیجیں، آپ نے فرمایا کہ تم کہو ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ“ یعنی اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت (نازل) فرما جیسے آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت (نازل) فرمائی، بے شک آپ لائق تعریف

ہیں، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت (نازل) فرما جیسے آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت (نازل) فرمائی، بے شک آپ لائق تعریف ہیں، بزرگی والے ہیں۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۶۸..... وَعَنْ نُعَيْمِ الْمُحَمَّرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. رَوَاهُ أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَاجُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: نعیم بن محمدؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم کہو: ”اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ“ الخ یعنی اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت (نازل) فرما اور محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت (نازل) فرما جیسے آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت اور برکت (نازل) فرمائی، بے شک آپ لائق تعریف ہیں، بزرگی والے ہیں۔ (ابو عباس سراج نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: تشہد میں درود شریف پڑھنے کا حکم!

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ و جمہور کے نزدیک سنت ہے۔

عام حکم: عمر بھر میں ایک مرتبہ درود پڑھنا بالاتفاق فرض ہے اور اسم گرامی کا جہاں ذکر ہو تو ایک دفعہ تو واجب ہے اور اگر مجلس میں ایک سے زائد بار نام پائی آئے تو اس میں اقوال ہیں:

۱..... امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جتنی دفعہ نام لیا جائے گا درود پڑھنا واجب ہے: روایات سے ان کی تائید ہوتی ہے۔ قال علیہ الصلاۃ والسلام: ”رَغِمَ أَنْفُ امْرِئٍ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ“

۲..... شمس الائمہؒ کہتی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کہنا واجب ہے اور اس سے زائد سنت و مستحب؛ دین میں حرج نہ ہونے اور عام دلائل سے ان کی تائید ہوتی ہے۔

عام حالات میں درود و سلام کا بکثرت ورد رکھنا مستحب ہے، درود و سلام کے مختلف صیغے وارد ہوئے ہیں، اکثر علماء کا خیال ہے کہ ان سب میں درود و ابراہیمی والا صیغہ سب سے افضل ہے۔ [درود و سلام کے بے بہا اور قیمتی موتی حاصل کرنے کے لئے انشاء اللہ ناچیز کی تالیف: ”جو اہر درود و سلام“ کا مطالعہ مفید رہے گا]

بَاب مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ

وہ روایات جو سلام پھیرنے کے بارے میں آئی ہیں

۶۶۹..... عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ
ترجمہ: عامر بن سعد سے روایت ہے کہ ان کے والد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا کہ آپ اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیلتے (تو مکمل رخ دائیں بائیں کرتے) یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیتا تھا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)
۶۷۰..... وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ. رَوَاهُ الْخَمِيسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیلتے تھے (اور کہتے تھے) ”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ“ یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھتا۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

سلام سے متعلق تین اہم مسائل:

پہلا مسئلہ: خروج من الصلاة کے لئے لفظ ”السلام“ کہنے کا حکم!

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک لفظ ”السلام علیکم“ کہہ کر نماز سے باہر نکلنا فرض ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ وصاحبینؓ کے نزدیک لفظ ”السلام“ واجب ہے، اگر دوسرے کسی منافی صلاۃ عمل کے ساتھ نماز سے نکلے تو اس سے فرض ادا ہو جائے گا البتہ نماز واجب الاعادہ رہے گی۔
ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل: حدیث جوئی بارگزر پکی ”وتحلیصاً للسلام“ نماز سے نکلنے کا طریقہ سلام کو بتایا گیا۔
احناف کی دلیل:

۱..... حدیث علیؑ: ”اذا جلس أحدكم مقدار التشهد ثم أحدث فقد تمت صلاته“۔

۲..... حدیث ابن مسعودؓ: ”اذا قلت هذا أو فعلت هذا فقد تمت صلاتك“۔

ائمہ ثلاثہؒ کو جواب: (۱) حدیث مذکور میں نماز سے باہر نکلنے کے مختلف طریقوں میں سے کامل واکمل طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ (۲) فرضیت کا ثبوت کتاب اللہ پر زیادتی ہے جو خبر واحد سے نہیں کی جاسکتی۔ لہذا اس سے وجوب ثابت کرنا ہی مناسب ہے۔

دوسرا مسئلہ: سلام پھیرنے کی کیفیت!

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک امام اور منفرد صرف ایک مرتبہ اپنے سامنے کی طرف منہ اٹھا کر سلام کریں اور اس کے بعد تھوڑا سا دائیں جانب کو مڑ جائیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، شافعیؒ و احمدؒ اور جمہور کے نزدیک ہر مصلیٰ پر دائیں و بائیں یعنی دو مرتبہ سلام کہتا ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل: حدیث عائشہؓ ”ان رسول اللہ ﷺ كان يسلم في الصلاة تسليمة واحدة تلقاء وجهه ثم يعيل الى الشق الايمن شيئا“۔ [ترمذی]

[شریف]

جمہور کی دلیل: باب کی دونوں حدیثیں جس کے الفاظ تقریباً ایک جیسے ہیں یعنی: ”كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ“ حدیث میں دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرنے کا ذکر ہے۔

امام مالکؒ کو جواب:

۱..... تسلیمتین والی حدیث تقریباً بیس صحابہ کرامؓ سے مروی ہے اور حدیث عائشہؓ مذکور کی سند کزور

بھی ہے۔

۲..... آپ ﷺ پہلا سلام دوسرے کے نسبت بلند آواز سے کہا کرتے تھے اس کو نقل کرنا مقصود ہے۔

۳..... تسلیمۃ واحدة صلاة التلیل پر محمول ہے اور تسلیمتین والی احادیث فرائض پر محمول ہیں جو

آپ مسجد میں سب کے ساتھ ادا فرمایا کرتے تھے۔

تیسرا مسئلہ: سلام کرتے وقت کس کی نیت کرے؟

اگر امام ہے تو دائیں بائیں سلام پھیرتے وقت ملائکہ، اس جانب کے مقتدی اور

صالح جنات کو سلام کرنے کی نیت کرے، اور اگر مقتدی ہے تو امام سامنے کی طرف ہو تو دائیں

بائیں دونوں جانب ورنہ جس جانب وہ ہو اس کی، ملائکہ، مقتدی اور صالح جنات کی نیت کرے۔

بَابُ الْإِنْحِرَافِ بَعْدَ السَّلَامِ

سلام کے بعد رخ پھیرنے کا بیان

۴۷۱..... عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى

صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَّجْهِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی نماز پڑھ لیتے تو

اپنے چہرہ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہو جاتے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۴۷۲..... وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ فَيَقْبِلُ عَلَيْنَا بَوَّجْهِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَأَبُو دَاوُدَ

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ پیچھے نماز پڑھتے

تو ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کے دائیں جانب ہوں تو (نماز کے بعد) آپ اپنے چہرے کے ساتھ

ہماری طرف متوجہ ہوتے۔ (مسلم اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا)

۴۷۳..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَكْثَرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْصَرِفُ

عَنْ يَمِينِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ (نماز کے بعد) اپنی دائیں جانب رخ پھیرتے تھے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)
دو حدیثوں میں تطبیق: نبی کریم ﷺ نماز کے بعد اکثر دائیں جانب سے اٹھتے تھے کئی حدیث انسؓ اور کسی بائیں طرف سے بھی اٹھ جاتے تھے کئی حدیث ابن مسعودؓ اس لئے کسی ایک جانب سے اٹھنے پر اصرار اور دوسرے جانب سے اٹھنے کو غلط سمجھنا خود غلط ہے البتہ من الیمن بہتر ضرور ہے

بَابُ فِي الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان

٤٧٤..... عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي ذَهْرِ صَلَاتِهِ إِذَا سَلَّمَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُنْعِي لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو اپنی نماز کے بعد (یہ ذکر دعا) پڑھتے: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُنْعِي لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.“ الخ، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے، اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں جو آپ عطا فرمادیں، اور کوئی دینے والا نہیں جو آپ روک دیں، اور کسی نصیب والے کو اس کا نصیب (یا مالدار کو اس کی مالداری) آپ کے سوا نفع نہیں دیتا۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

٤٧٥..... وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور یہ کہتے: ”اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ..... اَلْح“ یعنی اے اللہ! آپ سلامتی والے ہیں اور آپ ہی سے سلامتی ہے، اے جلال والے اور کرم والے آپ بابرکت ہیں۔

۴۷۶..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مَقْدَارَ مَا يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ (فرض نماز کے بعد) نہیں بیٹھتے مگر اتنی مقدار کہ جس میں پڑھتے: ”اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ..... اَلْح“ (ترجمہ حسب سابق)۔

۴۷۷..... وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَغْفَبَاتُ لَا يَحْجُبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ ذُبْرُ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ: ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چند کلمات ایسے ہیں کہ جن کا ہر فرض نماز کے بعد کہنے والا یا (فرمایا) کرنے والا نافرمانی نہیں رہتا، (وہ یہ ہیں) تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ، اور چونتیس بار اللہ اکبر۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۴۷۸..... وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ سَبَّحَ ذُبْرُ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَبَلَكَ تِسْعَةً وَتِسْعُونَ وَقَالَ تَمَامَ الْمَاءَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ، اور تینتیس بار الحمد للہ، اور تینتیس بار اللہ اکبر کہے، یہ تانویں ہو گئے، اور سو کو پورا کرنے (کے لئے) ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ“..... اَلْح“ کہے تو اس کے

گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)
 ۶۷۹..... وَعَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا أَيْمَنُ سَعِيدٌ: هَلْ حَفِظْتَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا
 يَقُولُهُ بَعْدَ مَا سَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ
 وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. رَوَاهُ أَبُو يَعْقَى وَقَالَ
 الْهَيْثَمِيُّ: رَجَالُهُ نَفَاحٌ.

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میں نے ابو سعید سے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ
 ﷺ سے کوئی ایسی چیز یاد کی ہے جس کو آپ ﷺ (نماز کا) سلام پھیرنے کے بعد کہتے تھے؟
 انہوں نے کہا: ہاں! آپ ﷺ پڑھتے تھے: ”سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ..... الخ“
 (ابو یعلیٰ نے اس کو روایت کیا اور بیٹھی نے کہا کہ اس کے روات ثقہ ہیں)

۶۸۰..... وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ
 قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي ذُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ إِلَى الصَّلَاةِ
 الْآخِرَى. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو ہر فرض
 نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے وہ دوسری نماز تک اللہ کے ذمہ (حفاظت) میں ہوتا ہے۔
 (طبرانی نے کبیر میں اس کو روایت کیا اور بیٹھی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے)

۶۸۱..... وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ
 الْكُرْسِيِّ ذُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ. رَوَاهُ
 النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ.

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو ہر فرض
 نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے تو جنت میں داخل ہونے سے اس کو موت کے سوا کوئی چیز مانع
 نہ ہوگی۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

فرض نماز کے بعد دعائے مانگنے کے بارے میں جو روایت وارد ہوئی

۴۸۲..... عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَذُبُرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ رات کے آخری پہر میں، اور فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ

دعائیں ہاتھ اٹھانے کا بیان

۴۸۳..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّهَا رَأَتْ النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو رَافِعًا يَدَيْهِ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَلَا تُعَاقِبْنِي، اَيُّمَا رَجُلٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَذْنَبْتُهٖ، اَوْ شَتَمْتُهُ، فَلَا تُعَاقِبْنِي فِيْهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْاَذْبِ الْمَفْرُودِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ: هُوَ صَحِيحُ الْاِسْنَادِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا، آپ کہہ رہے تھے: ”اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَرُح“، یعنی اے اللہ! بے شک میں ایک انسان ہوں، پس آپ میری پکڑ نہ فرمائیے، مسلمانوں میں سے جس آدمی کو (مجھ) میں نے تکلیف دی ہو یا برا کہا ہو تو آپ اس (بارے) میں میری پکڑ نہ فرمائیے۔ (بخاری نے الادب المفرد میں اس کو روایت کیا اور حافظ نے فتح الباری میں کہا کہ یہ حدیث صحیح سند والی ہے)

۴۸۴..... وَعَنْهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَافِعًا يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدَأَ صَلَاتَهُ،

يَذْعُو. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ رَفَعَ الْيَدَيْنِ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَجَرٍ.
ترجمہ: انہی (عائشہ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کی بغل ظاہر ہو گئی۔ (بخاری نے جزیء رفع الیدین میں اس کو روایت کیا اور ابن حجر نے صحیح قرار دیا ہے)

۴۸۵..... وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ رُبِّكُمْ حَبِي كَرَيْتُمْ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صَفْرًا. رَوَاهُ أَبُو ذَاوَدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ، وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ: سَنَدُهُ جَيِّدٌ.

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تمہارا پروردگار حیا کرنے والا ہے، درگزر کرنے والا ہے، وہ اپنے بندے سے حیا کرتے ہیں جب وہ اپنے ہاتھ (دعا کے لئے) اٹھاتا ہے (اس بات سے) کہ وہ ان دونوں کو خالی لوٹا دے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور حافظ نے فتح الباری میں کہا کہ اس کی سند جید ہے) مسئلۃ الباب: دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا مستحب ہے کیونکہ اس میں عاجزی کا اظہار ہے اور رفع یدین دعا کے آداب میں سے ہے۔ یہاں پر دو علیحدہ علیحدہ باتیں ہیں:

(۱) فرض نمازوں کے بعد دعا کا ثبوت۔ (۲) نفس دعا مانگنے کے آداب۔

گزشتہ باب کی حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے تو اب جب بندہ دعا کرے گا تو اگر نہیں بلکہ دعا کے آداب کے ساتھ دعا مانگے گا یعنی ہاتھ اٹھا کر۔

بَابُ فِي صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

باجاماعت نماز کا بیان

۴۸۶..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ الْمُؤَدَّنَ فَيُؤَدَّنَ ثُمَّ أَمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ أَتُطْلَقَ مَعِيَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزْمُ الْحُطْبِ إِلَى قَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الصَّلَاةِ فَأُخْرِقَ عَلَيْهِمْ بَيُّوتُهُمْ بِالنَّارِ. رَوَاهُ

الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مؤذن کو کم دوں کہ وہ اذان کہے، پھر کسی آدمی کو کم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں جاؤں کچھ لوگوں کے ساتھ جن کے پاس لکڑی کی گھڑیاں ہو ایسے لوگوں کی طرف جو نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان پر، ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا) ۴۸۷..... وَعَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمَى فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرَخَّصَ لَهُ، فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ: هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَجِبْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: انہی (ابو ہریرہ) نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لئے راہنما نہیں جو مجھے مسجد تک لے کر آئے، اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے لئے اجازت مانگی کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لے، پس آپ نے اس کو اجازت دی، پھر جب وہ جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو؟ اس نے کہا: جی! آپ نے فرمایا: تو پھر جواب دے (یعنی نماز میں حاضر ہو)۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۴۸۸..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ سَمِعَهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَلْيَحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يَنَادِي بِهِنَّ؛ فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدَى، وَإِنَّهَا مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَعْبُدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً وَيَحْطُ عَنْهَا بِهَا سَيِّئَةً، وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتِي بِهِ يَهَادِي بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَقَامَ فِي الصَّفِّ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص اس پر خوش ہوتا ہو کہ وہ کل اللہ سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے تو اسے چاہئے کہ وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جہاں ان کے لئے پکارا جائے، بے شک اللہ نے تمہارے نبی ﷺ کے لئے ہدایت کے راستے ظاہر کئے ہیں، اور بے شک یہ (نمازیں) ہدایت کے راستوں میں سے ہیں، اور اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھیں جیسا کہ یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تحقیق تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا، اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا تو تحقیق تم گمراہ ہو گئے، کوئی ایسا شخص نہیں جو اچھی طرح پاکی حاصل کرے پھر ان مساجد میں سے کسی مسجد کا ارادہ کرے، مگر اللہ اس کے لئے ہر اس قدم کے بدلے جس کو وہ اٹھاتا ہے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس کے ذریعہ ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس سے ایک گناہ مٹاتا ہے، اور میں نے اپنی جماعت (صحابہ کرامؓ) کو دیکھا کہ ہم میں کوئی (بھی) اس سے پیچھے نہیں رہتا مگر وہ منافق، جس کا نفاق معلوم ہو، اور تحقیق ایک شخص کو دو آدمیوں کے درمیان سہارا دے کر لایا جاتا یہاں تک کہ اس کو (بھی) صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم نے روایت کیا)۔

۴۸۹..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَلَدِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے (ثواب کے اعتبار سے) سترائیس درجہ زیادہ جاتی ہے۔ (شعخین)

۴۹۰..... وَعَنْ أَبِي نَبِيٍّ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ. رَوَاهُ أَبُو ذَاوَدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کی دوسرے آدمی کے ساتھ نماز بہتر ہے اس کے اکیلے نماز (پڑھنے) سے، اور اس کی دو آدمیوں کے ساتھ نماز بہتر ہے اس کے ایک آدمی کے ساتھ نماز (پڑھنے) سے، اور جتنے زیادہ ہوں اتنا ہی اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۹۱..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَضَّلُ صَلَاةَ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، بِضْعٍ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا باجماعت نماز پڑھنا اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے بیس سے کچھ اور اوپر فضیلت رکھتا ہے۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۹۲..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاةِ الْفَذِّ وَصَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ، خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً. رَوَاهُ الْبُزَارُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے اور مرد کے تنہا نماز پڑھنے سے پچیس درجہ بڑھ جاتی ہے۔ (بزار نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۹۳..... وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيُعْجِبُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمِيعِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ جماعت کے ساتھ نماز کو پسند فرماتے (خوش ہوتے) ہیں۔ (احمد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۹۴..... وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُعْجِبُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمِيعِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ عز و جل جماعت کے ساتھ نماز کو پسند فرماتے (خوش ہوتے) ہیں۔ (طبرانی نے

اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: نماز باجماعت کا حکم!

(۱) اہل ظواہر کے نزدیک صحت نماز کے لئے شرط ہے، و عور وایہ عن الامام احمد۔

(۲) امام احمدؒ کے نزدیک فرض عین ہے۔

(۳) امام شافعیؒ کے نزدیک فرض عین ہے اور ایک قول کے مطابق سنت ہے۔

(۴) امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک صحت مؤکدہ قریب من الواجب ہے۔

تطبیق بین المذاہب:

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اختلاف در حقیقت تعبیر کا اختلاف ہے، کمال کے اعتبار سے زیادہ فرق نہیں؛ کیونکہ روایات میں جماعت کی انتہائی تاکید اور جماعت چھوڑنے والوں کے لئے وعید آئی ہے مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھر جلانے کا ارادہ فرمایا، نیز ایک حدیث کے مطابق اذان سن کر نایینا شخص کو بھی مسجد میں آنے کا حکم دیا، اور دوسری طرف معمولی اعذار کی بناء پر ترک جماعت کی اجازت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ (اگلے باب میں آنے والی) حدیث ابن عمرؓ کے مطابق کھانے کی موجودگی (جب کھانا کھانے کا تقاضا بھی ہو) پہلے کھانا تناول کرنے کی اجازت دی، اسی طرح جب کبھی بارش ہوتی، ذرا آندھی چلتی تو فرماتے گھر میں نماز پڑھ لو۔

تو جن حضرات نے سخت تاکید والی حدیثوں کو دیکھا انہوں نے جماعت کو شرط یا فرض عین، و کفایہ قرار دیا اور جنہوں نے فقط سہولت والی حدیثوں کو دیکھا انہوں نے سنت کہد یا اور جنہوں نے دونوں قسم کی حدیثوں کا لحاظ کیا واجب یا سنت مؤکدہ کہد یا۔

تطبیق بین المذاہب: جماعت کی فضیلت سے متعلق احادیث مختلف ہیں۔ بعض میں جماعت کی نماز کو انفرادی نماز سے ۲۷ درجہ افضل بتایا گیا اور بعض میں ۲۵ درجہ اور بعض میں بیس سے اوپر درجے بتائے گئے۔ تطبیق اس طور پر ہے کہ ثواب کی اُمت و کثرت کا مدار نیت، خشوع و خضوع اور تعداد جماعت کے پر ہے۔

بَابُ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ لِغُذْرِ

عذر کی وجہ سے جماعت چھوڑنے کا بیان

۴۹۵..... عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَدْنُ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ثُمَّ قَالَ: أَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَدَّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتِ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ: أَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ٹھنڈی اور آندھی والی رات میں نماز کے لئے اذان دی، پھر فرمایا: خبردار! (اپنے) ٹھکانوں میں (یعنی نماز پڑھ لو، پھر فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ مؤذن کو اذان کا حکم دیتے جبکہ سردی اور بارش والی رات ہوتی، (اور) فرماتے: خبردار! (اپنے) ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۴۹۶..... وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا وَضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَأُوا بِالْعَشَاءِ وَلَا يُعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوَضِّعُ لَهُ الطَّعَامَ وَتَقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ، وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: نبی (ابن عمر) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے لئے رات کا کھانا لگایا جائے، اور نماز کھڑی ہو جائے تو رات کا کھانا شروع کر دو، اور جلدی نہ کرو یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ، اور ابن عمرؓ کے لئے کھانا لگایا جاتا حالانکہ نماز کھڑی ہو جاتی پس وہ اس (نماز) کے لئے نہیں آتے یہاں تک کہ (کھانے سے) فارغ ہو جاتے اور بے شک وہ امام کی قرات سن رہے ہوتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۴۹۷..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا صَلَاةَ بِخَضِرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھانے کی موجودگی کے ساتھ نماز نہیں ہوتی، اور نہ جب کہ بول و براز اسے پریشان کر رہے ہوں۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۶۹۸..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهَبَ إِلَى الْخَلَاءِ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے بیت الخلاء چلا جائے۔ (چاروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۶۹۹..... وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ سَمِعَ النَّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالدَّارِ قُطْنِيُّ وَالتَّحَاكِمِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سے اور (نماز کے لئے) نہ آئے تو اس کی نماز نہیں ہوتی مگر عذر کی وجہ سے۔ (ابن ماجہ، ابن حبان، دارقطنی اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

تشریح الکلمات:

”مدا المدة الأخشين“: (۱) اگر نماز سے پہلے سخت حاجت (بول و براز کی) ہو جائے تو پہلے اس سے فراغت حاصل کرے، اگر اسی برداشت کی حالت میں نماز پڑھ لی تو نماز مکروہ ہوگی۔
(۲) اگر دوران نماز حاجت ہوگئی تو سکون سے نماز پوری کر سکتا ہے تو ٹھیک ورنہ نماز توڑ کر پہلے حاجت سے فارغ ہو جائے، پھر نماز از سر نو پڑھ لے۔

بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

صفیں برابر کرنے کا بیان

۵۰۰..... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا؛ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: وَكَانَ أَحَدُنَا يَلْزِقُ مِنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نماز کھڑی کی گئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے چہرے کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور مل کر کھڑے ہو؛ اس لئے کہ بے شک میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اور ہم میں سے ہر ایک اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنے قدم کو اس کے قدم کے ساتھ ملاتا تھا)

۵۰۱..... وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ يَقُولُ: اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، لِيَلْبِسِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَخْلَامِ وَالنُّهْيُ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَأَتَيْتُمُ الْيَوْمَ أَشْهُ اخْتِلَافًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ انصاری نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ہمارے کندھوں کو چھوتے، فرماتے: سیدھے رہو، اور اختلاف نہ کرو، ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے (اور) چاہئے کہ تم میں ذی عقل اور سمجھدار میرے قریب کھڑے ہوں پھر جوان سے قریب ہوں پھر جوان سے قریب ہوں۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس تم آج اختلاف میں زیادہ سخت ہو۔ (مسلم)

۵۰..... وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: رَصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا بِالْأَعْنَاقِ؛ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ

يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصُّفِّ كَأَنَّهَا الْخَذْفُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ
 ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی
 صفوں کو ملاؤ اور انہیں قریب کرو، اور (صفوں کو) گردنوں سے برابر کرو، پس قسم ہے اس ذات کی
 جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بے شک میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ صفوں کے درمیان میں
 داخل ہو جاتا ہے گویا کہ وہ بھیڑ کا بچہ ہے۔ (ابوداؤد نے روایت کیا اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا)
 ۵۰۳..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اتَّبِعُوا
 الصُّفُوفَ وَحَافِظُوا تَتِينَ الْمَسَاجِبِ وَاسْلُوا الْخَلَلَ، لِيَتَوَّأ بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ وَلَا
 تَلْزَوْا فُرُجَاتِ الشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ.
 رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صفیں
 سیدھی کرو اور کندھوں کو برابر کرو، خالی جگہ پر نہ کرو، چاہئے کہ اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں زہم ہو جائے،
 اور شیطان کے لئے خالی جگہ مت چھوڑو، جو شخص صف سے ملا تو اللہ اسے ملائیں گے اور جس شخص
 نے صف کو کاٹا اللہ اس کو کاٹیں گے۔ (ابوداؤد نے نقل کیا اور ابن خزیمہ اور حاکم نے صحیح قرار دیا)
 مسئلۃ الباب: اقامت کے وقت کب کھڑا ہوا جائے؟

امام زہریؒ کے بیان کے مطابق صحابہ کرام اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہو کر
 صف بندی شروع کر دیتے تھے۔ [فتح الباری: ۲/۱۲۰] نبی کریم ﷺ بنفس نفیس صفوں کو سیدھا
 کر لیا کرتے تھے، آپ کے بعد حضرات خلفائے راشدین بھی عایت درجہ اتہام کے ساتھ صفوں کی
 درستگی کرتے تھے اور جب تک انہیں معلوم نہیں ہو جاتا کہ تمام صفیں سیدھی ہو چکی ہیں اس وقت
 تک تجبیر نہیں کہتے تھے۔ یہ سب جی ممکن ہے جب لوگ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہو کر
 صف بستہ ہو جایا کریں ورنہ جماعت کھڑی ہونے میں تاخیر ہوتی چلی جائے گی۔ اسی وجہ سے
 فقہاء کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اگر کوئی اقامت کے شروع میں نہ کھڑا ہو سکے تو وہ
 جی علی الصلاۃ وحی علی الفلاح پر ضرور کھڑا ہو جائے؛ کیونکہ اب اسے نیک کام کا حکم دیا جا رہا ہے

اگر وہ کھڑا نہیں ہوگا تو اس سے روگردانی لازم آئے گی۔ فقہاء کی عبارات کا یہ مطلب لینا کہ جی علی الصلاۃ سے پہلے نہیں کھڑا ہونا چاہئے یا اچھی طرح صف بندی کرنے کے لئے پہلے اقامت کے شروع سے کھڑا ہونے کو برا سمجھا جائے بالکل غلط اور دین میں اپنی رائے کو حاکم بنانا ہے کیونکہ اوپر باحوالہ یہ بات گذر چکی ہے کہ حضرات صحابہ کرام ابتدائے اقامت سے ہی کھڑے ہو جایا کرتے تھے تو یہ تو عین اتباع صحابہ ہے، نیز تسویۃ الصفوف سے متعلق وارد کیا کہ و اہتمام کے پیش نظر بھی یہ ضروری ہے کہ ابتداء اقامت میں کھڑے ہو جائیں بالخصوص ان فقہاء کے قول کے مطابق جو یہ کہتے ہیں کہ امام ”قد قامت الصلاۃ“ پر نماز شروع کر دے نہیں تو یہ سوچنے کی بات ہے کہ اگر مقتدی جی علی الفلاح پر کھڑے ہوں گے جس کے فوراً بعد جب کہ ابھی مقتدیوں کو سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا ہوگا کہ امام قد قامت الصلاۃ پر اللہ اکبر کہہ دے گا تو صحیح طرح صف بندی کرنے کے حکم سرکار پر کیسے عمل ہوگا؟ خاص کر اس سستی کے زمانے میں؟ پھر یہ دونوں باتیں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں؟ جبکہ جمہور بالخصوص احناف کے نزدیک تسویۃ الصفوف سنت موکدہ قریب من الواجب ہے اور جی علی الفلاح پر کھڑا ہونے کا مسئلہ محض استحبالی ہے!

قال فی البحر الرئق: ”(والقیام حين قيل: حي على الفلاح)؛

لانه امر فيستحب المسارعة اليه“ [۱/۳۰۴، ط: ایچ ایم سعید]

وفی حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار: ”(قوله: والقیام لامام

ومؤتم الخ) مسارعة لامتنال أمره، والظاهر أنه احتراز عن التأخير

لا التقديم حتی لو قام أول الإقامة لا بأس“.

[باب حفۃ الصلاۃ: ۱/۲۱۵، ط: بیلاق مصر]

وفی شرح الوقایۃ: ”ویقوم الامام والمؤتم عند حی

علی الصلاۃ ویشرع عند قد قامت الصلاۃ“ [۱/۱۵۵، ط: امدادیہ بلقان]

بہر حال احادیث سے اہتمام کے ساتھ صفیں سیدھی کرنے کا حکم صاف ظاہر ہے اور

فقہاء کے کلام کا ایسا مفہوم و مطلب لینا بہتر ہے جو نصوص قرآن و سنت کے عین موافق ہو۔

بَابُ إِتْمَامِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ

پہلی صف پوری کرنے کا بیان

۵۰۴..... عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگلی صف پوری کرو، پھر جو اس سے ٹلی ہوئی ہو، پس جو کچھ کی ہوا سے آخری صف میں ہونی چاہئے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

بَابُ مَوْقِفِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ

امام اور مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ کا بیان

۵۰۵..... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ جَدَّتَهُ مَلِيكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِبَطْعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: قُومُوا فَلَا صَلَی لَكُمْ، قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدْ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَالِيسٍ فَتَضَعْتُهِ بِالْمَاءِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَأَاهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا ابْنُ مَاجَةَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی دادی یا ثانی ملیکہ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کے لئے بلایا جو کہ انہوں نے آپ کے لئے تیار کیا تھا، پس آپ نے اس میں سے کھایا پھر فرمایا کہ اٹھو میں تمہیں نماز پڑھاؤں، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی چٹائی لانے کے لئے اٹھا جو کثرت استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی، میں نے اس کو پانی سے دھویا (پانی کے چھینٹے مارے)، پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور میں اور ایک یتیم نے آپ کے

پیچھے صف بنائی، بوزمی (اماں) نے ہمارے پیچھے (صف بنائی)، پس آپ نے ہمیں دو رکعت (نماز) پڑھائی پھر تشریف لے گئے۔ (ابن ماجہ کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۵۰۶..... وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقُمْتُ عَنْ بَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَذَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي مِنْ يَمِينِهِ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَامَ عَنْ بَسَارٍ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَ بِأَيْدِينَا جَمِيعًا فَلَدَعَنَا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھمایا یہاں تک کہ مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا، پھر جابر بن صخر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے، پس آپ نے ہم سب کے ہاتھوں کو پکڑا اور ہمیں پیچھے کیا یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ (مسلم)

۵۰۷..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مسعودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيْلِي مِنْكُمْ أَوَّلُ الْأَحْلَامِ وَالنَّهْيِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چاہئے کہ تم میں ذی عقل اور سمجھدار میرے قریب کھڑے ہوں پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ جو ان کے قریب ہوں اور اختلاف مت کرو، ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے اور بازاری آوازوں سے بچو۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۵۰۸..... وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَثَّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَأَطْلَقَ الْقِرْبَةَ فَتَوَضَّأُ ثُمَّ أَوَكَا الْقِرْبَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ كَمَا تَوَضَّأُ ثُمَّ جَنُثُ فَقُمْتُ عَنْ بَسَارِهِ فَأَخَذَنِي بِيَمِينِهِ فَأَذَارَنِي مِنْ وَرَائِهِ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رات اپنی خالہ ميمونہ رضی اللہ عنہا کے

ہاں گزاری، پس رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے، پانی کی مٹک کھول کر وضوء کیا پھر مٹک کو تسمہ سے باندھ دیا پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، پس میں (بھی) اٹھا اور وضوء کیا جیسا آپ نے وضوء کیا تھا پھر میں آکر آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پیچے سے گھمایا اور مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا، میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

بَابُ قِيَامِ الْإِمَامِ بَيْنَ الْإِثْنَيْنِ

امام کا دو آدمیوں کے درمیان کھڑے ہونے کا بیان

۵۰۹..... عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَصَلَّى مِنْ خَلْفِكُمْ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ رَكَعْنَا أَيْدِينَا عَلَى رُكْبِنَا فَضَرَبَ أَيْدِينَا ثُمَّ طَوَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جَعَلَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: علقمہ اور اسود سے روایت ہے کہ وہ دونوں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا ان لوگوں نے نماز پڑھ لی جو تمہارے پیچھے ہیں تو ان دونوں نے کہا کہ جی! تو وہ (عبداللہ رضی اللہ عنہ) ان دونوں کے درمیان میں کھڑے ہوئے ایک کو اپنے دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف رکھا، پھر ہم نے رکوع کیا، اور ہم نے اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا تو انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر مارا، پھر اپنے دونوں ہاتھ ملائے پھر ان کو اپنی رانوں کے درمیان رکھ دیا، جب نماز پڑھ لی تو کہا کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۵۱۰..... وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ كُنَّا أَطْلُنَا الْقُعُودَ عَلَى تَابِهِ فَخَرَجَتْ الْجَارِيَةُ فَاسْتَأْذَنَتْ لِهَئِمَّا فَأَذِنَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بَيْنِي وَبَيْنَهُ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبدالرحمن بن اسود نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ: علقمہ اور اسود نے حضرت

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے (ملاقات کے لئے) اجازت طلب کی، حالانکہ ہم کافی دیر سے ان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے، پس کنیز نگی اور اس نے ان دونوں کے لئے (اندر سے) اجازت طلب کی پس انہوں نے اجازت مرحمت فرمادی، پھر کھڑے ہوئے اور میرے اور اس (عالمہ) کے درمیان میں نماز پڑھی، پھر فرمایا کہ میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہو، اور اگر دو یا اس سے زیادہ ہوں تو امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہوں جیسا کہ گذشتہ باب کی حدیث میں بیان ہوا۔
تطبیق بینین لأحادیث: گذشتہ باب کی حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو یا اس سے زیادہ مقتدی ہوں وہ امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہوں لیکن باب کی حدیث ابن مسعود کے مطابق دو مقتدی بھی امام کے ساتھ ایک صف میں کھڑے ہوں گے تو احادیث میں تعارض لازم آ گیا۔
 اس کا حل یہ ہے کہ عموم کے درجہ میں دو مقتدیوں کا امام کے ساتھ کھڑا ہونا منسوخ ہو چکا یا حدیث ابن مسعود کو حالت عذر اور نگی پر محمول ہے جب جگہ تنگ ہو۔

بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

اس کا بیان جو امام بننے کا زیادہ حقدار ہے

۵۱۱..... عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَوْمَ الْقَوْمِ أَلْفَرَأَهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ هِجْرَةَ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِنِسَاءٍ، وَلَا يُوْثِقَنَّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يَقْعُدْ فِي نِسْبَةٍ عَلَى تَكْوِينِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ.
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو امامت وہ کرائے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کو (حسن انداز سے) پڑھتا ہو، اور اگر وہ قرأت میں

(سب) برابر ہیں تو وہ جوان میں سنت کو زیادہ جاننے والا ہے اور اگر وہ سنت میں (بھی) سب برابر ہیں تو جس نے ان میں سے پہلے ہجرت کی، اور اگر ہجرت میں وہ سب برابر ہیں تو جوان میں سے بڑی عمر کا ہو بلور آدمی کو اس کی سلطنت (اثر و سرخ اور عزت والی جگہ) میں امامت نہ کرائی جائے اور کوئی نہ بیٹھے اس کے گھر میں اس کے تکیہ کی جگہ پر مگر یہ کہ اس کی اجازت کے ساتھ۔ (مسلم بن)

۵۱۲..... وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا كُنَّا نَوَافِلًا نَفَاةً فَلْيُؤْمَرْهُمْ أَحَدُهُمْ، وَأَحْقُهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَاهُمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ تین ہوں تو چاہئے کہ ان میں سے ایک ان کو امامت کرائے اور امام بننے کا زیادہ حق اس کو ہے جو ان میں سب سے زیادہ قرأت (احسن انداز میں) پڑھتا ہو۔ (احمد، مسلم اور نسائی نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: اگر کسی مسجد میں امام متعین ہو یا کسی کے مکان میں جماعت ہو رہی ہے تو سب کا اتفاق ہے کہ وہ متعین امام یا گھر والا (بشرطیکہ امامت کا اہل ہو) امامت کرنے کا حقدار ہے، اور اگر مسجد میں کوئی متعین امام موجود نہ ہو اور حاضرین میں بہت آدمی امامت کے قابل موجود ہوں تو اس میں اختلاف ہے کہ کون زیادہ حقدار ہے؟

(۱) امام احمد، شافعی (راجح قول کے مطابق) اور ابویوسف کے نزدیک اقرأ (زیادہ اچھا قرآن پڑھنے والا) زیادہ حقدار ہے۔

(۲) جمہور علماء، امام ابوحنیفہ، مالک و محمد کے نزدیک اعلم بالسنۃ زیادہ حقدار ہے۔

امام احمد، شافعی و ابویوسف کی دلیل:

۱..... حدیث ابن مسعود "يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرَاهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ....." الخ

۲..... حدیث ابوسعید "أَحْقُهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَاهُمْ"۔

جمہور کی دلیل: نبی کریم ﷺ کا اپنے مرض وفات میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امام مقرر فرمانا حالانکہ اس وقت لوگوں میں ابی بن کعبؓ موجود تھے جن کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "أَقْرَاهُمْ أَبِي بَنِي كَعْبٍ" مگر صدیق اکبرؓ کا انتخاب اس لئے فرمایا کہ وہ اعلم و آفقد تھے۔

فریق اول کو جواب:

۱..... اُقرأ کی امامت کو ابتداء میں ترجیح دی گئی تھی تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید یاد کریں اور اس کو سیکھیں پھر جب مقصود حاصل ہو گیا تو اب ترجیح والی بات نہیں رہی لہذا امرض وقات میں آخری عمل کے طور پر اُعلم وافتہ کو آگے کیا۔

۲..... حدیث میں ”اُقرأ“ سے اُعلم ہی مراد ہے کیونکہ اس وقت اُقرأ سب سے زیادہ علم رکھتا تھا۔

بَابُ إِمَامَةِ النِّسَاءِ

عورتوں کی امامت کا بیان

۵۱۳..... عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: **إِنْ طَلِقُوا بَنَاتِي إِلَى الشَّهِيدَةِ فَتَزَوَّجُوا وَأَمْرٌ أَنْ يُؤْذَنَ لَهَا وَيَقَامَ وَتَوْمٌ أَعْلَلَهَا فِي الْفَرَاغِ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ، وَأَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْفَرَاغِ.**

ترجمہ: حضرت ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے کہ ہمیں شہیدہ (اللہ کی راہ میں شہید ہونے والی خاتون) کے پاس لے چلو تاکہ ہم اس سے ملاقات کریں اور آپ نے حکم دیا تھا کہ ان کے لئے اذان و اقامت بھی جائے اور وہ اپنے گھروالوں کو فراغ میں امامت کرائے۔ (حاکم نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے اور ابوداؤد نے (بھی) اس کی تخریج کی اور ”فی الفراغ“ کے الفاظ کا ذکر نہیں کیا)

۵۱۴..... وَعَنْ رِبْطَةَ الْحَخْفِيَّةِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَمَّتْهُنَّ وَقَامَتْ يَسْتَهْنُ فِي صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت رباط حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان (عورتوں) کی امامت کرائی اور فرض نماز میں ان کے درمیان میں کھڑی ہوئیں۔ (عبد الرزاق نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵۱۵.....وَعَنْ خُجَيْرَةَ بِنْتِ خُصَيْنٍ قَالَتْ: أَمْتُنَا أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ يَنْتَنًا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت خیرہ بنت حصینؓ نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عصر کی نماز میں امامت کرائی اور ہمارے درمیان میں کھڑی ہوئی۔ (عبد الرزاق نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلہ الباب: عورتوں کا اپنی علیحدہ جماعت کرنے کا حکم!

(۱) شافعیہ اور حنبلیہ (نی رولیت) کے نزدیک مستحب ہے۔

(۲) حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔

شافعیہ و حنبلیہ کی دلیل: باب کی تینوں حدیثیں جن کے مطابق بعض ازواج مطہرات تک نے اپنی الگ جماعت کی ہے۔

حنفیہ و مالکیہ کا استدلال: عورتوں کی علیحدہ جماعت میں کراہت یہ لازم آتی ہے کہ اگر ان کی امام آگے کھڑی ہو تو زیادتی کھنکھ مرآۃ لازم آئے گی اور اگر صرف کے بیچ میں کھڑی ہو تو امام کا آگے بڑھ کر کھڑا نہ ہونے کی کراہت لازم آئے گی۔

احادیث باب کی تاویل:

۱.....جماعت نساء والی حدیثیں منسوخ ہیں اور تاریخ وہ مشہور حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

”صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا يَوْمَ صَلَاتِهَا فِي مُخَدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا“۔ ظاہر بات ہے کہ مُخَدَع بہت مختصر جگہ ہوتی ہے اور جماعت کے لئے وسیع جگہ درکار ہے۔ [الدر المنثور ۳/۱۳۷]

۲.....اگر عورتیں گھر سے باہر نکل کر جماعت کریں تب تو مکروہ ہے اور اپنے گھر کے اندر جماعت جائز مگر خلافِ اولیٰ ہے۔

بَابُ إِمَامَةِ الْأَعْمَى

ناپیدا آدمی کا امامت کرانے کا بیان

۵۱۶..... عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ أَنَّ عُبَيْدَانَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَوْمَ قَوْمِهِ وَهُوَ أَعْمَى وَآلَهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلُمَةُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرٌ الْبَصَرِ، فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي يَتِيٍّ مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى، فَبَعَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أَصَلِّيَ فَأَشَارَ إِلَيَّ الْمَيْتَ فَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت محمد بن ربیع سے روایت ہے کہ حضرت عبیدان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو امامت کرانے تھے جبکہ وہ نابینا تھے اور یہ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ابے شک اندھیرا اور پانی ہوتا ہے اور میں ایک نابینا شخص ہوں تو اے اللہ کے رسول! آپ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیں جس کو میں جائے نماز مانوں، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: کہاں میرا نماز پڑھنا آپ کو پسند ہے؟ تو انہوں نے گھر میں ایک جگہ اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس (جگہ) میں نماز پڑھی۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۵۱۷..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ يَوْمَ النَّاسِ وَهُوَ أَعْمَى. رَوَاهُ أَبُو ذَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو (بعض فرائض میں مدینہ منورہ پر) اپنا نائب مقرر کیا کہ وہ لوگوں کو امامت کریں حالانکہ وہ نابینا تھے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۵۱۸..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ عَلَى الْمَدِينَةِ يَصَلِّي بِالنَّاسِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ

پر اپنا نائب بنایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (تنبیہی نے معرفہ میں روایت کیا اور سند حسن ہے)
مسئلۃ الباب: نائب اگر نجاست سے پرہیز کرتا ہو اور وضو طہارت کامل طریقہ سے کرتا ہو اور
نماز کے واجبات دو تک مسائل کا پورا پورا خیال رکھتا ہو تو اسی کی امامت بلاشبہ جائز ہے بلکہ امام
غزالی نے قولہ میں اُمّی کو افضل قرار دیا ہے اس لئے کہ نائب میں خشوع و خضوع زیادہ ہوتی ہے۔

بَابُ إِمَامَةِ الْعَبْدِ

غلام کا امامت کرانے کا بیان

۵۱۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ الْعُقْبَةَ
مَوْجِعًا بِقَبَاءِ قَبْلِ مُقَدِّمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُؤْمِنُهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حَذَافَةَ
وَكَانَ أَكْثَرُهُمْ قُرْآنًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے (مدینہ منورہ
ہجرت کر کے) آنے سے پہلے مہاجرین اولین ”عصبہ“ جو قباء میں ایک جگہ ہے، میں آئے تو ان کو
سالم جو حذیفہ کے مولیٰ (آزاد کردہ) تھے، امامت کراتے تھے اور وہ ان سب میں زیادہ قرآن
پڑھے ہوئے تھے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۵۲۰۔ وَعَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَأْتُونَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ بِأَعْلَى
الْوَادِي هُوَ وَعُثَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَالْمُسَوِّزُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَنَاسٌ كَثِيرٌ فَيُؤْمِنُهُمْ أَبُو عُمَيْرٍ
مَوْلَى عَائِشَةَ وَأَبُو عُمَيْرٍ غُلَامٌ جَدِيدٌ لَمْ يُعْتَقْ، قَالَ: وَكَانَ إِمَامَ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ
أَبِي بَكْرٍ وَغُرُورَةَ. رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَالتَّهَوِيُّ فِي مَعْرِفَةِ السُّنَنِ وَالْأَثَارِ
وَبُيُوتُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت
میں حاضر ہوتے، وہ اور عبید بن عسیر بن مسعود بن مخزومہ اور بہت سارے لوگ، تو ان کو ابو عمر مولیٰ
عائشہ (یعنی حضرت عائشہ کے آزاد کردہ) امامت کراتے تھے جبکہ ابو عمر اس وقت حضرت عائشہ

کے غلام تھے ابھی وہ آزاد نہیں ہوئے تھے۔ (ابن ابی ملیکہؒ نے) کہا: اور وہ (ابو عمرو) بنی محمد بن ابوبکر و عمروہ کے امام (بھی) تھے۔ (شافعیؒ نے اس کو اپنی سند میں اور بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

مسئلۃ الباب: غلام کے اندر بذات خود کوئی وجہ کراہت نہیں سوائے اس کے کہ اکثر آقا کی خدمت میں مشغول رہنے کی وجہ سے علم دین کو رارہتا ہے اور امام بننے کی صورت میں لوگوں کی بے رغبتی اور جماعت کے کم ہو جانے کا سبب ہوتا ہے اس لئے عام حالات میں آزاد کو ترجیح دی جائے گی مگر جہاں یہ دو وجہیں نہ پائی جائیں تو امسجد عبد بالکل درست ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَامَةِ الْجَالِسِ

بیٹھ کر امامت کرانے کا بیان

۵۲۱..... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَكَبِ قَوْمًا فَصَرَّحَ عَنْهُ فُجُحُشٌ شِقَّةُ الْأَيْمَنِ فَصَلَّى صَلَاةَ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ، فَعُودًا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے پر سوار ہوئے، تو آپ اس سے گر گئے، جس سے آپ کے دائیں پہلو پر زخم آ گیا، پھر آپ نے بیٹھے بیٹھے ہی کوئی ایک نماز پڑھائی تو ہم نے (بھی) آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ بے شک امام تو اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، پس جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم (بھی) کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اور جب وہ رکوع کرے تو تم (بھی) رکوع کرو، اور جب وہ اٹھے تو تم (بھی) اٹھو، اور جب وہ سمع اللہ لن حمہ کہے تو تم ”ربنا ولك الحمد“

کہو اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم (بھی) کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب (بھی) بیٹھ کر نماز پڑھو۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۲۲..... وَعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ خَلَاكَ فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیمار ہونے کی حالت میں نماز پڑھی تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ وہ بیٹھ جائیں، پھر جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ بے شک امام کو اس لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے، پس جب وہ رکوع کرے تو تم (بھی) رکوع کرو اور جب وہ اٹھے تو تم (بھی) اٹھو، اور جب وہ ”سبح اللہ لمن حمدہ“ کہے تو تم ”ربنا ولك الحمد“ کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم (بھی) بیٹھ کر نماز پڑھو۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۲۳..... وَعَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَلَا تَحْلِي ثِيَابِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بَلَى، فَقُلْتُ: النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ فَقُلْنَا: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ. قَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ: فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَلَذَبَ لِيَنُوءَ فَأَغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ فَقُلْنَا: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ. قَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأَغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ فَقُلْنَا: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأَغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ فَقُلْنَا: لَا، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ

يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ - وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا - : يَا عُمَرُ أَصَلَّ بِالنَّاسِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ اللَّيَالِيَ ثُمَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحْلَهُمَا الْعَبَاسُ لَصَلَاةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَلَمَّا رَأَى أَبُو بَكْرٍ فَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِأَنْ لَا يَتَأَخَّرَ قَالَ: أَجْلِسْ أَسْنِي إِلَى جَنْبِهِ فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ، قَالَ عُمَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ: أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: هَاتِ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيثَهَا فَمَا أَتَكَرَّمُهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أَسْمُتُ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ

ترجمہ: عید اللہ بن عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا کہ کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کی حالت بتائیں گی؟ فرمایا ہاں! (جب) نبی اکرم ﷺ کی بیماری بڑھ گئی تو آپ نے فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں اے اللہ کے رسول! اور وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے ٹب میں پانی رکھو، حضرت عائشہ نے کہا کہ ہم نے پانی رکھ دیا، آپ نے غسل کیا، پھر آپ نے بمشکل اٹھنا چاہا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی، پھر (جب) اتفاق ہو تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے ٹب میں پانی رکھو، آپ بیٹھے (اور غسل کیا)، پھر آپ نے بمشکل اٹھنا چاہا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی، پھر (جب) اتفاق ہو تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے ٹب میں پانی رکھو، آپ بیٹھے (اور غسل کیا)، پھر آپ نے بمشکل اٹھنا چاہا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی، پھر (جب) اتفاق ہو تو فرمایا کیا لوگوں نے

نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور لوگ مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کا آخری عشاء کی نماز کے لئے انتظار کر رہے تھے، پھر نبی کریم ﷺ نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تو ان (ابوبکر) کے پاس قاصد نے آکر کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا اور وہ خرم دل آدمی تھے کہ اے عمر! لوگوں کو نماز پڑھاؤ، تو عمر نے ان سے کہا کہ آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں تو ان دنوں ابوبکر نے نماز پڑھائی، پھر (جب) نبی اکرم ﷺ نے اپنے طبیعت میں ہلکا پن محسوس کیا تو آپ دو آدمیوں کے درمیان (سہاوا لے کر) ظہر کی نماز کے لئے نکلے، ان میں سے ایک عباس (رضی اللہ عنہ) تھے، جبکہ ابوبکر کو نماز پڑھا رہے تھے، پس جب ابوبکر نے آپ ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہوتا چاہا (لیکن) نبی کریم ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹیں (اور) فرمایا کہ ”تم دونوں مجھے اس کے پہلو میں بیٹھاؤ“ تو انہوں نے آپ کو ابوبکر کے پہلو میں بیٹھا دیا (راوی نے) کہا کہ تو ابوبکر کھڑے کھڑے ہی نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے اور لوگ ابوبکر کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے جبکہ نبی اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔

عبید اللہ نے کہا کہ میں عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا کیا میں آپ کو وہ حدیث پیش کروں جو رسول اللہ ﷺ کی مرض کی حالت حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کی؟ کہا: ہاں (پیش کرو) تو میں نے ان پر ان (حضرت عائشہؓ) کی حدیث پیش کی تو انہوں نے اس میں سے کسی بات کا (بھی) انکار نہیں کیا سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ کیا انہوں نے اس آدمی کا نام بتایا جو عباسؓ کے ساتھ تھے؟ میں نے کہا نہیں، تو فرمایا: وہ علی (رضی اللہ عنہ) تھے۔ (شخصین نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب: امام بیضاہو تو مقتدی کیا کرے؟

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک بیٹھ کر نماز پڑھنا ہی صحیح نہیں اگر کوئی قاسماً نماز پڑھانے والا نہ ملے تو غیر معذور اپنی اپنی نماز پڑھ لیں۔

(۲) امام احمدؒ کے نزدیک امام اگر ابتداء ہی سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ جائے اور

اگر اثنائے نماز امام بیٹھ جائے تو مقتدی پر بیٹھنا لازم نہیں۔

(۳) جمہور کے نزدیک امام اگر بحالیٰ عذر بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر پڑھے۔

امام مالکؒ کی دلیل: حدیث ”لَا يُؤْمَنُ أَحَدٌ بَعْدِي جَالِسًا“۔ [دار قطنی]

امام احمدؒ کی دلیل: حدیث انسؓ وعائشہؓ ”وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا“۔

جمہور کی دلیل: مرض الوقت کا واقعہ جس میں آنحضرت ﷺ نے بیٹھ کر اور لوگوں نے آپ کی اقتداء میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ ”فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ“ اس واقعہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں: (۱) قائم کا قاعد کی اقتداء کرنا صحیح ہے لاکہذا ہم الامام مالکؒ (۲) مقتدی بلا عذر نہیں بیٹھیں گے۔

امام مالکؒ کی دلیل کا جواب:

۱..... مرض الوقت کا واقعہ آخری زمانہ کا ہے اس لئے وہ حجت ہوگا۔

۲..... دار قطنی والی حدیث کی سند میں جاہر بھی ہے جس کو کذاب اور ضاع کہا گیا ہے۔

امام احمدؒ کی دلیل کا جواب: ”وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا“ والا واقعہ ۵۷۵ھ کا ہے لہذا مرض الوقت کا واقعہ اس کے لئے ناخ ہوگا۔

بَابُ صَلَاةِ الْمُفْتَرِضِ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ

فرض پڑھنے والے کی نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز کا بیان

۵۷۴..... عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ، وَزَادَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالشَّافِعِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْذَّارِقُطْنِيُّ وَالنَّسَائِيُّ فِي رِوَايَةٍ: هِيَ لَهُ تَطَوُّعٌ وَلَهُمْ فَرِيضَةٌ. وَلَمْ يَلِدْ الزِّيَادَةَ كَلَامًا.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے، پھر (جب) اپنی قوم کی طرف لوٹے تو یہ نماز

ان کو (بھی) پڑھاتے تھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا اور عبد الرزاق، شافعی، طحاوی، دارقطنی اور بیہقی کی ایک روایت میں یہ زیادتی ہے کہ ”وہ (عشاء) ان کے نفل ہوتی اور ان (قوم والوں) کے لئے فرض“ اور اس زیادتی میں کلام ہے)

مسئلۃ الباب: فرض پڑھنے والے کا نفل پڑھنے والے کی اقتداء کرنا!

(۱) امام شافعی و اہل عواہر کے نزدیک ”صلاة المفترض خلف المعتفل“ جائز ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہ، مالک و احمد (مشہور قول کے مطابق) کے نزدیک یہ جائز نہیں۔

امام شافعی و اہل عواہر کی دلیل: حدیث معاذ جس کے آخر میں ”ہی لہ، تطوع ولہم فربضہ“ یعنی اس بات کا اضافہ بھی ہے کہ حضرت معاذ نفل پڑھتے تھے اور ان کی قوم ان کے پیچھے فرض پڑھتی تھی۔

جمہور کی طرف سے جواب:

۱..... ”ہی لہ تطوع“ راوی کا اپنا گمان ہے لہذا ممکن ہے کہ حضرت معاذ آپ ﷺ کے پیچھے

نفل پڑھتے ہوں اور اپنی قوم کو فرض ہی پڑھاتے ہو، اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال“

۲..... بالفرض یہ کلام حضرت معاذ ہی کا ہو تو یہ ابتدا میں آپ کی رائے تھی کہ شاید ایسا کرنے سے

نماز ہو جاتی ہوگی مگر آنحضرت ﷺ نے ان کے اس خیال کی تردید فرمائی اور حکم دیا ”یا معاذ اما

ان تصلی معی واما ان تعطف عن قومک“ یعنی یا تو میرے ساتھ نماز پڑھو یا دوسری

صورت یہ ہے کہ اپنی قوم کو نماز پڑھاؤ، لیکن خفیہ اور مختصر، اس حدیث میں گویا آپ نے ان

کو دونوں جگہ نماز پڑھنے سے منع فرمادیا۔ فکیف الاستدلال؟ [الدر المنثور، باختصار]

بَابُ صَلَاةِ الْمُتَوَضَّعِ خَلْفَ الْمُتَيَّمِّ

با وضو شخص کی تیمم والے کے پیچھے نماز کا بیان

۵۲۵..... عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اخْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِي

غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ أَنْ أُغْتَسِلَ فَأَهْلَكَ فَيَتَيَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي

الصُّبْحَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا عَمْرُو! صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟ فَأَخْبَرْتَهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الْإِغْتِسَالِ وَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. رَوَاهُ أَبُو ذَاوُدَ وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيلًا وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ.

ترجمہ: حضرت عمرو بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے غزوہ ذات السلاسل میں ایک شخص تک والی رات میں احلام ہو گیا، پس مجھے ڈر لگا کہ اگر میں غسل کروں گا تو ہلاک ہو جاؤں گا، پس میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو ان لوگوں نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اے عمرو! تو نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی جبکہ تو نجس تھا؟ پس میں نے آپ کو اس چیز کی خبر دی جس نے مجھے غسل کرنے سے روکا تھا اور میں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کرای سنا ہے ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (یعنی اور تم اپنے آپ کو مت مارو الوہے شک اللہ تم پر مہربان ہے) اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ (بھی) نہیں کہا۔ (ابوداؤد نے روایت کیا اور بخاری نے بھی تخطیاً اور دوسروں نے بھی اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا) مسئلہ الباب: با وضو شخص تیمم والے کی اقتداء کر سکتا ہے یا نہیں؟! باتفاق ائمہ اربعہ اقتداء کر سکتا ہے۔

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى كَرَاهَةِ تَكَرُّارِ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ
وہ روایت جس سے ایک ہی مسجد میں دو بارہ جماعت کے مکروہ ہونے پر استدلال کیا گیا ہے

۵۲۶..... عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ نَوَاحِي الْمَدِينَةِ يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا فَمَالَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ، فَصَلَّى بِهِمْ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَجَالُهُ نَفَاقٌ.

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے مضافات سے

تشریف آپ (جماعت کے ساتھ) نماز پڑھنا چاہتے تھے تو آپ نے لوگوں کو پایا کہ انہوں نے نماز پڑھ لی ہے تو آپ اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنے گھر والوں کو جمع کر کے ان کو نماز پڑھائی۔ (طبرانی نے اس کو کبیر اور اوسط میں روایت کیا اور بیہقی نے کہا کہ اس کے روات ثقہ ہیں)

مسئلۃ الباب: اگلے باب کے تحت ملاحظہ کیجئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ تَكْرَارِ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ

وہ روایات ایک ہی مسجد میں دوبارہ جماعت کرنے کے جواز کے بارے میں آئی ہیں

۵۲۷..... عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ يَتَصَدَّقُ عَلَيَّ ذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ؟ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلَّى مَعَهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَةُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھا چکے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون اس پر صدقہ کرے گا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھ لے؟ تو لوگوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ (احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور حاکم نے روایت کر کے کہا کہ یہ مسلم کی شرط کے مطابق ہے)

۵۲۸..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ وَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ يُصَلِّيُ وَخَذَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ يَتَجَرَّعُ عَلَيَّ هَذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ؟ أَخْرَجَهُ الدَّارِ قُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا جبکہ نبی اکرم ﷺ نماز ادا فرما چکے تھے، وہ کھڑا ہو کر اکیلے نماز پڑھنے لگا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون اس پر تجارت کرتا ہے

کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے۔ (دلطفی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ البائین: جماعتِ ثانیہ کا حکم!

اگر کسی مسجد میں امام متعین نہ ہو یا راستہ کی مسجد ہو تو اس میں تکرارِ جماعت جائز ہے، اسی طرح مسجدِ سوق میں بھی تکرارِ جماعت جائز ہے، اسی طرح اگر محلہ کی مسجد جس کا امام و مؤذن معین ہیں مگر وہاں غیر محلہ والوں نے جماعت سے نماز پڑھ لی تو محلہ والوں کے لئے جماعتِ ثانیہ جائز ہے، البتہ اگر محلہ کی مسجد ہے جس میں امام و مؤذن متعین ہیں اور محلہ والوں نے ایک دفعہ جماعت کر لی تو دوسروں کے لئے جماعتِ ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے:

(۱) امام احمد و اہل ثنویہ کے نزدیک مطلقاً جماعتِ ثانیہ جائز ہے۔

(۲) امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ بیعتِ اولیٰ اور محراب سے ہٹ کر جائز ہے۔

(۳) امام ابو حنیفہؒ، مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک صورت مذکورہ میں جماعتِ ثانیہ جائز نہیں، بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔

محققین کی دلیل: باب کی دونوں حدیثیں جو حضرت ابوسعیدؓ و انسؓ سے مروی ہیں جن کے مطابق آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کی جماعت چھوٹ جانے پر مسجد میں دوسرے آدمی کو اس کے ساتھ کر کے ان سے دوسری جماعت کروائی۔

جمہوریہ یعنی مانعین کی دلیل:

۱..... گزشتہ باب کی حدیث ابو بکرؓ ”فَمَا لِي إِلَى مَنْزِلِهِ لَفَجَمَعَ أَهْلَهُ، فَصَلَّى بِهِمْ“ یعنی آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ مسجد میں جماعت ہو چکنے کے باعث گھر تشریف لے جا کر اہل خانہ کو جمع کر کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔ اگر مسجد میں جماعتِ ثانیہ بلا کراہت جائز ہوتی تو آپ ﷺ مسجد نبوی کی دس ہزار دینی ثواب رکھنے والی نماز کو چھوڑ کر ہرگز دولتِ کدہ میں تشریف نہ لے جاتے۔

۲..... صلاة الخوف اس کی نظیر ہے، وہاں اتنی زیادہ گڑبگڑ، خوف و بے چینی کے باوجود دو جماعتیں شروع نہیں کی گئیں، معلوم ہوا کہ کچھ ضرور لازم آتا ہے۔

۳..... تکرار جماعت کی صورت میں مسجد میں جماعت کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے جو کہ آپس میں اجتماعیت، اتفاق و یک جہتی کا مظاہرہ ہے۔ جماعت ثانیہ کی وجہ سے تحلیل جماعت بھی لازم آئے گی۔

مخبرین کی دلیل کا جواب: پہلی حدیث میں دوبارہ نماز کے لئے اٹھنے والے شخص حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ تھے تو ان کی نماز نفل تھی اور دوسرے صاحب کی فرض، اس طرح جماعت بالاتفاق جائز ہے۔ خرابی والی صورت یہ ہے کہ دونوں فرض پڑھ رہے ہوں۔ اور دوسری حدیث میں ایک روایت کے مطابق مسجد نبیؐ شلبہ کا واقعہ ہے جو راستہ کی مسجد تھی۔

بَابُ صَلَاةِ الْمُتَفَرِّدِ خَلْفَ الصَّفِّ

صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونے والے کی نماز

۵۲۹..... عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَتَيْمَمٌ لِي تَحْتَنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمِّي أُمُّ سَلَمَةَ خَلْفَنَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اور ایک تیمم نے اپنے گھر میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور میری ام سلمہ ہمارے پیچھے تھی۔ (تیمم نے روایت کیا)

۵۳۰..... وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاقِعٌ فَرَجَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: زَادَكَ جِرْمًا وَلَا تُعَذِّ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ آپ رکوع میں تھے تو انہوں نے صف میں ملنے سے پہلے رکوع کر لیا تو اس کا نبی کریم ﷺ سے تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ (نماز کے بارے میں) تیری حرص اور زیادہ کرے، اور پھر ایسا نہ کرنا۔

۵۳۱..... وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبُدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَخَذَهُ، فَأَمَرَ أَنْ يُعَذِّبَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الْخَمِيسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَحَسَنَةَ التِّرْمِذِيَّ وَصَحِيحَةَ ابْنِ جِبَانَ.

ترجمہ: حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھ رہا ہے تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ نماز کو لوٹ لے۔ (نسائی کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن جبکہ ابن جبار نے صحیح قرار دیا) ۵۳۲..... وَعَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّيَ خَلْفَ الصَّفِّ فَوَقَفَ حَتَّى انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ: اِسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ فَلَا صَلَاةَ لِمَنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ہلال بن خیثان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھ رہا تھا، آپ خیر گئے یہاں تک کہ آدمی (نماز سے) اٹھ کر ہو گیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنی نماز دوبارہ پڑھ؛ اس لئے کہ صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونے والے کی نماز نہیں ہوتی۔ (احمد اور ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے) مسئلۃ الباب: صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے کا حکم! (۱) امام احمد کے نزدیک نماز نہیں ہوتی۔

(۲) امام ابو حنیفہ، مالک وشافعی کے نزدیک نماز درست ہے البتہ کراہت کے ساتھ۔ امام احمد کی دلیل:

۱..... حدیث وابصہ بن معبد: "قَامَرَ أَنْ يُعِيذَ الصَّلَاةَ"۔

۲..... حدیث ہلال بن خیثان: "اِسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ فَلَا صَلَاةَ لِمَنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ"۔ دونوں حدیثوں کے مطابق آنحضرت ﷺ نے خلف الصف اکیلے نماز پڑھنے والے کو اعادہ کا حکم دیا۔ جمہور کی دلیل:

۱..... حدیث انس جس کے مطابق ان کی والدہ آنحضرت ﷺ کے پیچھے صف میں اکیلی کھڑی تھی۔ ۲..... حدیث ابو بکرہ کہ آپ ﷺ نے انہیں خلف الصف اکیلے نماز پڑھنے کی وجہ سے اعادہ صلاۃ کا حکم نہیں بلکہ کراہت سے بچنے کے لئے آئندہ ایسا نہ کرنے کو کہا۔

امام احمدی دلیل کا جواب:

- ۱..... آپ کی متدل دونوں حدیثوں کی سند مجروح ہے۔
- ۲..... محتارض حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ اعادہ کا حکم استحباباً ہو نہ کہ فساد کی بناء پر۔

أَبْوَابٌ مَّا لَا يَجُوزُ فِي الصَّلَاةِ وَمَا يُبَاحُ فِيهَا

ان افعال کا بیان جو نماز میں ناجائز ہیں اور جو نماز میں جائز ہیں

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَسْوِيَةِ التَّرَابِ وَمَسْحِ الْخَصْيِ فِي الصَّلَاةِ

مٹی، ہموار کرنے اور کنکر چھونے کی ممانعت کا بیان

۵۳۳..... عَنْ مُعْتَقِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَسْوِي التَّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ، قَالَ: إِنْ كُنْتَ فَأَعْلًا فَوَاحِدَةً. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت معتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے آدمی کے بارے میں فرمایا جو کہ جب سجدہ کرتا ہے تو مٹی ہموار کرتا ہے، کہ اگر تم (ایسا) کرنا چاہو تو (بس) ایک مرتبہ (ہموار کرو)۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۵۳۴..... وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحُ الْخَصَا؛ فَإِنَّ الرُّحْمَةَ تَوَاجَهُ. رَوَاهُ الْإِسْنَادُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو کنگریاں نہ چھو دے، اس لئے کہ رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ (چاروں نے اس کو روایت کیا اور اس سند حسن ہے)

۵۳۵..... وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ مَسْحِ الْخَصَا فَقَالَ: وَكَأَنَّ فُصَيْكَ عَنْهَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلَّهَا

مُسَوِّدُ الْحَدِيثِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.
ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے (نماز میں) کنگریاں چھونے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ (اجازت ہے) پہلو اس سے (بھی) لڑک جانا تمہارے لئے سوائے انہوں سے بہتر ہے جو ساری کالی آنکھوں والی ہوں۔
(ابو بکر ابن ابی شیبہ نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّخْصُّرِ

پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت

۵۳۶..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُتَخَصِّرًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی پہلو پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

تشریح الکلمات: ممنوع اختصار فی الصلاة کی تین تفسیریں!

(۱) کمر میں ہاتھ رکھنا، اس میں ایلیس لہن اور یہود کی مشابہت ہے، نیز نماز میں عاجزی ہونی چاہئے جبکہ اس طرح کھڑا ہونا متکبروں کی نشانی ہے۔

(۲) بلا عذر لامبی پر ٹیک لگا کر کھڑا ہونا۔

(۳) رکوع و سجود میں اختصار کرنا اور اطمینان کے بغیر نماز پڑھنا۔

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْإِلْفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی ممانعت

۵۳۷..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِلْفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر توجہ کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ جھپٹ مارنا ہے، شیطان بندہ کی نماز سے جھپٹ مار لیتا ہے۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۵۳۸..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِيَّاكَ وَالْإِلْفَاتِ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ الْإِلْفَاتِ فِي الصَّلَاةِ هُلُكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَبِئْسَ التَّطَوُّعُ لَا فِي الْفَرِيضَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچ: اس لئے کہ نماز میں ادھر ادھر توجہ کرنا ہلاکت (دو تباہی) ہے، پس اگر ضرورت ہو تو نفل میں (مجبائش ہے) فرض میں نہیں۔ (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا)

۵۳۹..... وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ، خَلْفَ ظَهْرِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نماز میں دائیں بائیں دیکھتے تھے اور اپنی پشت کے پیچھے (کی طرف) گردن نہیں موڑتے تھے۔ (ترمذی نے اس کو روایت کرنے کے بعد صحیح کہا)

تشریح الکلمات:

”ہو اختلاس یختلسہ الشیطان“: یعنی جو شخص نماز میں کسی دوسری چیز کی طرف التفات کرتا ہے تو گویا یوں سمجھو کہ شیطان نے اس شخص کی نماز کا خشوع چھین لیا۔

نماز میں التفات کی تین صورتیں ہیں: (۱) چہرہ پھیرا جائے فقط، یہ مکروہ ہے۔

(۲) سینہ پھیر لے، یہ مفید للصلاۃ ہے استقبال قبلہ فوت ہو جانے کی وجہ سے۔

(۳) گوشہ چشم یعنی کن اکھبوں سے دیکھنا، یہ صرف خلافِ ادائی ہے منافی خشوع ہونے کی وجہ

سے البتہ عند الضرورة مباح ہے حضور اکرم ﷺ کا التفات اسی قسم کا ہوتا تھا۔

بَابُ فِي قَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ

دو کالی چیزوں کو نماز میں مار ڈالنا

۵۴۰..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْعَمِيَّةَ وَالْعَقْرَبَ. رَوَاهُ الْخَمِيسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں دو کالی چیزوں یعنی سانپ اور بچھو کو مار ڈالو۔ (پانچوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے صحیح قرار دیا)

مسئلۃ الباب: اسودین یعنی سانپ اور بچھو ایسے ہی اور کوئی جانور نماز میں اس کو ضربہ واحد یا ضربتین سے مارنا جائز ہے، نہ مفسد صلاۃ ہے اور نہ مکروہ۔ البتہ عمل کثیر نہیں ہونا چاہئے ورنہ عمل کثیر کی صورت میں خفیہ و شافیہ کے یہاں نماز قاسد ہو جائے گی البتہ اس عمل کا گناہ نہیں ہوگا۔ ایک مرجع جبکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے ایک بچھو نے آپ کے ڈنک مارا تو آپ ﷺ نے اس کو اپنے پاؤں سے کھل دیا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: لعن الله العقرب لانهن نيا ولا غيره۔ (حدیث میں عمل قلیل کی ایک صورت واضح ہے)۔ [الدر المنصور]

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّدْلِ

کپڑا لٹکانے کی ممانعت

۵۴۱..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَّ يُغَطَّى الرَّجُلُ فَاهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں کپڑا لٹکانے سے اور اس بات سے کہ آدمی اپنا منہ ڈھانپ لے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد اور ابن حبان نے اس

کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

تشریح المسکات: سدل فی الصلاۃ کی دو تفسیریں!

(۱) چادر کو اس طرح اوڑھنا کہ دونوں ہاتھ بھی اس کے اندر بندھ جائیں، اس کو اشتمال اليهود بھی کہا گیا ہے۔ (۲) چادر یا رومال کے وسط کو سر یا کانٹھوں پر ڈال لیا جائے اور پھر اس کو ویسے ہی چھوڑ دے بغیر قسم طرفین کے (یعنی اس کو لپیٹے نہیں)۔

سدل کا حکم: نماز کے اندر سدل جمہور کے نزدیک مکروہ ہے، البتہ امام مالک اس کی کراہت کے قائل نہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

”کن یصلی الرجل لاه“: نماز کی حالت میں تھپیٹم مکروہ ہے یعنی منہ پڑھا تا یا نہ صلاں حدیث کی بناء پر اس لئے کہ وہ قرأت اور اذکار سے مانع ہے نیز اس میں عجب بالکس ہے [الدر المنثور]

بَابُ مَنْ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوضٌ

گو نہ مے ہوئے سر کے بالوں کے ساتھ نماز پڑھنے والا

۵۴۲..... عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أُسْجِدَ عَلَى سَبْعَةِ أَكْطَمٍ وَلَا أَكُفَّ خَفَرًا وَلَا قَوْفًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (نماز میں) سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور بال اور کپڑے نہ میٹوں۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۴۳..... وَعَنْ كُرَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوضٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَامَ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَيَّ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: مَا لَكَ وَلِرَأْسِي؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: کرب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث

رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اس حال میں کہ ان کے سر کے بال پیچھے بندھے ہوئے تھے تو وہ کھڑے ہو کر اس کو کھولنے لگے جب وہ (نماز سے) فارغ ہوئے تو ابن عباسؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ میرے بالوں کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟ تو (ابن عباسؓ نے) کہا کہ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو نماز پڑھتا ہے اس حال میں کہ اس کی ٹھکیں بندھی ہوئی ہے۔ (مسلم نے روایت کیا)

مسئلۃ الباب: عقص کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے بالوں کو بجائے اپنی حالت پر لٹکانے کے سر کے پیچھے ان جوڑا باندھ لے جس طرح عورتیں باندھ لیا کرتی ہیں۔ یہ جمہور علماء و ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک کراہت اس صورت میں ہے جبکہ عقص نماز سے پہلے نمازی کی نیت سے کرے اور اگر پہلے سے وجہ کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن یہ کراہت بلا تعلق مردوں کے حق میں ہے، عورتوں کے حق میں نہیں۔

بَابُ التَّسْبِيحِ وَالتَّصْفِيْقِ

تسبیح کہنا اور تالی بجانا

۵۴۴..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَآخَرُونَ فِي الصَّلَاةِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تسبیح مردوں کے لئے اور تالی بجانا عورتوں کے لئے ہیں۔ (جماعت نے روایت کیا اور مسلم نے "نماز میں" کا اضافہ کیا ہے)

۵۴۵..... وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبَّ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتْ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَدِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: أَتُصَلِّي بِالنَّاسِ فَأُجِيزُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَعَلَّى أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ، فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ

أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ لَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَمُكْتُ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَا أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تَتَّبِعْتَ إِذَا أَمَرْتُكَ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِأَنْبِيٍّ فُحَالَةً أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: سَأَلَنِي رَأْيُكُمْ أَكْثَرُكُمْ التَّصْفِيقُ؟ مَنْ نَابَهُ خِشْيَةٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْبَحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ التَّفَّتْ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت اہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (قبیل) بنی عمرو بن عوف کی طرف تشریف لے گئے تاکہ ان درمیان صلح کریں، پس نماز کا وقت ہو گیا تو مؤذن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھادیں گے تاکہ میں اقامت کہوں؟ کہا ہاں تو ابوبکر نے نماز پڑھائی پس آپ ﷺ تشریف لے آئے جبکہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے، آپ راستہ بتاتے ہوئے پہلی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے، لوگ تالی بجانے لگے اور ابوبکر نماز میں (خشوع کی وجہ سے) ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے، جب لوگوں نے زیادہ تالی بجائی تو ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو، ابوبکر نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اللہ بزرگ و برتر کی تعریف کی اس بات پر جس کا رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا، پھر ابوبکر پیچھے ہوئے یہاں تک کہ صف میں برابر ہو گئے اور نبی کریم ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی، پھر (جب) آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوبکر! تجھے کس چیز نے ٹھہرے رہنے سے روکا جبکہ میں تجھے حکم دے چکا تھا، ابوبکر نے کہا: ابن ابی قحافہ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے (کھڑے) ہو کر نماز پڑھائے، رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں سے) غرمایا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں نے تم کو دیکھا کہ تم نے بہت زیادہ تالیاں بجائی، جسے نماز میں کوئی بات پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے، اس لئے کہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو وہ (امام) اس کی طرف توجہ دے گا اور بے شک تالی بجانا تو عورتوں کے لئے ہے۔ (شیخین نے روایت کیا)

تشریح الکلمات:

”التصفيق والتصفیح“: نماز میں تالی بجانے کے دو طریقے ہیں:

- (۱) دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی پھٹی پر مارا جائے۔
 - (۲) ایک ہاتھ کی پھٹی کی پشت کو دوسرے ہاتھ کی پھٹی کے اندرون پر مارا جائے۔
- مذموم تصفیق: یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی پھٹی کے اندرون جیسے کہ دوسرے ہاتھ کی پھٹی کے اندرون جیسے پر مارا جائے جس کی وجہ سے آواز زور سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ یہو ولب کے قیل سے ہے اور پہلی تصفیق صحیحہ کے لئے ہے۔

مسئلۃ الباب: نماز میں کوئی بات پیش آئے تو مقتدی کیا کرے؟

- (۱) جمہور کے نزدیک اگر امام کو نماز میں کوئی سبب پیش آئے تو اگر اس کے پیچھے مرد ہے تو وہ سبحان اللہ کے ذریعے امام کو متوجہ کرے اور اگر مقتدی عورت ہے تو وہ تالی بجائے۔
 - (۲) امام مالک فرماتے ہیں کہ لقمہ دیئے والا مرد ہو یا عورت دونوں تسبیح کہیں گے۔
- جمہور کی دلیل: حدیث ”التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ“۔
- امام مالک کی تاویل: حدیث کا مطلب وہ نہیں جو جمہور لیتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز سے باہر تسبیح مردانہ فعل ہے اور تصفیق زنانہ فعل ہے۔

جواب: باب کی دوسری حدیث ”مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْبَحْ؛ فَإِنَّهُ إِذَا مَسَّحَ التُّفَيْتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ“ سے جمہور کے لئے ہوئے مطلب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس میں مراۃ نماز کے اندر مردوں کو تسبیح اور عورتوں کو تصفیق (تالی بجانا) کا حکم ہے [الدر المنثور]

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بات چیت کی ممانعت

۵۶۶..... عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ، يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ إِلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى نَزَلَتْ ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ فَأَمَرْنَا

بِالسُّكُوتِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا ابْنَ مَاجَةَ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ: وَنَهَيْنَا عَنْ
الْكَلَامِ.

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نماز میں باتیں کرتے تھے، آدمی اپنے ساتھ
والے سے باتیں کرتا جبکہ وہ نماز میں اس کے پہلو میں ہوتا، یہاں تک کہ (آیت) نازل ہوئی:
﴿وَقَوْمُوا لِلَّهِ فَلْيَنْصِتُوا﴾ (کھڑے ہو اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ) پھر ہمیں خاموش رہنے
کا حکم دیا گیا۔ (ابن ماجہ کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا اور مسلم والیوداد میں اتنا اور اضافہ
ہے "اور ہمیں باتیں کرنے سے منع کر دیا گیا")

۵۷۸..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَجَسِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ
فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدِّ عَلَيْنَا
فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَقَالَ: إِنَّ فِي
الصَّلَاةِ خُفْلًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے تھے جبکہ آپ
نماز میں ہوتے اور آپ ہمیں جواب دیتے تھے، پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے تو ہم
نے آپ کو سلام کیا پس آپ نے ہمیں جواب نہیں دیا، ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! (پہلے) ہم
آپ کو نماز میں سلام کرتے تھے تو آپ ہمیں جواب دیتے تھے، آپ نے فرمایا کہ بے شک نماز میں
مصرفیت ہے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۷۸..... وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ نَأْتِيَ
أَرْضَ حَبَشَةَ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدِّ عَلَيَّ
فَأَخَذَنِي مَا قَرُبَ وَمَا بَعُدَ، فَجَلَسْتُ حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ،
فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَقَدْ سَلَّمْتُ عَلَيْكَ وَأَنْتَ تَصَلِّي فَلَمْ تَرُدِّ عَلَيَّ السَّلَامَ؟
فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ يُحَدِّثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنْ مِمَّا أُحَدِّثُ لَا تَكَلَّمُوا فِي
الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (ابن مسعودؓ) نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کو نماز میں سلام کرتے تھے ملک حبشہ جانے سے پہلے تو آپ ہمیں جواب دیا کرتے تھے پھر جب ہم واپس آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے مجھے جواب نہیں دیا، پس مجھے نزدیک اور دور کی باتوں نے آگبراء میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کر لی، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو سلام کیا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا، آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ اپنے حکموں میں سے جو چاہے نئے احکام دیتے ہیں اور بے شک ان نئے احکام میں سے یہ ہے کہ نماز میں بات مت کرو۔ (حمیدی نے اپنی سند میں اور ابوداؤد و نسائی نے اس کو روایت کیا)

۵۷۹..... وَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ غَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ: وَالْكَلْ أَمْنَاهُ، مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَعْيَانِهِمْ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يَضْرِبُونَنِي لِكُنِّي سَكَتٌ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِيَامِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ، وَلَا بَعْدَهُ، أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنِّي، فَوَاللَّهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي، قَالَ: إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا خِسْفٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي حَدِيثٌ عَهْدٌ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنْ مِنَّا رَجُلَانِ يَأْتُونَ الْكُفَّانَ، قَالَ: فَلَا تَأْتِيهِمْ قَالَ: وَمِنَّا رَجُلَانِ يَتَطَيَّرُونَ؟ قَالَ: ذَاكَ خِسْفٌ يَجِدُونَهُ فِي صَلَواتِهِمْ فَلَا يَصْلِحُ لَهُمْ، قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رَجُلَانِ يَخْطُونَ؟ قَالَ: كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ، قَدْ ذَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی دوران جبکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں میں سے ایک آدمی نے چھینک ماری تو میں نے کہا ”یَرْحَمُكَ اللَّهُ“ تو لوگ مجھے اپنی آنکھوں سے گھورنے لگے، میں نے کہا کہ تمہاری مائیں تم کو گم کریں تمہیں

کیا ہوا کہ میری طرف گھورتے ہو؟ تو وہ اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارنے لگے، پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کر دیا ہے ہیں لیکن میں (نہ چاہتے ہوئے بھی) خاموش ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں نے آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد آپ سے زیادہ اچھے انداز سے تعلیم دینے والا نہیں دیکھا، پس اللہ کی قسم! آپ نے مجھے نہ ڈانٹا، نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا، آپ نے فرمایا کہ بے شک اس نماز میں لوگوں کی باتوں میں سے کسی بات کی گنجائش نہیں، بے شک یہ توسیع، بکسیر اور قرآن پڑھنا ہے یا جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! بے شک میرا جاہلیت کے ساتھ نیاز مانہ ہے (یعنی ابھی ابھی جاہلیت سے نکل کر مسلمان ہوا ہوں) اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو بھیجا ہے اور بے شک ہم میں سے کچھ آدمی فہم کی خبر بتانے والوں کے پاس جاتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ تم ان کے پاس نہ جایا کرو، عرض کیا ہم میں کچھ مرد گھون (بدفالی) لیتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ ایک دوسرے ہے جو وہ (لوگ) اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں پس وہ (دوسرے) ان کے لئے ہرگز روکاؤ نہ رہنے، کہا کہ میں نے عرض کیا ہم میں کچھ مرد لکیریں کھینچتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ انہما (علمہما السلام) میں سے ایک نبی لکیریں کھینچتے تھے پس جس کی لکیر ان کے موافق ہوگئی، وہ درست ہے۔ (مسلم)

مسئلۃ الباب: نماز میں بات چیت کرنے سے متعلق احکام!

اس پر تو تمام ائمہ متفق ہیں کہ ابتداء ہر قسم کا کلام نماز کے اندر جائز تھا، البتہ بعد میں منسوخ ہو گیا، لیکن اس ”کلام منسوخ“ کی تفصیل میں اختلاف ہے:

(۱) امام ابوحنیفہؒ و امام احمدؒ کے نزدیک کلام فی الصلاۃ مطلقاً قلیل ہو یا کثیر عمدہ یا نسیا نا سب منسوخ، اور اب ناجائز و مفید صلاۃ ہے۔

(۲) امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کلام قلیل نسیا نا اگر ہو تو اس کی گنجائش ہے اور وہ جائز ہے۔

(۳) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر کلام قلیل قصد انماز کی اصلاح کے لئے ہو تو جائز ہے اور اگر ویسے ہی نسیا نا ہو تو ناجائز ہے۔

امام ابوحنیفہؒ و احمدؒ کی دلیل:

دونوں حضرات کے حق میں بہت ساری دلیلیں ہیں، اجمالاً باب کے دلائل ملاحظہ کریں:

۱..... حدیث زید بن ارقم "نَزَلَتْ ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ فَأَمَرْنَا بِالسُّكُوتِ وَنَهَيْنَا عَنِ الْكَلَامِ" مطلقاً نماز میں گفتگو کرنے سے منع کر دیا گیا۔

۲..... حدیث ابن مسعود: (۱) "فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّبَاحِشِيِّ سَلَمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ اكُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ فَخَرَّدَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا." (۲) "إِنَّ اللَّهَ قَدْ يُحَدِّثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنْ مِمَّا أَخَذْتُ: لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ" مطلقاً کلام سے ممانعت والا یہ واقعہ ہجرت حبشہ سے واپسی پر مدینہ منورہ میں پیش آیا۔

۳..... حدیث معاویہ بن کلم: "إِنْ هَلِیْهِ الصَّلَاةُ لَا یُصَلِّحُ فِیْهَا شَیْءٌ مِنْ کَلَامِ النَّاسِ" حدیث کے الفاظ صاف بخار ہے ہیں کہ اب کسی قسم کے کلام کی گنجائش نہیں رہی۔ (امام شافعی والکشی کی دلیل اور جمہور کی طرف سے اس کا جواب اگلے باب کے تحت دیکھیے)

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ كَلَامَ السَّاهِي

وَكَلَامَ مَنْ ظَنَّ التَّعَامُّ لَا يُبْطِلُ الصَّلَاةَ

اس حدیث کا بیان جس سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ بھول کر بولنے والے اور نماز کو مکمل گمان کرنے والے کلام مبطل صلاۃ نہیں

۵۵۰..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِحْدَى صَلَاتِي الْعِشِيِّ، قَالَ ابْنُ مَيْرِينَ: قَدْ سَمَّاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَكِنِّي نَسِيتُ أَنَا، صَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ إِلَى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضَبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُسْرَى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْيَمِينَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالُوا: قُصِّرَتِ الصَّلَاةُ، وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَهَابَا أَنْ يَكْلَمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طَوْلٌ يُقَالُ لَهُ: ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُنْسِيتُ أَمْ قُصِّرَتِ

الصَّلَاةُ؟ قَالَ: لَمْ أَسْ وَلَمْ تَقْصُرَ. فَقَالَ: أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُولُ: نُبِّشْتُ أَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ قَالَ النَّيْمِيُّ: إِنَّ هَذِهِ الرَّوَايَةَ وَإِنْ كَانَتْ فِي الصَّحِيحَيْنِ لَكِنَّهَا مُضْطَرِبَةٌ بِوُجُوهِ، وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ أُخْرَى كُلُّهَا لَا تَخْلُو عَنْ نَظَرٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دو پہر کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی، امین سیرین نے کہا کہ ابو ہریرہ نے اس کا نام بتایا لیکن میں بھول گیا، (کہا کہ) آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائی پھر سلام پھیر لیا، اور آپ نے مسجد میں پڑی ہوئی لکڑی کے پاس کھڑے ہو کر اس پر ٹیک لگا دی گویا کہ آپ غصہ تھے اور آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا اور اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈالا اور آپ نے اپنے دائیں رخسار کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا، جلدی جانے والے مسجد سے نکلے اور کہا کہ نماز کم کر دی گئی ہے اور لوگوں میں ابو بکر و عمر بھی تھے، پس وہ دونوں بات کرنے سے ڈر رہے تھے اور لوگوں میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جس کے ہاتھ لمبے تھے جس کو ”ذوالیدین“ کہا جاتا تھا، اس نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کم کی گئی ہے، پھر آپ نے (لوگوں سے) کہا کہ کیا ایسا ہی ہے جو ذوالیدین کہہ رہا ہے، تو لوگوں نے کہا جی ہاں، پس آپ آگے بڑھے اور جو چھوڑی تھی وہ نماز پڑھی، پھر سلام پھیرا، پھر تکبیر کہی اور اپنے سجدے کی طرح یا اس لمبا سجدہ کیا، پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور تکبیر کہی، پھر تکبیر کہہ کر اپنے سجدے کی طرح یا اس سے لمبا سجدہ کیا، پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور تکبیر کہی، بسا اوقات لوگ ان سے (ابو ہریرہ سے) پوچھتے کہ پھر آپ نے سلام پھیرا؟ تو وہ کہتے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ بے شک عمران بن حصین نے کہا کہ پھر آپ نے سلام پھیر لیا۔

نیوی کہتا ہے کہ بے شک یہ روایت اگرچہ صحیحین میں ہے لیکن چند وجوہ سے مضطرب

ہے اور اس باب میں اور بھی احادیث ہیں وہ سب کلام سے خالی نہیں ہیں۔
مسئلۃ الباب میں امام شافعیؒ کی دلیل:

۱..... حدیث ذوالیدینؒ جس میں بہت کلام پایا گیا لیکن آپؐ نے نماز کا اعادہ نہیں کیا بلکہ اسی نماز پر بناء کر کے بقیہ نماز پوری کر لی۔ معلوم ہوا کہ نسیا نا کلام مقصد صلاۃ نہیں۔

۲..... قیاس: جس طرح روزہ نسیا نا کھانے پینے سے فاسد نہیں ہوتا نماز بھی نہیں ہونی چاہئے۔
امام مالکؒ کی دلیل: نفس حدیث ذوالیدینؒ، البتہ وہ اس کو کلام قلیل و برائے اصلاح پر محمول کرتے ہیں۔

حدیث ذوالیدینؒ کی توجیہ عند الحتابلہ:

حدیث ذوالیدینؒ بظاہر حنفیہ و حتابلہ دونوں کے خلاف ہے مگر حتابلہ نے کلام فی الصلاۃ کی ایک خاص شکل کا استثناء کیا ہے لہذا وہ اشکال سے بچ گئے، وہ شکل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ وہ امام ہو یا مقتدی نماز میں کلام یہ سمجھ کر کرے کہ میری نماز پوری ہوگئی خواہ واقع میں پوری نہ ہوئی ہو تو یہ صورت جائز ہے اور یہاں اس فقرہ میں ایسا ہی ہوا۔ اس لئے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ حضور ﷺ یہی سمجھ رہے تھے کہ میں نے نماز پوری پڑھائی کیونکہ آپؐ فرما رہے ہیں: ”لم انس ولم تقصر“ لیکن ذوالیدینؒ بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ نماز پوری ہو چکی اور وہ یہی سمجھ کر بولے۔ دراصل وہ یہ سمجھتے تھے کہ آئے دن نزول وحی سے احکام میں کمی و زیادتی ہوتی رہتی ہے تو بظاہر نماز میں قصر ہوا ہے اور چار کی دورہ گئیں تاہم احتیاطاً انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپؐ کو کہیں نسیان تو نہیں ہو گیا۔

اب رہ گئے احتاف، ان کے یہاں کلام فی الصلاۃ کی کوئی صورت مستثنیٰ نہیں۔

حنفی کی توجیہ و تقریر:

انہوں نے اس کا جواب دیا کہ یہ واقعہ کلام فی الصلاۃ کے فتح سے پہلے کا ہے، کلام فی الصلاۃ کا فتح اس واقعہ کے بعد مدینہ منورہ میں ہی ہوا تھا۔ فتح کے چند قرائن یہ ہیں:
۱..... حضرت ذوالیدینؒ حمزہ بدر میں شہید ہو گئے تھے لہذا یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہوگا۔

۲..... اس میں مذکور ہے کہ ”ثم قام الى خشبة معروضة في المسجد“ اس خبر سے مراد استوانہ مکانہ ہے جو ۲ حج میں منبر نبوی ﷺ بننے کے بعد غزوہ بدر سے پہلے دفن کر دیا گیا تھا۔

۳..... اس واقعہ میں بہت سے ایسے امور صادر ہوئے جو شوافع کے نزدیک بھی مفید صلاۃ ہے جیسے معطلی سے ہٹ کر منبر پر چڑھنا اترنا جو عمل کثیر ہے، نیز قبلہ کی جہت سے پھر جانا اور بعض روایات میں ہے کہ حجرہ مبارکہ میں تشریف لے چلے تھے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جبکہ نماز میں بہت کجائش تھی اور عمل کثیر، کلام وغیرہ سب جائز تھا۔

الترامی جواب: جناب والا! یہ حدیث کسی کے بھی موافق نہیں ہے نہ شافعیہ کے نہ مالکیہ کے، کیونکہ شافعیہ نے کلام کے جواز کے قائل ہیں۔ یہ کلام لیا یا کہاں تھا یہ تو محض اہل کمال کا مواہر، اور مالکیہ کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ ذوالیدین کا کلام کو اصطلاح صلاۃ کے ارادہ سے تھا لیکن ”سرمایہ الناس“ کا کلام ”قصر الصلاة“ تو اس غرض سے نہ تھا۔

بَابُ مَا مَعْدِلٌ بِهِ عَلَى جَوَازِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

وہ روایات جن سے نماز کے اندر بذریعہ اشارہ سلام کا جواب

دینے کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے

۵۵۱..... عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُرْسِلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي بِيَدِهِ هَكَذَا - وَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ بِيَدِهِ نَحْوَ الْأَرْضِ - ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي هَكَذَا - وَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ أَيْضًا بِيَدِهِ نَحْوَ الْأَرْضِ - وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ يُؤْمِي بِرَأْسِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أُرْسِلْتُكَ لَهُ؛ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أَصَلِّي. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: ابو الزبیر سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا جبکہ آپ بنو مصطلق کی طرف جانے والے تھے، میں آپ کے پاس آیا اور آپ اپنے اونٹ پر نماز

پڑھ رہے تھے، میں نے آپ سے بات کی، تو آپ نے مجھے اپنے ہاتھ مبارک سے اس طرح اشارہ کیا۔ اور زبیرؓ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ پھر میں نے آپ سے بات کی، آپ نے مجھے اس طرح اشارہ کیا۔ اور زبیرؓ نے اپنے ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کیا۔ اور میں آپ کو قرأت کرتے ہوئے سن رہا تھا، آپ اپنے سر مبارک سے اشارہ کر رہے تھے، جب آپ ﷺ (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: تم نے اس کام کے سلسلے میں کیا کیا جس کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا، اس لئے کہ مجھے کسی چیز نے نہیں روکا کہ میں تم سے بات کروں مگر یہ کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

۵۵۲..... وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ لِبَالَلٍ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ جَنِّ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو ذَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) سے کہا میں اگر ﷺ کیسے ان کو جواب دیتے تھے جس وقت وہ لوگ آپ کو نماز میں سلام کرتے تھے؟ کہا آپ اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ کرتے۔ (ترمذی اور ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵۵۳..... وَعَنْهُ عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَزْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُعَلِّي لَسْتُ عَلَيْهِ فَرَدُّ عَلَيَّ إِشَارَةً، وَقَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: إِشَارَةٌ بِأَصْبَعِهِ. رَوَاهُ الْفَلَاحُ وَحَسَنَةُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: النبی (ابن عمر) سے روایت ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذرا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے مجھے اشارے سے جواب دیا، میرے علم میں یہی ہے کہ آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا۔

۵۵۴..... وَعَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَسْجِدَ بَنِي عُمَرَ وَبَنِي عَوْفٍ وَهُوَ مَسْجِدٌ قُبَا يُصَلِّي فِيهِ فَدَخَلَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَدَخَلَ مَعَهُمْ صُهَيْبٌ فَسَأَلْتُهُ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ. أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ:

علیٰ شَرَطِهِمَا۔

ترجمہ: انہی (ابن عمرؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کی مسجد میں داخل ہوئے جو کہ قبۃ کی مسجد ہے، تاکہ اس میں نماز پڑھیں، پس انصار کے کچھ لوگ (بھی) اندر داخل ہوئے وہ آپ ﷺ کو سلام کرنے لگے، اور ان کے ساتھ مصیب بھی داخل ہوئے۔ تو میں نے مصیبؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے جب لوگ آپ کو نماز کی حالت میں سلام کرتے؟ کہا کہ آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔ (حاکم نے اس کو مستدرک میں ذکر کیا اور کہا کہ یہ ان دونوں کی شرط پر پورا اترتی ہے)

۵۵۵۔۔۔۔۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ لِي الصَّلَاةِ رَوَاهُ أَبُو ذَاوُدَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز میں اشارہ فرماتے تھے۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلۃ الباب: نماز میں سلام کا جواب ہاتھوں کے اشارے سے! اگر کوئی شخص اس شخص کو سلام کرے جو نماز میں ہے تو کیا وہ نمازی ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دے سکتا ہے؟ اس سلسلے میں اقوال یہ ہیں:

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نمازی کو سلام کرنا بھی جائز اور نمازی کا ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا بھی جائز ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نمازی کو اولاً سلام کرنا مکروہ ہے، اسی طرح مفتیؒ یہ قول کے مطابق ہاتھ کے اشارہ سے جواب دینا بھی مکروہ ہے۔

زبان سے سلام کا جواب دینا سب کے نزدیک ناجائز اور مقصد صلاۃ ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: باب کی تمام احادیث جن میں جائز، ابن عمرؓ، بلالؓ، مصیبؓ اور انسؓ سے یہ منقول ہے ”مکان یشیر یدہ“ یعنی نبی کریم ﷺ نماز میں ہاتھوں کے اشارے سے سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ (امام ابو حنیفہؒ کی دلیل اور ائمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب اگلے باب کے تحت دیکھیے)

بَابُ مَا اسْتَعْدِلَ بِهِ عَلَى نَسْخِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْبِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

وہ روایات جن سے نماز کے اندر بذریعہ اشارہ سلام کا

جواب دینا منسوخ ہونے پر استدلال کیا گیا ہے

۵۵۶..... عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَسْلَمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي

الصَّلَاةِ فَيُرِّدُ عَلَيَّ قَلَمًا رَجَعْنَا سَلَمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ: يَنْ فِي الصَّلَاةِ

شُغْلًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کو سلام کرتا تھا کہ آپ نماز میں

ہوتے تو آپ مجھے جواب دیتے، پھر جب ہم (جسٹ لوہیں آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا تو

آپ نے مجھے جواب نہیں دیا اور (بعد از نماز) فرمایا کہ بلاشبہ نماز میں مصروفیت ہے۔ (شخص

نے اس کو روایت کیا)

۵۵۷..... وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

فَقَالَ: مَا لِيَ أَرَأَيْتُمْ رَأَيْتُمْكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شَمْسٍ، أَسْكُتُوا فِي

الصَّلَاةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف

لائے، تو فرمایا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں تمہیں (نماز میں) ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، کیا کہو

سرکش کوڑوں کی دم ہیں۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

مسئلۃ الباب میں امام الاصفہانی دلیل:

۱..... حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں مشغولیت کی بناء پر ان کو سلام کا جواب نہیں

دیا نہ زبانی اور نہ ہاتھ کے اشارہ سے۔

۲..... حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ جس کے مطابق نماز کے ایک واجب یعنی قضا اسلام کے لئے ہاتھوں

کا اشارہ منع کر دیا گیا تو خارج نماز آدمی کے سلام کا جواب اشارہ سے بطریق اولیٰ منوع ہوگا۔

امیر غلام شاہ کی دلیل کا رد:

۱..... ابتداء اسلام میں ہر طرح کا سلام اور اس کا جواب نماز میں جائز تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا کما فی حدیث ابن مسعود۔

۲..... حضرت بلالؓ وصہیبؓ وغیرہ کو اشارہ سے سلام کا جواب دینا بھی اسی زمانہ سے متعلق ہے۔

۳..... حدیث جابرؓ میں ہاتھ کا اشارہ کلام اور سلام سے ممانعت کے لئے تھا نہ کہ سلام کا جواب۔

بَابُ الْفَتْحِ عَلَى الْإِمَامِ

امام کو القمہ دینے کا بیان

۵۵۸..... عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً فَقَرَأَ فِيهَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأَتِي: أَصَلَيْتَ مَعَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَمَا مَنَعَكَ؟ رَوَاهُ أَبُو ذَاوَدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَزَادَ: أَنَّ الْفَتْحَ عَلَى: وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک نماز پڑھائی، آپ نے اس میں قرأت کی یہیں آپ پر قرأت ختم ملے ہوگی تو جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو حضرت ابی سے فرمایا کہ کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ کہا جی تو آپ نے فرمایا کہ (پھر) تمہیں کس چیز نے روکا۔ (ابوداؤد اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور طبرانی نے "قمہ دینے سے" کا اضافہ بھی کیا)

بَابُ فِي الْحَدِيثِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بے وضو ہو جانے کا بیان

۵۵۹..... عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيَعِدْ صَلَاتَهُ. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَحَسَنَةُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَفَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ.

ترجمہ: حضرت لق بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں پکسی مارے تو وہ لوٹ جائے اور وضو کر کے نماز کو لوٹائے۔ (تینوں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن جبکہ ابن القطان نے ضعیف قرار دیا ہے)

۵۶۰..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَاتٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَتَنَصَّرْ عَلَى صَلَاتِهِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو الٹی یا کسیر یا کڑواپانی یا مذی آجائے تو اسے چاہئے کہ وہ چلا جائے اور وضو کرے پھر اپنی نماز کی بناء کرے جبکہ وہ اس دوران بات چیت نہ کرے۔ (ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا، زبیدی نے اس کو صحیح قرار دیا اور اس کی سند میں کلام ہے)

۵۶۱..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَغَفَ انْتَصَرَ فَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنَى وَتَمَّ يَتَكَلَّمُ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ جب انہیں (نماز میں) کسیر پھونتی تو لوٹ جاتے اور وضو کرتے اور بات نہیں کرتے پھر واپس آکر جو نماز پڑھ رہے ہوتے اسی پر بناء کرتے۔ (مالک نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵۶۲..... وَعَنْهُ قَالَ: إِذَا رَغَفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ أَوْ وَجَدَ مَذْيًا فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ يَرْجِعْ فَيَتَمُّ مَا بَقِيَ عَلَى مَا مَضَى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (ابن عمر) نے فرمایا: جب آدمی کی نماز میں کسیر پھوٹے یا اسے الٹی لاحق ہو یا وہ مذی پائے تو پھر چلا جائے اور وضو کرے پھر لوٹ آئے اور جو باقی نماز ہے اس کو پڑھی ہوئی نماز پر (بناء کر کے) پوری کرے جب تک بات نہ کی ہو۔ (عبد الرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵۶۳..... وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فِي بَطْنِهِ ذَرَأً

تَوَقَّيْنَا قُرْعَانًا فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لَيْسَ عَلَى صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ. رَوَاهُ
الْمُؤَدَّبِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں اپنے پیٹ میں
بوسہ کرے یا تے یا کسی پرانے تودہ لوٹ کر وضو کرے پھر اپنی نماز پر جب تک کلام نہ کیا ہو
تاکہ اسے (مؤدب نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۵۶۴—وَعَنْهُ قَالَ: إِذَا جَلَسَ مَقْدَرُ الْعَشْرِ ثُمَّ أَخَذَتْ تَمَّ صَلَاتُهُ. رَوَاهُ
الْمُؤَدَّبِيُّ فِي السُّنَنِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: (علی) نے کہا جب کوئی شخص تہجد کی مقدار پڑھ جائے پھر وہ (جان کر) ہے
وضو ہو گیا تو اس کی نماز تمام ہوگئی۔ (مؤدب نے اس کو سن میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)
مسئلہ: الباب: بناء علی الصلاۃ کا حکم!

بناء علی الصلاۃ یعنی اگر نماز کو دوران نماز حدث لاحق ہو جائے اور وہ وضو بنا کر
آنے کے بعد اب تک پڑھی ہوئی نماز کا اعتبار کرتے ہوئے بغیر نماز پوری کر لے اس بارے
میں اختلاف ہے۔

(۱) امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقاً بناء جائز نہیں، جبکہ امام مالک کے ہاں صرف تکبیر پھوٹنے
کی صورت میں جائز ہے اس کے علاوہ ان کے نزدیک بھی ناجائز۔ [بداية المجتهد، ص: ۱۳۶]
(۲) امام ابوحنیفہ کے نزدیک بناء علی الصلاۃ جائز ہے مگر از سر نو پڑھنا افضل ہے۔
ان کے شاگردوں کی دلیل:

—حدیث طعن بن علیؓ "ولبعد صلاته" نماز کے لوٹانے کا حکم ہے۔

—قیاس بناء علی الصلاۃ میں نماز کے دوران چلنا پھرنا قبلہ سے انحراف اور عمل کی ضرورت آتا
ہے جو وضو صلاۃ ہے، خلاف قیاس کوئی صحیح حدیث بھی مروی نہیں۔

امام ابوحنیفہ کی دلیل:

—حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا "ثم لیسن علی صلاته وهو فی ذلك لا یتکلم" اس حدیث

کی سند میں کلام ہے۔

۲..... اشرعاً وابن عمر صحیح سند کے ساتھ قولا و عملاً مروی ہے، اس پر صحابہ سے کثیر بھی ثابت نہیں

اور خلاف قیاس قول صحابی حدیث مرفوع کے درجہ میں ہے۔

ائمہ ثلاثہ کو جواب:

۱..... حدیث طلق میں ”ول بعد صلاتہ“ کی زیادتی محدثین کے یہاں قابل قبول نہیں۔

۲..... خلاف قیاس قول صحابی کو قیاس پر بہر صورت ترجیح حاصل ہے۔

بَابُ فِي الْحَقْنِ

بِحُكْلَفِ قَضَائِهِ حَاجَتِ سُرِّهِ رَهْمَا

۵۶۵..... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا

صَلَاةَ بِمَضْرُوءَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَفَوْقَ الْإِخْتَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے

سنا کہ کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہوتی اور نہ ہی جب اس کو درگندی چھریں (یعنی پیشاب

و پاخانہ نہ پریشان کریں)۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۵۶۶..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْحَقَ إِلَى الْخَلَاءِ وَأَقْبَمَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْتَئِدْ بِالْخَلَاءِ. رَوَاهُ

الْأَزْهَرِيُّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے

سنا کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرے جب کہ نماز کھڑی ہو تو بیت الخلاء سے

پہل کرے۔ (چاروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۵۶۷..... وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَلَا تَلَامُ لَا يَجِلُّ لِأَحَدٍ

أَنْ يَفْعَلَهُنَّ: لَا يَوْمُ رَجُلٍ قَوْمًا فَيُخْصُ نَفْسَهُ بِالِدُعَاءِ ذُوْنَهُمْ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ

عَنانَهُمْ، وَلَا يَنْظُرُ فِي قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ، وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ حَقِيقٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ. رَوَاهُ أَبُو ذَاوَادَ وَآخَرُونَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین کام کرنا کسی ایک کے لئے (بھی) حلال (جائز) نہیں: (ایک یہ کہ) آدمی لوگوں کو (اس طرح) کلامت نہ کرائے کہ ان کو چھوڑ کر اپنے آپ کو دعائیں خاص کرے، پس اگر اس نے ایسا کیا تو تحقیق اس نے ان (لوگوں) سے خیانت کی، اور (دوسرا یہ کہ کوئی شخص) اجازت لینے سے پہلے (کسی کے) گھر کے حلقے میں نظر نہ ڈالے، پس اگر اس نے ایسا کیا تو تحقیق (گویا) وہ داخل ہو گیا، اور (تیسرا یہ کہ) وہ نماز نہ پڑھے جب کہ وہ پیشاب یا پاخانہ کو روکنے والا ہو یہاں تک کہ (اس سے) ہلکا ہو جائے۔ (ابوداؤد اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

مسئلۃ الباب: ”باب ترک الجماعۃ لعدو“ کے گزر چکا ہے۔

قوله ”لاصلاة بحضرة الطعام“: یعنی بہتر نہیں ہے کیونکہ اس سے نماز کے اندر یکسوئی اور خشوع و خضوع نہ رہے گا، مطلقاً نماز کی نفی مراد نہیں۔

بَابُ فِي الصَّلَاةِ بِحَضَرَةِ الطَّعَامِ

کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنا

۵۶۸..... عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأَقِیمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا بُدَّ أَوْ بِالْعَشَاءِ وَلَا يُعْجَلُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے لئے رات کا کھانا لگا دیا جائے، اور نماز (بھی) کھڑی ہو جاوے تو رات کا کھانا شروع کر دو اور جلدی مت کرو، یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاوے۔

۵۶۹.....وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا وَضِعَ الْعِشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا بُدَّ أَوْ بِالْعِشَاءِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ
ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا لگا دیا جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے رات کا کھانا کھا لو۔ (شیخین نے روایت کیا)
مسئلۃ الباب: ”باب ترک الجماعۃ لعدز“ کے تحت دیکھیں۔

بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ

امام کے ذمہ جو امور لازم ہیں

۵۷۰.....عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ؛ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہئے کہ (نماز) مختصر پڑھائے اس لئے کہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے (بھی) ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی خود اکیلے نماز پڑھے تو جتنا چاہے (نماز کو) طویل کرے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۷۱.....وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللَّهِ يَارَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَأَتَأْخُرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فَلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مِنْكُمْ مُتَقَرِّينَ فَأَيُّكُمْ مَاصِلِي النَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ؛ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز سے پیچھے رہ جاتا ہوں کیونکہ وہ ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نصیحت میں اس دن سے زیادہ غصہ میں نہیں دیکھا، پھر آپ

نے فرمایا کہ بے شک تم میں سے بعض (لوگوں کو) بھگانے والے ہیں، پس تم میں سے جو بھی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ہلکی نماز پڑھائے اس لئے کہ ان میں کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند (بھی) ہوتے ہیں۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۷۲..... وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةً وَلَا أَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ نِكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تَفْتَنَ أُمُّهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ ہلکی اور مکمل نماز کبھی بھی کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی، اور بے شک آپ (جب) بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز کو اس ڈر سے ہلکا فرمادیجے کہ اس (بچے) کی ماں آزمائش میں پڑ جائے گی۔ (شیخین)

۵۷۳..... وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلَاةِ أُرِيدُ أَنْ أَطْوَلَ فِيهَا فَأَسْمَعُ نِكَاءَ الصَّبِيِّ فَاتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةً أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک میں نماز میں یہ سوچ کر کھڑا ہوتا ہوں کہ اس کو لبا کروں گا پھر میں بچے کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس کو ناپسند سمجھتے ہوئے کہ اس کی ماں پر مشقت پڑے گی۔ (بخاری)

۵۷۴..... وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَخْرَجَ مَا عَاهَدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا أَمَمْتُ قَوْمًا فَأَخَفْتُ بِهِمُ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخری عہد جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے لیا (وہ یہ کہ) جب میں چند لوگوں کی امامت کروں تو ان کو مختصر نماز پڑھاؤں۔ (مسلم)

۵۷۵..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالْتَّخْفِيفِ وَيُؤَمِّنُ بِالصَّالِحَاتِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں ہلکی نماز پڑھانے

کا حکم کرتے تھے اور خود ہمیں صافات (جیسی لمبی سورتوں) کے ساتھ امامت کراتے تھے۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

فقہ الحدیث: باب کی احادیث میں مسجد، قبیلہ یا کسی بھی جماعت کے امام کو تاکید کے ساتھ ہدایت کی گئی ہے کہ تمام مقتدیوں کی حالت کی رعایت کرتے ہوئے قرأت میں تخفیف کرے یعنی جتنا ہو سکے قدر مسنون کے اندر وہ کر کم سے کم قرأت کرے؛ کیونکہ مقتدیوں میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں کمزور، بیمار، عمر رسیدہ اور ضرورت مند جن پر لمبی قرأت گرانی اور اکتاہٹ اور جماعت کی نماز سے دوری کا باعث بن سکتی ہے۔

حدیث ابن عمرؓ کے دو جملوں کے درمیان تطبیق:

حدیث ابن عمرؓ کے پہلے جملہ ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالْتَّخْفِيفِ“ میں امام کو مختصر قرأت کا حکم دیا گیا ہے جبکہ آخری جملہ ”وَيُؤَمِّنُنَا بِالصَّلَاتِ“ میں خود حضور ﷺ کا سورۃ صلات جیسی لمبی سورت پڑھنے کا ذکر ہے تو علماء نے اس طور پر تطبیق بیان کی ہے کہ دراصل یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت تھی کہ کم وقت میں نہایت اطمینان کے ساتھ بہت سی آیتیں اس طور پر پڑھ دیتے تھے کہ کسی کو گرانی اور اکتاہٹ نہیں محسوس ہوتی۔ لہذا تخفیف کا اصل مقصد پھر بھی حاصل رہا۔

بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُومِ مِنَ الْمَتَابَعَةِ

مقتدی کے ذمہ جو (امام کی) پیروی کرنا لازم ہے

۵۷۶..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَمَا يَخْشَى أَخَذَ كُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ، قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ، وَأَنْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ، صُورَةَ حِمَارٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اگر وہ اپنا سر (رکوع سے) امام سے پہلے اٹھا لے تو اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے یا اس کی شکل کو گدھے کی شکل بنادے۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۵۷۷..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ غَيْرُ كَثُوبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنُ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَقَعَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعَ سُجُودًا بَعْدَهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: عبد اللہ بن یزیدؓ نے کہا مجھ سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور وہ سچے ہیں، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی اپنی کمر نہ جھکاتا یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ سجدے میں چلے جاتے پھر آپ کے بعد ہم (بھی) سجدے میں چلے جاتے تھے۔ (شخص نے اس کو روایت کیا)

۵۷۸..... وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَّجَهُ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي بِإِمَامِكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْإِنْعِرَافِ؛ فَإِنِّي أَرَاكُمْ أُمَامِي وَمِنْ خَلْفِي. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی، جب آپ نے نماز پوری کر لی تو آپ اپنے چہرے کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! بے شک میں تمہارا امام ہوں، پس تم رکوع سجدہ اور قیام میں مجھ سے آگے نہ بڑھو، اور نہ ہی سلام پھیرنے میں، اس لئے کہ میں تم کو اپنے سامنے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں (مسلم نے اس کو روایت کیا) مسئلہ الباب: باب کی پہلی حدیث اور آخری روایت میں تقدم علی الامام کی ممانعت ہے اور دوسری روایت میں تاخر عن الامام کا ثبوت ہے۔

”تقدم علی الامام“ یعنی کسی رکن میں امام سے آگے بڑھ جانا، بغیر تحریر میں باتفاق ائمہ اربعہ مفید صلاۃ ہے، اور سلام میں تقدم علی الامام صرف ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مفید ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک مفید نہیں بلکہ مکروہ ہے، اور بقیہ ارکان میں تقدم علی الامام ائمہ اربعہ کے نزدیک مفید نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔ دوسرا مسئلہ یعنی تاخر عن الامام میں اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ واضح فرماتے ہیں کہ امام کی اتباع تمام ارکان میں علی وجہ المعاقبہ ہونی چاہئے یعنی پہلے امام اور بعد میں مقتدی اس رکن میں جائے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تمام ارکان میں اتباع امام علی وجہ المقارنہ (یعنی ساتھ ساتھ) ہو۔

(۳) امام مالکؒ کے نزدیک تحریر و تسلیمہ میں تو تا خرمن الامام متعین ہے اور باقی ارکان میں ان کے دو قول ہیں افعلیہ مقارنہ اور افعلیہ تاخر۔

بہر حال ائمہ ثلاثینؒ خروعلی العموم ترجیح دیتے ہیں جبکہ احنافؒ مقارنہ کو۔

ائمہ ثلاثینؒ کی دلیل: حدیث براہِ جس میں یہ ہے کہ جب تک آنحضرت ﷺ بچے بچہ میں پہنچے نہیں جاتے تھے ہم میں کوئی رکوع کے لئے نہیں جھکتا تھا۔ یعنی حد درجہ تا خرمن الامام کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: حدیث مشہور ”اذا رکع قارکھوا اذا جہدوا جہدوا“ ہے، قارکھب بلا مہلت کے لئے ہے اور امام صاحبؒ کی مراد بھی مقارنہ سے یہی ہے کہ امام کے شروع کرتے ہی مقتدی فوراً شروع کر دے۔

ائمہ ثلاثینؒ کی دلیل کا جواب:

۱..... حدیث ”اذا رکع فسارکھوا“ قوی حدیث ہے لہذا صحابہ کرامؓ کی فعلی حدیث پر ترجیح حاصل ہوگی۔

۲..... صحابہ کرامؓ کے عمل کی توجیہ یہ ہے کہ دراصل حکم تو مقارنہ کا ہی تھا مگر اخیر زمانہ میں جب آپ ﷺ کی حرکت و انتقال من رکن الی آخر میں بطور (مظہر) آ گیا، وہ سرعت نہ رہی جو پہلے تھی اور بعض شبان صحابہ (نوجوان طبقہ) اپنی تیزی اور پھرتی کی وجہ سے قومہ سے بچہ میں امام سے پہلے پہنچنے لگے (یہ وہ بچے کا خطرہ ہوا) تو اس پر آپ نے تنبیہ فرمائی، اس تنبیہ کے بعد یہ لوگ ڈر گئے اور زیادہ ہی احتیاط کرنے لگے اور جب تک امام بچہ میں نہ پہنچ جاتا اس وقت قومہ ہی میں رہتے، یہ ہے اس معاقبہ کی وجہ، آپ کی طرف سے یہ حکم نہ تھا۔ [الدر المنفرد]

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْوُتْرِ

نماز وتر کے ابواب

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى وَجُوبِ صَلَاةِ الْوُتْرِ

وہ روایات جو نماز وتر کے واجب ہونے پر دلیل ہیں

۵۷۹..... عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۸۰..... وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوُتْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: انہی (ابن عمر) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صبح سے پہلے وتر جلدی پڑھ لیا کرو۔ (مسلم نے روایت کیا)

۵۸۱..... وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تَصْبَحُوا. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔ (بخاری کے علاوہ جماعت نے اس کو روایت کیا)

۵۸۲..... وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمَعُ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذَلِكَ أَفْضَلُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو ڈر ہو کہ وہ آخر رات میں نہ اٹھ سکے گا تو وہ اس کے شروع میں وتر پڑھ لے اور جس شخص کو اس (یعنی رات)

کے آخری حصے میں اٹھنے کی امید ہو تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے اس لئے کہ رات کے آخری حصے کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے اور یہ افضل ہے۔ (مسلم)

۵۸۳..... وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: الْوُتْرُ حَقٌّ لِمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوُتْرُ حَقٌّ لِمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوُتْرُ حَقٌّ لِمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔)

۵۸۴..... وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ الْوُتْرُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي مُسْنَدِ الشَّامِيِّينَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدَّرَايَةِ: بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے۔ (طبرانی اس کو مسند شامیین میں روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا کہ یہ حدیث سند حسن کے ساتھ مروی ہے)

۵۸۵..... وَعَنْ أَبِي تَيْمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ أَنَّ عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ الْوُتْرُ، فَصَلُّوْهَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ، قَالَ أَبُو تَيْمِيمٍ: فَأَخَذَ بِيَدِي أَبُو ذَرٍّ فَسَارَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى أَبِي بَصْرَةَ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا قَالَ عَمْرُو؟ قَالَ أَبُو بَصْرَةَ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: الترمذی حشائی سے روایت ہے کہ حضرت عمر دین عامر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا کہ ابو بصرہؓ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے، تو اسے عشاء کی نماز اور فجر کی نماز کے درمیان پڑھو، الترمذی نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں ابو بصرہؓ کی طرف چل پڑے اور ان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ) فرماتے ہوئے سنا جو عمرؓ نے کہا ہے تو ابو بصرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کو سنا ہے۔ (احمد، حاکم اور طبرانی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۵۸۶..... وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ تَامَ عَنْ وَتْرِهِ أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيُصَلِّهِ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهُ. رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِيُّ وَأَخْرَجُوهُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.
ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وتر سے سو جائے یا اس کو بھول جائے تو اسے چاہئے کہ جب صبح کرے یا یاد آئے تو اسے پڑھ لے۔ (دارقطنی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

مسئلہ الباب: نماز وتر کا حکم!

(۱) ائمہ ثلاثہ اور صاحبینؒ کے نزدیک محض سنت ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے۔

ائمہ ثلاثہ و صاحبینؒ کی دلیل:

۱..... حدیث علیؓ: "الوتر ليس بحتم كهيئة الصلاة المكتوبة ولكن سنة سننها رسول الله ﷺ". [ترمذی]

۲..... اذان و اقامت کا شروع نہ ہونا بھی سنیت پر دال ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل: باب کی تمام حدیثیں۔

۱..... حدیث بریدہؓ: "الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا".

۲..... حدیث ابوسعیدؓ: "أوتروا قبل أن تُصَبِّحُوا" امر برائے واجب ہے۔

۳..... حدیث ابوسعیدؓ ایضا: ”مَنْ نَامَ عَنْ وَتْرِهِ أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيَصَلِّهِ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهُ“ وتر کی قضاء کا حکم ہے جبکہ قضاء صرف واجبات کی ہوتی ہے۔

۴..... نبی کریم ﷺ کا وتر پر مواظبت اور دوام فرمانا جو سب کے یہاں مسلم ہے۔

۵..... تارک وتر پر تکیہ کرنا ”الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا“۔

۶..... صحابہؓ و تابعینؓ کا سفر و حضر میں اس کا اہتمام کرنا۔

انکہ ثلاثہ و صاحبین کی دلیل کا جواب:

۱..... حدیث علیؓ مذکور میں فرضیت کی نفی ہو رہی ہے نہ کہ وجوب کی ”کھینچنے الصلاة المكتوبة“

سے یہی قیاس ہے اور ”سنة سنہار رسول اللہ ﷺ“ سے اس کے ماخذ یعنی دلیل کا بیان ہے۔

۲..... اذان و اقامت فرض اعتقادی کے لئے ہوتی ہے اور وتر فرض عمل (واجب) ہے۔

بَابُ الْوُتْرِ بِخَمْسٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

پانچ یا اس سے زائد رکعت وتر پڑھنا

۵۸۷..... عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَثَّ فِي نَبَاتٍ خَالَتِي مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ فَجَنَّتْ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ، أَوْ قَالَ: خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ترجمہ: سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے (ایک مدت اپنی خالہ (ام المومنین) حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گزاری، پس رسول اللہ ﷺ نے عشاء پڑھی، پھر (گھر) تشریف لائے پھر چار رکعت (نماز) پڑھی، پھر سو گئے، پھر اٹھے تو میں آکر آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے اپنے دائیں طرف کر لیا، آپ نے پانچ رکعت (نماز) پڑھی، پھر آپ نے دو رکعت پڑھی پھر سو گئے، یہاں تک کہ میں نے آپ کی

خراٹے کی آواز سنی یا کہا خراٹے سنے، پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ (بخاری شریف)
 ۵۸۸..... وَعَنْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ
 حَتَّى صَلَّى ثَمَانِ رَكْعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
 وَفِي إِسْنَادِهِ لِيْنٌ.

ترجمہ: انہی (سعید بن جبیر) سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پھر آپ
 نے دو، دو رکعتیں پڑھیں یہاں تک کہ آٹھ رکعت پڑھ لی، پھر پانچ (رکعات) وتر پڑھے، اور اس
 کے درمیان میں بیٹھے نہیں۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند کچھ کمزور ہے)

۵۸۹..... وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُؤْتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي
 شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ترجمہ: ہشام (بن عروہ بن زبیر) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے، اس (میں) سے پانچ رکعت
 وتر پڑھتے، اس کے آخر کے علاوہ کسی چیز (رکعت) میں نہیں بیٹھتے تھے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۵۹۰..... وَعَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: انْطَلَقْتُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ:
 يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ! أُنَبِّئُكَ عَنْ وَتَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: كُنَّا نَعُدُّ لَهُ مِوَاكِبَهُ
 وَطَهْوَرَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيُ تِسْعَ
 رَكْعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ، وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ
 وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّيُ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ، وَيَدْعُوهُ ثُمَّ
 يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسَمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيُ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَيُتْلِكَ إِحْدَى
 عَشْرَةَ رَكْعَةً يَأْتِيهِ أَلَمًا أَسْنَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَنَعَ
 فِي الرُّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ فَيُتْلِكَ تِسْعَ يَأْتِيهِ أَوْ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِذَا
 صَلَّى صَلَاةَ أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعَ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ

صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَلَا أَغْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: سعد بن هشام نے کہا میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، میں نے کہا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں بتائیے، فرمایا کہ ہم آپ ﷺ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے، پس اللہ جب رات میں آپ کو اٹھانا چاہے تو اٹھاتے، پھر آپ مسواک اور وضو کرتے اور نو رکعت نماز پڑھتے، آٹھویں رکعت کے علاوہ میں نہیں بیٹھتے، پس آپ اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف اور اس سے دعاء مانگتے، پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہیں پھیرتے پھر کھڑے ہوتے اور نویں رکعت پڑھتے، پھر کھڑے ہو جاتے، آپ اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعاء مانگتے، پھر اس طرح سلام پھیرتے کہ (اپنا سلام) ہمیں سناتے پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے تو یہ گیارہ رکعتیں ہوئیں اے بیٹے! پھر جب اللہ کے نبی ﷺ بڑی عمر کے ہو گئے اور آپ کا جسم بھاری ہو گیا تو آپ نے سات رکعت وتر پڑھے اور دو رکعت میں ایسا ہی کیا جیسا پہلے کرتے تھے، اے بیٹے! یہ نو رکعتیں ہوئیں، اور اللہ کے نبی ﷺ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر بیٹھ کر کو پسند فرماتے، جب آپ پر رات کے قیام سے نیند غالب ہوتی یا کوئی تکلیف ہوتی تو آپ دن میں بارہ رکعت پڑھتے، اور مجھے نہیں معلوم کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو، نہ پوری رات صبح تک نماز پڑھی، اور رمضان کے علاوہ پورے مہینے (مسل) روزے رکھے ہوں۔ (مسلم، احمد، ابوداؤد اور نسائی نے اس کو روایت کیا)

۵۹۱..... وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا تُؤْتِرُوا بِثَلَاثٍ، أَوْ تِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ، وَلَا تَشْهَرُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ: إِسْنَادُهُ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ.

ترجمہ: ابوالسمر اور عبد الرحمن بن اعرجؓ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین رکعت وتر نہ پڑھو (بلکہ) پانچ یا سات رکعت وتر پڑھو اور

(درو) مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ۔ (دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے کہا کہ اس کی سند شیخین کی شرط کے موافق ہے)

۵۹۲..... وَعَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تُؤْتِرُوا بِثَلَاثٍ تَشْبَهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَلَكِنْ أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ أَوْ بِتِسْعٍ أَوْ بِإِخْدَى عَشْرَةٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِيُّ وَأَبْنُ جَبَانَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عراک بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین رکعت در مغرب کی نماز کے مشابہ بنا کر نہ پڑھو لیکن پانچ، یا سات، یا نو، یا گیارہ، یا اس سے زیادہ در (کی رکعتیں) پڑھو۔ (محمد بن نصر مروزی، ابن جبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

۵۹۳..... وَعَنْ ابْنِ عَمَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَلُوْتُرُ سَبْعَ أَوْ خَمْسَ لَا نُجِبُ ثَلَاثًا بِتَرَاءَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ وَالطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ در سات یا پانچ (رکعت) ہے اور ہم تین ناقص رکعت کو پسند نہیں کرتے۔ (محمد بن نصر اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

۵۹۴..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَلُوْتُرُ سَبْعَ أَوْ خَمْسَ وَإِنِّي لَأَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ ثَلَاثًا بِتَرَاءَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ وَالطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ در سات یا پانچ (رکعت) ہے اور بے شک میں اس کے ناقص رکعت ہونے کو پسند کرتی ہوں۔ (محمد بن نصر اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النَّبِيُّ: إِنَّ الْوُتْرَ بِفَلَاحٍ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَجَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَالْنَّهْيُ فِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ مَحْمُولٌ عَلَى أَنْ يُصَلِّيَ وَتَرَا بِفَلَاحٍ رَكَعَاتٍ وَلَمْ يَفْلُحْ تَطَوُّعٌ إِنَّمَا رَكَعَتَانِ وَإِنَّمَا أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ أَوْ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ.

ترجمہ: نبوی کہتا ہے کہ تین رکعت وتر نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے ثابت ہے، پس ان احادیث میں جو منع کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تین رکعت وتر پڑھے جائیں اور اس سے پہلے دو، چار یا اس سے زیادہ نفل نہ پڑھے جائیں۔

مسئلۃ الباب:

حدیث نمبر ۵۸۷ سے لے کر حدیث نمبر ۶۳۶ تک چار ابواب میں وتر کے حلق دو اہم اور مختلف فیہ مسئلے بیان کئے گئے ہیں:

۱..... وتر کی کتنی رکعت ہے؟ ۲..... ایک سلام کے ساتھ یا دو سلاموں کے ساتھ۔

اقوال فقہاء:

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک رائج قول کے مطابق کم از کم تین رکعت اور دو سلاموں کے ساتھ۔
(۲) امام شافعیؒ و احمدؒ کے یہاں وتر ایک سے لے کر گیارہ رکعت تک (دو روایت ایک سے سات تک) درست ہے، البتہ اس کے پڑھنے کے دوطریقے ہیں:

۱۔ موصولاً یعنی ایک تشہد کے ساتھ تین رکعت پڑھے۔

۲۔ مفصولاً یعنی دو رکعت الگ اور ایک رکعت الگ پڑھے۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تین رکعت ایک سلام کے ساتھ (دو روایت عن الامام احمدؒ)۔
دلائل: مصنفؒ نے ”باب الوتر خمس ادا کثر“ کے تحت تین رکعت سے زائد کا کلین وتر کی دلیل بننے والی روایات ذکر کی ہیں، اہم دلائل کا خلاصہ مع جواب و تاویل درج ذیل ہے۔

۱..... حدیث ابن عباسؓ (نمبر ۵۸۸) ”ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ“۔

۲..... حدیث عائشہؓ ”وَيُصَلِّيُ بَسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَذْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يَسْلَمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّيُ الثَّامِنَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَذْعُوهُ ثُمَّ يَسْلَمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيُ رَكَعَتَيْنِ.....“ الحدیث۔

۳..... حدیث ابو ہریرہؓ لَا تُؤْتِرُوا بِثَلَاثٍ تَشْبَهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَلَكِنْ أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ سِتٍّ أَوْ يَتَسَعُ أَوْ يَأْخُذُ عَشْرَةً أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ "مراۃ پانچ، سات، نو، گیارہ اور اس سے زائد وتر کا حکم ہے۔

احناف کی طرف سے جوابات:

الزامی جواب اور قطعی: روایات میں "ایثار ہر رکعت" سے لے کر "ایثار ثلاث عشرہ" بلکہ "ایثار بسبع عشرہ" یعنی سترہ رکعت تک وتر وارد ہے لہذا جن روایات میں گیارہ سے زیادہ "ایثار" وتر پڑھنے کا ذکر ہے وہاں ائمہ ثلاثہ یہ تاویل کرنے پر مجبور ہیں کہ یہاں ایثار سے مراد پوری صلاۃ اللیل ہے جس میں تین رکعات وتر کی ہیں اور آٹھ رکعت تہجد کی، اور کبھی اس سے پہلے دو خفیف رکعت اور دو رکعت نفل بعد وتر اور دو رکعت سبغ فجر شامل ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو توجیہ ائمہ ثلاثہ نے تیرہ، سترہ رکعت والی احادیث میں کی ہے وہی توجیہ ہم پانچ، سات، نو اور گیارہ رکعت والی احادیث میں کرتے ہیں یعنی آٹھ رکعت تہجد کے ساتھ تین رکعت وتر تو مکمل گیارہ رکعتیں بنیں کسی نے مکمل اس کو نقل کر دیا، بعض حضرات صحابہؓ نے شروع کی رکعتیں ھیئتین کو اور وتر کے بعد کی نفلوں کو ساقط کیا تو "ثلاث عشرہ رکعتہ" ہوئیں، اور بعض حضرات نے شروع کی رکعتیں ھیئتین اور وتر کے بعد کی نفلوں کو ساقط کرنے ساتھ ساتھ فجر کی سنتوں کو بھی خارج کر دیا تو انہوں نے "احدی عشرہ رکعتہ" کہہ دیا۔ پھر آخر عمر میں جب آپ ﷺ کا جسم مبارک ہماری ہو گیا تو آپ نے بعض اوقات تہجد کی چھ رکعتیں پڑھیں اور وتر کی تین رکعتیں ان کے ساتھ مکمل کر کے نو رکعات ہو گئیں بعض حضرات نے اس زمانہ کا مکمل روایت کر دیا، اور کہا "اوتر بتسع"، پھر بعض اوقات آپ نے مزید کی کی اور تہجد کی صرف چار رکعات پڑھیں، اس زمانہ کا مکمل "اوتر بسبع" کے الفاظ سے بیان کیا گیا۔

الغرض روایات میں "اوتر" یعنی ایثار صرف صلاۃ الوتر پڑھنے کے لئے بھی بولا گیا ہے اور پوری صلاۃ اللیل جو آخر میں طاق عدد والی نماز یعنی وتر پر مشتمل ہو، پر بھی بولا گیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کی وضاحت:

بخاری شریف کی روایت "ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ" مکمل ہے اس

میں یہ وضاحت نہیں کہ پانچوں رکعتیں وتر کی تھیں یا تین وتر اور دو نفل ملا کر پانچ رکعات مراد ہیں۔ تاہم یہی روایت ابن عباسؓ واقعہ مذکورہ کے ساتھ مسلم شریف میں ان الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے: ”ثم أوتر بثلاث“ نیز آثار السنن حدیث نمبر ۶۰۹ میں بسند سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ تین رکعت وتر پڑھنا منقول ہے لہذا اس مجمل روایت کو مفضل روایت پر حمل کرنا اوٹی ہے۔ اور ”ولم يجلس بينهما“ سے جلسہ طویلہ کی نفی مقصود ہے جو دعاء و ذکر کے لئے ہوئیں قصد کی نفی نہیں، چنانچہ معمول یہی ہے کہ دعاء وتر کے بعد نہیں کی جاتی بلکہ نفلوں کے بعد کی جاتی ہے۔ حدیث عائشہؓ پر کلام:

”فَيُصَلِّي السَّابِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيُحَمِّدُهُ وَيَذْعُرُهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسَمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ“ اس حدیث کی توجیہ یہ کی گئی ہے دراصل ان گیارہ رکعتوں میں چھ تہجد کی، تین وتر کی، اور دو رکعت وتر کے بعد کی نفل ہوتی تھی، اور ”لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي السَّابِعَةِ“ مطلق جلسہ کی نفی مقصود نہیں بلکہ ایسے جلسہ کی نفی ہے جس کے بعد سلام نہ ہو اور مطلب یہ ہے کہ آٹھ رکعات سے پہلے آپ ہر جلسہ پر سلام پھیرتے مگر آٹھویں رکعت پر جلسہ فرماتے تو سلام کے بغیر نویں رکعت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے جو وتر کی تیسری رکعت ہوتی اور پھر وتر سے فارغ ہو کر دو رکعت اور نفل ادا فرماتے، بصورت دیگر آنحضرت ﷺ کی صلاۃ اللیل کی بھی نفی لازم آتی ہے کیونکہ سب رکعتیں وتر کی ہوئیں۔

حدیث ابن عباسؓ اور حدیث عائشہؓ اس توجیہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں؛ کیونکہ دونوں حضرات سے ایسی روایات بکثرت آئی ہیں جن میں صراحتاً ایک سلام کے ساتھ تین رکعت وتر کا ذکر ہے اور کوئی تاویل بھی نہیں کی جاسکتی۔ واللہ اعلم بالصواب حدیث ابو ہریرہؓ پر کلام:

بعض احادیث میں نماز مغرب کو ”وتر التہار“ اور نماز وتر کو ”وتر اللیل“ کہا گیا ہے، مگر فی حدیث ابی العالیہ ”فَهَذَا وَتَرُ اللَّيْلِ وَهَذَا وَتَرُ النَّهَارِ“ [آثار السنن: ۶۲۱] لہذا حدیث ابو ہریرہؓ ”لَا تَوْتَرُوا بِثَلَاثٍ تَشْبَهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ“ کا مقصد یہ ہے کہ ”وتر اللیل“

میں نماز مغرب کی طرح صرف تین رکعات پراکتفاء نہ کرو بلکہ اس سے پہلے تہجد بھی پڑھو، یہ تاویل ضروری ہے ورنہ تین رکعت وتر والی صحیح و سرتج احادیث کی مخالفت لازم آئے گی۔

بَابُ الْوُتْرِ بِرُكْعَةٍ

ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھنا

۵۹۵..... عَنْ ابْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا عَشِيَ أَخَذَكُمْ الصُّبْحُ صَلَّى رُكْعَةً وَاحِدَةً تَوَيَّرَ لَهُ، مَا قَدْ صَلَّى. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو (دو رکعت) ہے تو جب تم سے کسی کو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھ لے وہ اس کے لئے پڑھی ہوئی نماز کو وتر بناوے گی۔ (جماعت نے اس کو روایت کیا)

۵۹۶..... وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رُكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْيَمِينِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ فَيُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے، ان (میں) سے ایک (رکعت) کے ساتھ وتر پڑھتے اور جب اس سے فارغ ہوتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن آجاتا، پھر آپ دو مختصر رکعتیں پڑھتے۔ (شیخین نے اس کو روایت کیا)

۵۹۷..... وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْتَرَ بِرُكْعَةٍ. رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: قاسم بن محمد (بن ابوبکر صدیق) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے

ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھا۔ (دارقطنی، سند صحیح ہے)

۵۹۸..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوُتْرِ وَالشَّفْعِ بِتَسْلِيمَةٍ وَيُسَمِعُنَاهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ قَوِيٍّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ وتر اور دو رکعت کے درمیان سلام سے فاصلہ فرماتے اور اس (سلام) کو ہمیں سناتے۔ (احمد، سند قوی ہے)

۵۹۹..... وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: الْوُتْرُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ لَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتِرَ بِعُمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَآخَرُونَ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَالصَّوَابُ وَفَقَهُ.

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وتر ایسا حق ہے جو ہر مسلمان پر واجب ہے، پس جو شخص پانچ رکعت وتر پڑھنا پسند کرے تو وہ پانچ رکعت پڑھ لے، اور جو شخص تین رکعت وتر پڑھنا پسند کرے تو وہ تین رکعت پڑھ لے، اور جو شخص ایک رکعت وتر پڑھنا پسند کرے تو وہ ایک رکعت پڑھ لے۔ (ترمذی کے علاوہ چاروں نے اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور درست بات اس حدیث کا موقف ہوتا ہے)

۶۰۰..... وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَفْصِلُ بَيْنَ شَفْعِهِ وَوُتْرِهِ بِتَسْلِيمَةٍ وَأَخْبَرَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ.

ترجمہ: سالم بن عبداللہ بن عمر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ وہ دو رکعت اور وتر کے درمیان سلام سے فاصلہ فرماتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ ایسا کرتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند میں کچھ کلام ہے)

۶۰۱..... وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوُتْرِ حَتَّى يَأْتِيَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: ناخ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میں ایک اور دو رکعت کے درمیان سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ اپنے بعض کاموں کا حکم (بھی) دیتے تھے۔ (بخاری)

۶۰۲..... وَعَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ: صَلَّى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: يَا غُلَامُ! ارْحَلْ لَنَا ثُمَّ قَامَ وَأَوْتَرَ بِرُكْعَةٍ. رَوَاهُ مُسْعِدُ بْنُ مَسْعُودٍ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ: بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

ترجمہ: بکر بن عبداللہ حزقی نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر کہا اے لڑکے! ہمارے لئے (سواری پر) کھلوہ ڈال دو، پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت وتر ادا کیا۔ (مسعد بن مسعود نے اس کو روایت کیا اور حافظ نے فتح الباری میں کہا کہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے)

۶۰۳..... وَعَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرُكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلَى لَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَاتَى ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: دَعْنِي فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر ادا کیا، اور ان کے پاس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آزاد کردہ غلام (بھی) تھا، پس وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان کو (حضرت معاویہ کے) اس عمل کی خبر دی، تو انہوں نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو اس لئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۶۰۴..... وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ قَالَ: قُلْتُ: لَا يَغْلِبُنِي اللَّيْلَةُ عَلَى الْمَقَامِ أَحَدٌ فَبَقُمْتُ أَصْلَى فَوَجَدْتُ حَسَّ رَجُلٍ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِي فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَتَنَحَّيْتُ لَهُ فَتَقَدَّمْتُ فَاسْتَفْتَحَ الْقُرْآنَ حَتَّى خَتَمَ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَقُلْتُ: أَوْهَمَ الشَّيْخُ، فَلَمَّا صَلَّى قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّمَا صَلَّيْتَ رُكْعَةً وَاحِدَةً فَقَالَ: أَجَلٌ، هِيَ وَتَرِي. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالذَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبدالرحمن تیمی نے کہا میں نے (اپنے جی میں) کہا آج رات قیام (تہجد) میں مجھ پر کوئی غالب نہیں آسکا، پس میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا، میں نے اپنے پیچھے کسی شخص کے پاؤں

کی چاپ سنی تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، تو میں ان کے لئے ایک طرف ہو گیا، پس وہ آگے بڑھے اور قرآن پاک کو (پڑھنا) شروع کیا، یہاں تک کہ (پورا قرآن) ختم کر لیا، پھر رکوع کیا اور جودہ کیا، میں نے کہا کہ ”حضرت“ کو وہم ہو گیا ہے، جب انہوں نے نماز پڑھ لی تو میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے ایک ہی رکعت پڑھی ہے؟! فرمایا: ہاں، یہ میرے وتر ہیں۔ (طحاوی اور دارقطنی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۶۰۵..... عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: أَمِنَّا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَنَحَّى فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى رَكْعَةً فَاتَّبَعْتُهُ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ مَا هَذِهِ الرُّكْعَةُ؟ فَقَالَ: وَتَرَأَانِمْ عَلَيْهِ. قَالَ عَمْرُو: لَدَ كَرُثَ ذَلِكَ لِمُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ: كَانَ يُؤْتِرُ بِرُكْعَةٍ يَعْنِي سَعْدًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبد اللہ بن سلمہ نے کہا کہ ہمیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز میں امامت کرائی، جب وہ (نماز سے) فارغ ہوئے تو مسجد کے ایک طرف ہو کر ایک رکعت پڑھی، میں (بھی) ان کے پیچھے ہوا، میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے ابواسحاق! یہ رکعت کیا ہے (یعنی کون سی نماز ہے)؟ فرمایا کہ وتر (کی نماز) ہے، میں (یہ) پڑھ کر سوتا ہوں۔ عمرو (حدیث کے ایک راوی) نے کہا میں نے اس بات کا ذکر (حضرت سعد کے صاحبزادے) مصعب بن سعد سے کیا تو کہا کہ وہ یعنی سعد ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۶۰۶..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صَفِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ وَزَمِنَ الْفُتْحَ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ سَعْدٌ قَدْ شَهِدَ بَلَرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ لَا يُؤْتِرُ بِرُكْعَةٍ حَتَّى يَقُومَ مِنْ خَوْفِ اللَّيْلِ. رَوَاهُ التَّيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: عبد اللہ بن ثعلبہ بن صفی رضی اللہ عنہ جن کے چہرہ پر نبی اکرم ﷺ نے مسح کے وقت پر ہاتھ پھیرا تھا، سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حضرت سعد نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بدر میں شریک تھے (ان کو دیکھا کہ) وہ عشاء کی نماز کے بعد

ایک رکعت وتر پڑھتے، رات کے درمیان (تہجد کے لئے) کھڑے ہونے تک اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (بخاری نے معرف میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

قَالَ النِّمَوِيُّ: وَلِيَّ الْبَابِ آثَارُ أُخْرَى جُلُّهَا لَا تَخْلُو عَنْ مَقَالٍ، وَالْأَمْرُ وَاسِعٌ لَكِنْ الْفَضْلُ أَنْ يُصَلِّيَ تَطَوُّعًا ثُمَّ يُصَلِّيَ الْوُتْرَ بِثَلَاثٍ رَكَعَاتٍ مُؤْضِلَةٍ. ترجمہ: نبوی کہتا ہے کہ اس باب میں دوسرے آثار (بھی) ہیں ان میں سے اکثر عقیدے خالی نہیں، اور معاملہ میں گنجائش ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نفل پڑھے جائیں پھر تین رکعت ملا کر پڑھے۔ ایک رکعت وتر پر شافعیہ و حنبلیہ کے دلائل:

باب کی تمام احادیث بظاہر ان حضرات کی دلیل ہیں، دلائل کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱..... حدیث عائشہؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْتَرَ بِوُكُوعَةٍ۔

۲..... حضرت ابن عمرؓ کی دور رکعت پر سلام پھیرتے پھر ایک رکعت الگ سے پڑھتے اور فرماتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ بھی ایسا کیا کرتے تھے۔

۳..... حدیث ابن ابی ملیکہؓ کہ حضرت معاویہؓ ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

۴..... حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی ایک وتر پڑھنے پر اکتفاء کیا کرتے تھے۔

۵..... حضرت عثمانؓ سے مروی ایک واقعہ میں انہوں نے فقط ایک رکعت وتر پڑھا۔

احناف کی طرف سے جوابات:

۱..... حدیث عائشہؓ وغیرہ میں ”ایثار بواحدة“ یا ”ایثار بركعة“ بمثل اور غیر واضح کلمات ہیں، آپؓ

سے مروی ایک سلام کے ساتھ تین رکعت والی صریح روایات کی روشنی میں اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کے شفعہ کے ساتھ ایک رکعت کا اضافہ کر کے اس کو تین رکعات بنا دیا جائے نہ یہ کہ

صرف ایک رکعت پڑھی جائے۔ اگر یہ مطلب نہ لیا گیا تو ”ایثار بواحدة“ ان روایات کے بھی مخالف ہو گا جن میں آپ ﷺ نے ”بیترا“ یعنی صرف ایک رکعت والی نماز سے منع فرمایا ہے۔

۲..... حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں دو باتیں ہیں: (۱) ان کا خود کا عمل کہ دور رکعت الگ اور

ایک رکعت الگ پڑھتے تھے۔ (۲) اس عمل کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی طرف کی۔

اس کے کئی جوابات دیے گئے ہیں:

۱- ممکن ہے ”يُفْصَلُ بَيْنَ شَفْعِهِ وَوَقْرِهِ بِتَسْلِيمَةٍ“ میں تسلیم سے تشہد والا سلام یعنی ”السلام علیک اے اللہ کی“.....“ ارخ مراد ہو اور یہ بھی کہ نماز سے نکلنے کے لیے سلام کہا ہو۔

۲- علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اس عمل کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی جانب سب باتوں میں ضروری نہیں بلکہ عین ممکن ہے کہ نسبت صرف تین رکعت وتر ہونے میں ہو۔

۳- ابن عمرؓ قہد اول میں ”السلام علیک اے اللہ کی“.....“ ارخ کو فتح صلاۃ سمجھتے تھے، لہذا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے جب آنحضرت ﷺ کو قہد اول میں ”السلام علیک“ پڑھتے ہوئے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ آپ نے دو رکعت پر نیت ختم کر دی اور اگلی رکعت مستقل نیت کے ساتھ ادا فرمائی، تو اس نسبت کی بنیاد حضرت ابن عمرؓ کا اپنا اجتہاد تھا نہ کہ فی الحقیقت قطع صلاۃ ہوا تھا۔

الغرض حدیث ابن عمرؓ میں مذکورہ بالا احتمالات کے ہوتے ہوئے اس سے ایثار برکھ پر استدلال درست نہیں۔

۳- حضرت معاویہؓ کا عمل: روایت کا سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ یہ آپؐ کا اجتہاد تھا نہ کہ حدیث مرفوع؛ چنانچہ ابن عباسؓ کو جب آپؐ کے اس عمل کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے تصدیق کے بجائے یوں کہہ کر بات کو ٹال دیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں ممکن ہے اپنی قنابت سے ایسا کیا ہو، بخاری شریف کی ایک اور روایت کے الفاظ میں اس کی صراحت بھی ہے: ”دعه؛ فإنه فقیہ“۔ نیز الفاظ ”أوتر بعد العشاء برکھ“ سے یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک رکعت ملا کر فقط تین رکعت پڑھی ہو مزید نوافل نہ ادا کئے ہوں تو ابن عباسؓ نے بھی ان کی عظیم سعادت یعنی حصول صحبت رسول اللہ ﷺ کے ذکر پر اکتفاء کیا۔

۴- حضرت سعدؓ کا عمل: ”ایثار بواحدۃ“ کے مسئلہ پر دوسرے صحابہؓ نے ان کی موافقت نہیں کی بلکہ طحاوی شریف کی روایت کے مطابق ابن مسعودؓ نے ان پر تنقید کی تھی۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ ایثار بواحدۃ سے مراد یہاں بھی دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا کر تین رکعت وتر پڑھنا ہو، علامہ نیوٹی نے اسی معنی کو اختیار کیا ہے۔

۵- حضرت عثمانؓ کا مذکورہ واقعہ بھی احتمال سے خالی نہیں، کیونکہ عین ممکن ہے کہ حضرت ابن عمرؓ

کی طرح وہ بھی دو رکعت کے بعد سلام پھیرنے کے قائل ہوں تیسری رکعت علیحدہ سے پڑھی ہو۔
بہر حال اس باب میں شافعیہ و حنابلہ کے پاس کوئی صریح حدیث موجود نہیں۔

بَابُ الْوُتْرِ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ

تین رکعت کے ساتھ وتر پڑھنا

۶۰۷..... عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةِ رَكْعَةٍ، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسَيْنٍ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسَيْنٍ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُؤْتِرَ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنِي تَنَامَانُ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ: ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں ایسی نماز ہوتی تھی؟ تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور رمضان کے علاوہ میں گیارہ رکعت نماز سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، آپ (پہلے) چار رکعت نماز ادا فرماتے کہ ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو، پھر چار رکعت نماز ادا فرماتے کہ ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو، پھر تین رکعت نماز پڑھتے تھے، حضرت عائشہ نے فرمایا کہ پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ (بخاری نے اس کو روایت کیا)

۶۰۸..... وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَقِظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ: هُوَ أَنْ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَا يَتِي لَأُولَى الْآلَاءِ فَقَرَأَ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتَّى تَفَخَّ ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

سِتُّ رَكَعَاتٍ، كُلُّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هُوَ لَا آيَاتِ ثُمَّ أَوْتُو بِثَلَاثٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: علی بن عبد اللہ بن عباسؓ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں وہ (ایک رات) رسول اللہ ﷺ کے پاس سوئے، آپ بیدار ہوئے اور آپ نے مسواک کی اور وضوء یہ آیات تلاوت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنِّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (یعنی بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور دن اور رات کے بدلنے میں یقیناً کھد اوروں کے لئے نشانیاں ہیں) پس آپ نے ان آیات کو تلاوت فرمایا یہاں تک کہ سورت ختم فرمائی، پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور ان دونوں (رکعت) میں قیام، رکوع اور سجدہ کو طویل فرمایا، پھر آپ نے سلام پھیرا اور سو گئے یہاں تک کہ آپ نے خراٹے بھرے، اس طرح تین بار چھ رکعت ادا فرمائیں، ہر بار مسواک اور وضوء کرتے اور یہ آیات تلاوت فرماتے پھر آپ نے تین رکعت وتر پڑھے۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا)

۶۰۹..... وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا أَبَا دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: سعید بن جبیرؓ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ "سَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى" اور "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ" اور "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے۔ (ابوداؤد کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۱۱۰..... وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ "سَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى" اور "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ" اور "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ"۔ (ترمذی کے علاوہ پانچوں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۱۱..... وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ يَقُولُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَلَا يُسَلَّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِمْ وَيَقُولُ يَغْنَى بَعْدَ التَّسْلِيمِ: مُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقَلُوسِ ثَلَاثًا. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: انہی (ابی بن کعبؓ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ وتر (کی پہلی رکعت) میں ”سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ“ اور دوسری (رکعت) میں ”قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ“ اور تیسری رکعت میں ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ پڑھتے تھے اور آپ سلام نہیں پھیرتے مگر اس کے آخر میں، اور سلام کے بعد تین بار (یہ) دعاء پڑھتے: ”مُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقَلُوسِ“ (یعنی تمام عیوب سے پاک ہے پاک بادشاہ)۔ (نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۶۱۲..... وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي رَزَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْوُتْرَ فَقَرَأَ فِي الْأُولَىٰ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ يَقُولُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَلَمَّا قَرَعَ قَالَ: مُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقَلُوسِ ثَلَاثًا يَمُدُّ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَحْمَدُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن ابی رزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ وتر پڑھے پس آپ نے پہلی رکعت میں ”سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ“ اور دوسری میں ”قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ“ اور تیسری میں ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ قرأت فرمائی، جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو آپ نے تین بار ”مُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقَلُوسِ“ پڑھا اور تیسری بار آواز کو بلند کیا۔ (طحاوی، احمد، عبد بن حمید اور نسائی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۱۳..... وَعَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَىٰ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيْ الْوُتْرِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: زرارہ بن اوفیٰ سعد بن ہشام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نے ان سے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ دو رکی دوسری رکعت میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔ (نبائی اور دوسروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۱۴..... وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ دَخَلَ الْمَنَزِلَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعَثَهُمَا رَكْعَتَيْنِ أَطْوَلَ مِنْهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ يَتَّبَعُهُ.

ترجمہ: حسن (امری) سعد بن ہشام سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عشاء (کی نماز) پڑھ لیتے تو آپ گھر تشریف لاتے، پھر دو رکعت نماز پڑھتے، پھر دو رکعت نماز (پہلی) دو رکعتوں سے زیادہ لمبی پڑھتے پھر تین رکعت دو پڑھتے، اس کے درمیان فاصلہ نہیں فرماتے۔ (احمد نے معتبر سند کے ساتھ اس کو روایت کیا)

۶۱۵..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: بِكَمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْتِرُ؟ قَالَتْ: بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ وَلَمْ يَكُنْ يُؤْتِرُ بِأَكْثَرِ مِنْ ثَلَاثٍ عَشْرَةَ وَلَا أَقْصَى مِنْ سَبْعٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی قیس نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعت وتر ادا کرتے تھے، فرمایا کہ چار اور تین، چھ اور تین، آٹھ اور تین دس اور تین رکعت، اور آپ ﷺ تیرہ رکعت سے زیادہ اور سات رکعت سے کم نہیں پڑھتے تھے۔ (احمد، ابو داؤد اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۶۱۶..... وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَمَ الْمُؤْمِنِينَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُؤْتِرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمَعْوَدَتَيْنِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: عبدالحزیز بن جریج نے کہا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کس چیز (سورہ) کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپ پہلی رکعت میں ”سُبْحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى“ اور دوسری میں ”قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ“ اور تیسری میں ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ اور معوذتین پڑھتے تھے۔ (احمد نے اور نسائی کے علاوہ چاروں نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۶۱۷..... وَعَنْ عُمَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ: يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِسُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَصَحَّحَهُ.

ترجمہ: عمرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا فرماتے پہلی رکعت میں ”سُبْحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى“ اور دوسری میں ”قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ“ اور تیسری میں ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“، ”قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ“ اور ”قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ“ پڑھتے تھے۔ (دارقطنی اور طحاوی نے اس کو روایت کیا اور طحاوی نے اس کو صحیح قرار دیا)

۶۱۸..... وَعَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: ذَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلًا فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَمْ أَوْتِرْ فَقَامَ وَصَفَّفْنَا وَرَأَاهُ، فَصَلَّى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ أَخْرَجَهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: مسور بن مخرمہؓ نے کہا ہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رات میں دفن کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک میں نے وتر نہیں پڑھے، پس وہ کھڑے ہو گئے اور ہم نے ان کے پیچھے صفیں بنائیں، تو انہوں نے ہمیں تین رکعت پڑھائیں، سلام اس کے آخری میں پھیرا۔

۶۱۹..... وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: الْوُتْرُ ثَلَاثُ كَوْتَرِ النَّهَارِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وتر تین رکعت ہیں جیسا کہ دن کے وتر

یعنی مغرب کی نماز ہے۔ (لحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۲۰..... وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ: صَلَّى بِيْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْوُتْرَ وَأَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَأُمُّ وَلَدِهِ خَلْفَنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ، ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُعَلِّمَنِي. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ثابت نے کہا: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے تین رکعت وتر پڑھائے جبکہ میں ان کی دائیں طرف تھا اور ان کی ام ولد ہمارے پیچھے تھی، انہوں سلام نہیں پھیرا مگر اس کے آخر میں، میرا گمان ہے کہ وہ مجھے سکھانا چاہتے تھے۔ (لحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۲۱..... وَعَنْ أَبِي خَالِيفَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوُتْرِ فَقَالَ: عَلَّمَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْ عَلَّمُونَا أَنَّ الْوُتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ غَيْرُ أَنْ نَقْرَأَ فِيهِ الْقَائِلَةَ، فَهَذَا وَتْرُ اللَّيْلِ وَهَذَا وَتْرُ النَّهَارِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ابو خالدؓ نے کہا میں نے ابو عالیؓ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کے اصحاب نے سکھایا، یا (کہا) ہم کو انہوں نے سکھایا کہ وتر مغرب کی طرح ہیں علاوہ اس کے کہ ہم (وتر کی) تیسری رکعت میں (بھی) قرأت کرتے ہیں، پس یہ رات کے وتر ہیں اور وہ دن کے وتر ہیں۔ (لحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

۶۲۲..... وَعَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: وَرَأَيْنَا أَنَا وَمَا مِنْدُ أَكْرَحْنَا يُؤْتِرُونَ بِثَلَاثٍ وَإِنْ كَلَّأُوا وَسِعَ وَأَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بَشْيَءٌ مِنْهُ بَأْسٌ.

ترجمہ: قاسمؓ نے کہا اور ہم نے کئی لوگوں کو دیکھا جب سے ہم نے ہوش سنبالا کہ وہ تین رات وتر ادا کرتے ہیں اور بے شک ہر ایک میں گنجائش ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کچھ حرج نہیں۔

۶۲۳..... وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ السَّبْعَةِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَغُرُورَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَخَارِجَةَ بِنِ زَيْدٍ وَعُثَيْدَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِي مَشِيعَةِ سِوَاهُمْ أَهْلُ فِقْهِ وَصَلَاةٍ وَفَضْلِ، وَرُبَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الشَّيْءِ فَأَخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا فَكَانَ مِمَّا وَعَيْثُ

عَنْهُمْ عَلَى هَذِهِ الصَّفَةِ أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلَّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: ابو زناد نے (مدینہ منورہ کے) ساتوں حضرات (فقہاء) یعنی سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابو بکر بن عبد الرحمن، خارج بن زید، عبید اللہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے ان کے علاوہ فقیر، بطل ملاح و فضل والے اور کئی شیوخ سے روایت کی بلکہ کبھی وہ کسی چیز میں اختلاف کرتے تو ان میں سے اکثریت اور (بسا اوقات) بہترین رائے والے شخص کے قول پر عمل کیا جاتا تو جو باتیں میں نے ان حضرات سے مذکورہ طریقہ کے مطابق اخذ کیں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ وتر تین رکعت ہیں سلام صرف ان کے آخر میں ہی پھیرا جائے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے)

۶۲۴..... وَعَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْوُتْرَ بِالْمَدِينَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلَاثًا لَا يُسَلَّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِمْ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

ترجمہ: انہی (ابو زناد) نے کہا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے مدینہ منورہ میں فقہاء کے قول کے مطابق تین رکعت وتر مقرر کئے، سلام اس کے آخر ہی میں پھیرا جائے۔ (طحاوی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

ایک سلام کے ساتھ تین رکعت وتر پر احناف کے دلائل:

باب کی تمام کی تمام اٹھارہ مرفوع و موقوف حدیثیں مسئلۃ الباب میں امام ابو حنیفہؒ کی واضح دلیل ہیں، بعض میں وتر تین رکعت ہونے اور بعض میں ایک سلام کے ساتھ تین رکعت ہونے کی صراحت موجود ہے۔ اہم دلائل اجمالاً ملاحظہ فرمائیے:

۱..... حدیث ابن عباسؓ "ثُمَّ أَوْتِرَ بِثَلَاثٍ" وعنا أيضا: "كَانَ يُؤْتِرُ بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْغَالِي وَفُلٌ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفُلٌ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" یہی حدیث ابی بن کعبؓ، عبد الرحمن بن ابی بکرؓ اور حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے اس کے مطابق آپ ﷺ کا دائمی معمول تین رکعت وتر پڑھنے کا تھا۔

۲..... حدیث عائشہؓ "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رُكْعَتِي الْوُتْرِ"

۳..... حدیث عبد اللہ بن ابی قیسؓ عن عائشہؓ "بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَبِسِتٍّ وَثَلَاثٍ وَتَمَانٍ"

وَفَلَاحٌ وَعَشْرٌ وَفَلَاحٌ“ اس حدیث سے تمام احادیث میں تطبیق پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ صاف صاف بتلادیا گیا کہ جہاں آپ ﷺ نے سات رکعت پڑھی تو وہاں چار نفل اور تین وتر ہوتی، اور جہاں گیارہ پڑھی وہاں آٹھ نفل اور تین وتر ہوتی اور جہاں تیرہ رکعت پڑھی تو وہاں دس وتر کے علاوہ اور تین وتر ہوتی، بہر حال وتر ہمیشہ تین رکعت ہی ہوتی تھی۔

۴..... حدیث سورعین عمر: ”فَصَلَّى بِنَا فَلَاحٌ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ“۔

۵..... حدیث ابن مسعود مرفوعاً: ”الْوُتْرُ ثَلَاثٌ كَوُتْرِ النَّهَارِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ“۔

۶..... حدیث ثابت بن اسلم مرفوعاً: ”صَلَّى الْوُتْرُ ثَلَاثٌ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ“۔

۷..... ابو الحالیہ فرماتے ہیں ”میں حضرت محمد ﷺ کے اصحاب نے تین رکعت وتر کی تعلیم دی۔“

۸..... ابو ابراہیم فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے فقہاء سید ایک سلام کے ساتھ تین رکعت وتر کے قائل تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انہی کے فتوے کے موافق تین رکعت وتر کو جاری کیا۔

بَابُ مَنْ قَالَ: إِنَّ الْوُتْرَ بِثَلَاثٍ إِنَّمَا يُصَلِّي بِعَشْرٍ وَاحِدٍ
وہ جنہوں نے کہا کہ وتر تین رکعت ایک تشہد کے ساتھ پڑھے گا

۶۲۵..... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ،

أَوْ ثَمَانٍ أَوْ خَمْسٍ أَوْ بَسْمِجٍ، وَلَا تُشْهِرُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ

الْمَرْوَزِيُّ وَاللَّاحِقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالتَّيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

قَالَ النَّيْسَابُورِيُّ: الْإِسْنَادُ لَهَذَا الْخَبَرِ غَيْرُ صَحِيحٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین وتر نہ

پڑھو (بلکہ) پانچ یا سات رکعت وتر پڑھو اور (وتر کو) مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ۔ (محمد بن نصر

مروزی، دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے)

نیلوی کہتا ہے کہ اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

۶۲۶..... وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ

اللہ ﷺ یُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهِمْ بِوَهَذَا وَتُرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَنْهُ أَخَذَهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ . رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ .

قَالَ النِّمَوِيُّ: إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحَادِيثِ الَّتِي أَوْرَدْنَاهَا فِيْمَا مَضَى تَذُلُّ بِظَاهِرِهَا عَلَى تَشْهَدِي الْوُتْرِ .

ترجمہ: سعید بن ہشام سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وڑا کرتے تپ نہیں بیٹھے مگر اس کے آخر میں یہی وڑا میرا مومنین عربین خطاب (رضی اللہ عنہ) کے ہیں، اور انہی سے اہل مدینہ نے لیا ہے۔ (حاکم نے مستدرک میں اس کو روایت کیا اور یہ حدیث غیر محفوظ ہے)

نیوی کہتا ہے کہ بے شک بہت سی احادیث جنہیں ہم گذشتہ اوراق میں لایچکے ہیں، ان کا ظاہر وڑ کے دو تشہد پر دلالت کرتا ہے۔

شافعیہ و حنابلہؒ دو دلیلین: شافعیہ و حنابلہ نے اپنے ایک قول کہ وڑ تین رکعت ایک تشہد کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں، پر باب کی احادیث سے استدلال کیا ہے، لیکن معتق نے ان دونوں حدیثوں پر کلام کیا ہے۔

حدیث ابو ہریرہؓ پر کلام: شافعیہ و حنابلہؒ ”وَلَا تَشْهَدُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ“ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ صلاۃ المغرب میں تین رکعت دو تشہد کے ساتھ ہے تو اس کی مشابہت نہ کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ وڑ تین رکعت ایک تشہد کے ساتھ پڑھو۔

امام نیویؒ فرماتے ہیں کہ ان کا یہ استدلال درست نہیں ہے، دراصل بعض احادیث میں نماز مغرب کو ”وڑ اتھار“ اور نماز وڑ کو ”وڑ اللیل“ کہا گیا ہے، مکافی حدیث ابی العالیہؒ ”فَهَذَا وَتُرُ اللَّيْلِ وَهَذَا وَتُرُ النَّهَارِ“ [آثار السنن: ۶۲۱] لہذا حدیث ابو ہریرہؓ مذکور کا مقصد یہ ہے کہ ”وڑ اللیل“ میں نماز مغرب کی طرح صرف تین رکعات پر اکتفاء نہ کرو بلکہ اس سے پہلے تہجد بھی پڑھو، یہ تاویل ضروری ہے ورنہ تین رکعت وڑ والی صحیح و درج احادیث کی مخالفت لازم آئے گی،

حدیث کے سابق سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

حدیث عائشہؓ پر کلام: مصنفؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غیر محفوظ ہے وضاحت اس کی یہ ہے کہ مذکورہ حدیث کو ابان بن یزید الطائریؒ "لَا يَقَعْدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ" کے ساتھ نقل کرتے ہیں مگر سعید بن ابی عروبہؒ جو ابان سے زیادہ ثقہ ہیں وہ "لَا يَسْلَمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ" کے الفاظ کے ساتھ حدیث کو نقل کرتے ہیں، ابان اس روایت میں متفرد بھی ہیں لہذا سعید بن ابی عروبہؒ کی روایت زیادہ قوت کی وجہ سے راجح ہونی چاہئے، غرض یہ کہ یہ حدیث بھی ان کا مستدل نہیں ہو سکتی۔

واللہ اعلم بالصواب

تمت بالخیر

وَبِنَاقِبِلْ مَنَا لَكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدًا وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

مراجع و مصادر

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف	مطبع
۱-	تفسیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ	محمد احمد عیسوی	مؤسسۃ الملک فیصل
۲-	جامع اسباب النزول	الشیخ خالد عبدالرحمن العکک	قدیمی کتب خانہ
۳-	کتب ست فی الحدیث
۴-	مشکوٰۃ المصابیح	خطیب تبریزیؒ	قدیمی کتب خانہ
۵-	فتح الباری شرح بخاری شریف	حافظ ابن حجر عسقلانی	قدیمی کتب خانہ
۶-	المہامنی فی الجمع بین السنۃ والکتاب	الامام ابو محمد اسماعیلؒ ۶۸۶ھ	مکتبہ عاصمیہ غفوریہ
۷-	لامع الدراری شرح صحیح البخاری	الشیخ رشید احمد الکنکریؒ	ایچ ایم سعید
۸-	معارف السنن شرح جامع الترمذی	مولانا محمد یوسف بنوریؒ	ایچ ایم سعید
۹-	الدر المنصور شرح ابوداؤد	مولانا محمد عاقل سہارنپوری	مکتبہ الشیخ

- ۱۰- درس ترمذی مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مکتبہ دارالعلوم
 ۱۱- درس مشکوٰۃ مولانا محمد اسحاق صاحب محمدی کتب خانہ سلہٹ
 ۱۲- توضیح السنن شرح آثار السنن مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب
 ۱۳- نزہۃ النظر شرح نخبہ الفکر حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی الرحیم اکا دیمیہ
 ۱۴- مقدمہ مشکوٰۃ المصابیح شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدیمی کتب خانہ
 ۱۵- خیر الاصول فی حدیث الرسول ﷺ مولانا خیر محمد جالندھری قدیمی کتب خانہ
 ۱۶- تیسیر مصلح الحدیث دکتور محمد الطحان قدیمی کتب خانہ
 ۱۷- المدخل الی علوم الحدیث الشیخ محمد عبدالماک مرکز الدعویۃ داکا
 ۱۸- بدایۃ المجتہد ابن رشد ماہی ۵۹۵ھ دارالکتب العربی
 ۱۹- البحر الرائق شرح کنز الدقائق علامہ ابن نجیم مصری ایچ ایم سعید
 ۲۰- رحمۃ الائمۃ فی اختلاف الائمۃ ابو عبد اللہ الشافعی ۸۰۰ھ مکتبہ امدادیہ بلقان
 ۲۱- الدر الخوارج رد المحتار علامہ ابن عابدین شامی ایچ ایم سعید
 ۲۲- فص الختام فی مسائل القراءۃ خلف الامام مولانا محمد یوسف بنوری بنوری ناؤن کراچی

مؤلف کی دیگر تالیفات و تصنیفات

- ❖ امام ابوحنیفہؒ کی عبرتی شخصیت ❖ عربی مضمون نگاری کیسے کیسے
 ❖ بچوں کے اسلامی نام ❖ جواہر درود و سلام
 ❖ انوار ات تحریری بشرح مقامات الحزیری ❖ تجلۃ الانشاء شرح معلم الانشاء
 ❖ کیف تکتون خطیباً (۵۲ عربی تقاریر) ❖ خلاصہ فکلیات (برائے درجہ ہاوسر)
 ❖ خلاصہ میراث (سوال و جواب کے انداز میں) وغیرہ کتب ❖ اسلامی تعلیمات